رضاخانیوں کی

کفرسازیاں

رضا خانی کتابوں کے مضامین کا مستند مجموعہ، جن میں تقریباً ہر ایک نمایاں اور خادم ملت مسلمان پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے (اعاذنا اللہ)۔ مع سپاس نامہ جو بریلوی پیروں نے جلیانوالہ باغ میں گولی چلانے والے رسوائے زمانہ ظالم انگریز جنرل اڈوائر گورنر پنجاب کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جن پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے ان کی دینی خدمات کیا کیا ہیں۔

وہابی کافر

شبلی نعمانی کافر

قائد اعظم کافر

دیوبندی کافر

علامہ اقبال کافر

تالیف

مبلغ اسلام حضرت مولانا نور محمد مظاہری

تبویب و اضافات

علامہ ابو نافع امدادی

مولانا محمد طیب ظفر مند

تحفظِ نظریاتِ دیوبند اکادمی

کراچی

رضاخانیوں کی کفرسازیاں

رضاخانی کتابوں کے مضامین کا مستند مجموعہ، جن میں تقریباً ہر ایک نمایاں اور خادمِ ملت مسلمان پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے (اعاذنا اللہ)۔ مع سپاس نامہ جو بریلوی پیروں نے جلیاں والہ باغ میں گولی چلانے والے رسوائے زمانہ ظالم انگریز جنرل اوڈائر گورنر پنجاب کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جن پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے ان کی دینی خدمات کیا کیا ہیں۔

تالیف

مبلغ اسلام حضرت مولانا نور محمد مظاہریؒ

تبویب و اضافات

علامہ ابونافع امدادی

مولانا محمد طیب ظفرمند

ناشر

تحفظِ نظریاتِ دیوبند اکادمی

کراچی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

سلسلۂ اشاعت : ۱

کتاب : رضاخانیوں کی کفرسازیاں

تالیف : مولانا نور محمد مظاہری

تدوین واضافاتِ مفیدہ : علامہ ابونافع امدادی/مولانا محمد حبیب ظفرمند

اشاعت : جمادی الاول ۱۴۳۰ھ/مئی ۲۰۰۹ء

ناشر : تحفظ نظریات دیوبند اکادمی، کراچی

☆......ملنے کے پتے......☆

۱: مکتبۂ رشیدیہ، بالمقابل مقدس مسجد، اردو بازار، کراچی
۲: مکتبۂ خدیجۃ الکبریٰ، کتاب مارکیٹ، اردو بازار، کراچی
۳: ادارۃ الانور، علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ ٹاؤن، کراچی
۴: مکتبۃ القرآن، علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ ٹاؤن، کراچی
۵: بیت الکتب، بالمقابل اشرف المدارس، گلشن اقبال، کراچی
۶: مکتبہ عمر فاروقؓ، جامعہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی، کراچی
۷: مکتبۂ حمادیہ، جامعہ حمادیہ، شاہ فیصل کالونی، کراچی
۸: حاجی امداداللہؒ اکیڈمی، مارکیٹ ٹاور، حیدرآباد
۹: عزیز کتاب گھر، بیراج روڈ، سکھر
۱۰: مجیدیہ کتب خانہ، اردو بازار، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان
۱۱: مکتبۂ عائشہؓ، حق اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور
۱۲: مکتبۂ قاسمیہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
۱۳: کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار، راولپنڈی
۱۴: ادارۂ نشرواشاعت، مدرسۂ نصرۃ العلوم، فاروق گنج، گوجرانوالہ
۱۵: مکتبۂ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ

فہرست مضامین

معروضات

قیامت کی نشانیوں میں سے بدعات اور خرافات کا فروغ واشاعت بھی ہے۔ ان واہیات کاموں کے لیے وہ لوگ سر چڑھ کر بولتے رہے، بول رہے ہیں اور حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے آنے تک بولتے رہیں گے، جو اپنا حلیہ اور وضع قطع تو اسلامی رکھتے ہیں، لیکن ان کا تعلق شروع دن سے اسلام سے نہیں ہے۔ دراصل اسلام کے مخالفین کا روز اول سے یہ وطیرہ رہا ہے کہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام، اہل اسلام اور ہم سب کے خالق کو (اپنے گمان کے مطابق) دھوکا دیتے ہیں، لیکن دراصل یہ اپنے آپ کو شیطان لعین کے بھکاوے میں آ کر عظیم دھوکا دے رہے ہیں۔ قرآن مجید میں منافقین اور اس کے سردار عبداللہ ابن ابی کی مثالیں موجود ہیں۔

دور حاضر کے منافقوں میں سے بڑے فتنوں میں سرفہرست ''بریلوی فتنہ'' بھی ہے۔ اس فتنۂ عظیمہ کا بانی جس نے اپنے علاوہ سب کو کافر قرار دے کر جہنم میں دھکیلنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

ہمیں تو تعجب ہوتا ہے کہ جن قوموں کو بڑے زور وشور سے کافر کہا گیا وہی اس کے سب سے زیادہ عبادت گذار ہیں، مثلاً قصائیوں کی برادری کے اکثر افراد اس عظیم فتنے میں مبتلا ہیں۔ اسی قریشی برادری کو بریلویوں نے کافر کہا ہے۔ میمن برادری کی تمام شاخیں کفر کے فتوے تلے آئی ہیں، لیکن وہ سب سے زیادہ اس کے چیلے ہیں۔ غرضے کہ ہر قوم و برادری کے یہاں کے جہلا اس فتنے سے متاثر ہیں۔ اس لیے کہ پڑھا لکھا طبقہ تو ان کے چنگل میں آ نہیں سکتا، اگر آتا ہے تو سمجھیے کہ اس کی تعلیم کا رنگ اس پر نہیں چڑھا۔

اس فتنۂ عظیمہ کے امام اور اس کے حواریوں کی طرف سے عاید کردہ کفر کے فتاویٰ اور غلیظ ترین زبان درازی کو اس کتاب میں بہ طور نمونے کے جمع کیا گیا ہے، جس کی رو سے

☆ حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل دہلوی شہیدؒ

☆ سید الطائفہ اعلیٰ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ

☆ سیدنا الامام الکبیر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
☆ امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ
☆ امام المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ
☆ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
☆ حضرت مولانا شاہ کرامت علی جون پوریؒ
☆ حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ
☆ شیخ المشایخ حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ
☆ مولانا سید نذیر حسینؒ
☆ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ
☆ مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ
☆ حضرت مولانا ابو محمد عبدالحق حقانیؒ
☆ حضرت علامہ شبلی نعمانیؒ
☆ حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ
☆ شمس العلماء مولانا الطاف حسین حالیؒ
☆ سر سید احمد خان
☆ شاعر مشرق حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ
☆ حضرت خواجہ حسن نظامیؒ
☆ امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ
☆ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
☆ مفتی اعظم حضرت مولانا محمد کفایت اللہ دہلویؒ
☆ امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ
☆ سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ
☆ بانی پاکستان محمد علی جناح

☆ حضرت مولانا فضل حق خیر آبادیؒ

☆ حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ

☆ تمام ائمۂ حرمین شریفین وغیرہ

حضرت مولانا نور محمد مظاہری رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی محنت سے احمد رضا خان کی کتابوں سے یہ جمع کیا تھا جو دراصل ''مواد'' ہے۔ پہلی مرتبہ یہ کتاب ''تکفیری افسانے'' کے نام سے ہندوستان سے شایع ہوئی، اس کا سن طباعت معلوم نہ ہو سکا۔ اس کے بعد لاہور سے مولانا محمد دین نے ۱۹۷۶ء میں نظر ثانی کے بعد ''تلخیص تکفیری افسانے'' کے نام سے، پھر انجمن ارشاد المسلمین نے کچھ اور اضافوں کے ساتھ ۱۹۸۷ء میں ''بریلوی فتوے'' کے عنوان سے شایع کی۔

اب جب یہ کتاب نایاب ہوئی تو کچھ احباب نے ایسی کتابوں کی اشاعت کے لیے ''تحفظ نظریاتِ دیوبند اکادمی'' قایم کی۔ پیش نظر کتاب اس اکادمی کا پہلا سلسلۂ اشاعت ہے۔

اس ایڈیشن میں جا بجا اضافے کیے گئے ہیں، ابواب وحواشی اور عنوانات قایم کیے گئے ہیں۔ عوام کی سہولت کے لیے نام کو آسان کیا گیا ہے۔ ''رضا خانیوں کی کفر سازیاں''۔ نیز علمائے دیوبند کی خدمات اور ان کے طبقات ذکر کیے گئے ہیں، جو ایک نمونہ ہیں، ان میں اضافے کی کافی گنجایش ہے۔

امید ہے کہ اب یہ کتاب اس فتنے کو سمجھنے کے لیے بہترین رہنما ثابت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہماری اصلاح فرمائے اور ہمارے عقاید کی حفاظت کے ساتھ ساتھ امت مرحومہ کے عقاید بھی درست فرمائے۔ آمین!

ابو نافع امدادی غفرلہٗ / محمد طیب ظفر مند عفی عنہ

۷/ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

۴/ مارچ ۲۰۰۹ء

صاحبِ تالیف

اللہ تعالیٰ نے اکابر علمائے دیوبند میں یہ وصف رکھا ہے کہ فرق باطلہ کا رد بغیر کسی پس وپیش کے کرتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ یہ وصف بھی ان کے اندر ودیعت کیا گیا ہے کہ اپنے ہی تلامذہ اور شاگردوں میں سے اگر کوئی ایسی بات کردے جس سے ہمارے دین وشریعت، عقاید وخیالات اور اکابر پر حرف آتا ہو تو اس کی بھی تردید کرتے ہیں۔ بہ الفاظ دیگر حق کو چھپاتے نہیں ہیں۔

دیوبندی مکتب فکر نے جہاں ہندو آریوں، عیسائیت، قادیانیت، بہائیت اور غرض یہ کہ جتنے بھی کفار کے ایسے مذاہب ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کام کرتے ہیں ان کا مقابلہ کیا اور خوب کیا۔ ہم عصر دوسرے مکاتب فکر اس خدمت سے یا تو محروم رہے یا ان کا وہ معیار نہیں رہا۔ وہیں مسلمانوں کے اندر باطل فرقے جو ''ما انا علیہ واصحابی '' سے ہٹ کر تھے ان کا بھی رد کیا۔ مثلاً غیر مقلدیت (لامذہبیت)، بریلویت، مودودیت، مماتیت، مسعودیت، غامدیت وغیرہ

زیر نظر سطور میں ایک ایسی ہی شخصیت کا تعارف پیش کیا جارہا ہے جنہوں نے دیوبندی مکتب فکر کے مدرسے میں تعلیم حاصل کی اور پھر انہوں نے اس تعلیم کا حق کس طرح ادا کیا۔ یہ ہیں زیر نظر کتاب ''رضاخانیوں کی کفر سازیاں'' کے مؤلف

حضرت مولانا نور محمد مظاہری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد ماجد کا نام محترم دین محمد ہے۔ ٹانڈہ ضلع فیض آباد (شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا تعلق بھی ٹانڈہ سے تھا) آپ کا وطن ہے۔ آپ کے والد نے قرآن پاک حفظ کرایا اور اس کے بعد دینی تعلیم کے لیے سلطان پور کے مدرسۂ عربی میں داخل کرادیا۔ اس مدرسے میں فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ مشکوٰۃ

شریف اور جلالین شریف تک کی تعلیم اپنے وطن ٹانڈہ کے مدرسۂ عین العلوم میں حاصل کی۔ اس مدرسے میں پانچ سال رہے ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۲ء میں امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ کے مشورے اور ترغیب سے مدرسۂ مظاہر العلوم سہارن پور میں داخلہ لیا اور سلم العلوم، مختصر المعانی، ہدایہ اولین اور اصول الشاشی ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۳ء میں ہدایۂ ثانی، مطول، حسامی، ملاحسن، میبذی، رشیدیہ، نفحۃ الیمن ۱۳۴۲ھ/ ۱۹۲۴ء توضیح تلویح، مسلم الثبوت، قاضی مبارک، سبعۂ معلقہ، مقامات حریری، شمس بازغہ، صدرا، حمداللہ، شرح عقاید مع خیالی اور امور عامہ پڑھیں۔ ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۵ء میں دورۂ حدیث شروع ہوا اور دو سال میں پورا ہوا۔

آپ کے اساتذۂ کرام میں

شیخ الحدیث حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری بعدۂ مہاجر مدنیؒ

حضرت مولانا عبدالرحمٰن ''کامل پورے'' (خلیفۂ مجاز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

حضرت مولانا عبداللطیف سہارن پوریؒ (استاذ و خلیفۂ مجاز شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی بعدۂ مہاجر مدنیؒ

جیسی علم و فضل میں عظیم شخصیات شامل ہیں۔

۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۲ء میں مدرسۂ مظاہر علوم سہارن پور کی جانب سے باقاعدہ طور پر انجمن ہدایت الرشید کا قیام عمل میں آچکا تھا، جس کا مقصد طلبا کے اندر آریوں، عیسائیوں اور قادیانیوں سے مقابلہ کرنے کی استعداد اور صلاحیت اجاگر کرنا تھا۔ مطالعہ کی قوت پر علمی دلایل کے ساتھ ان سے مناظرہ کرنا تھا۔ مولانا اپنی طالب علمی کے زمانے میں اس انجمن کے سرگرم اور فعال افراد میں سے تھے، مجلس مناظرہ میں جو بہ طور تمرین و مشق کے ہر جمعرات کو مدرسے میں منعقد ہوتی تھی، بے تکان بولتے

تھے۔ایک مرتبہ کسی مقام پر مناظرے میں گئے، جلسہ کا موضوع تردید قادیانیت تھا مولانا تقریر کررہے تھے، حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ آپ کی تقریر سن کر بہت محظوظ ومسرور ہوئے اور چار روپے ماہانہ اپنی جیب خاص سے مولانا کے لیے مقرر فرمائے۔فراغت کے بعد مولانا ...... حضرت سہارن پوریؒ کے حکم سے راج پورہ ضلع پٹیالہ کے ایک مدرسے میں تعلیم وامامت کے لیے چلے گئے۔ وہاں جانے کا دوسرا مقصد قادیانیت کا مقابلہ بھی کرنا تھا، جو اس زمانے میں وہاں پھیل رہی تھی۔محرم الحرام ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء میں آپ کا تقرر بیس روپے مشاہرہ پر مظاہر علوم میں مبلغ ومقرر اور استاذ ہونے کی حیثیت سے کردیا گیا، ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء تک آپ مظاہر العلوم سے وابستہ رہے۔اس عرصے میں آپ نے درجۂ ابتدائی عربی کی یہ کتابیں پڑھائیں۔ شرح مأتہ عامل، کافیہ بحث فعل، شرح تہذیب، قطبی، نحو میر، میزان، ہدایۃ النحو، قال اقول، مرقات، دستور المبتدی، نفحۃ الیمن، ایساغوجی۔

اس طویل مدت میں آپ نے بہ کثرت تقریریں وعظ ومناظرے کیے۔شعبان ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء سے کلکتہ کولوٹولہ کی مشہور مسجد میں بہ حیثیت مفسر قرآن قرآن شریف کا درس دیا۔ ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے حکم سے مدرسہ کنز العلوم ٹانڈہ میں آپ کا تقرر ہوا۔اپنے انقلابی جذبے اور انقلابی تقریروں کی وجہ سے اکتوبر ۱۹۴۰ء میں گرفتار ہوگئے۔۲۲ نومبر ۱۹۴۰ء کو قید کی سزا ہوئی اور ڈھائی سو روپے جرمانہ کی سزا ہوئی۔ یہ سزا مولانا نے اعظم گڑھ، غازی پور اور بنارس میں گذاری ۱۹۴۱ء میں رہا ہوئے ۱۹۴۲ء میں پھر گرفتار ہوکر نظر بند ہوئے، ۱۹۴۵ء میں ایک انقلابی تحریر کی وجہ سے مقدمہ چلایا گیا اور انگریزی عدالت سے سزا ہوئی۔

مولانا کی تمام تر توجہات کا مرکز رضاخانیت اور بریلویت ہے۔اس موضوع پر مولانا نے بہت سی مفید اور ٹھوس کتابیں تالیف کیں اور لاتعداد تقریریں اور مناظرے

کیے۔ قادیانیت اور دوسرے باطل فرقوں اور جماعتوں کی تردید وتعاقب میں مولانا نے ملایا، سنگاپور، افریقہ، کینیا، تنزانیہ، رہوڈیشیا، مڈغاسکر اور فرانس کے مختلف جزیروں ری یونین، سینٹ جوزف وغیرہ کے طویل سفر کرکے بہت مفید اور بارآور خدمات انجام دیں اور اپنی سحرانگیز تقریروں اور کامیاب مناظروں کے ذریعے باطل اور اہلِ باطل کی سرکوبی کی۔ مظاہرعلوم کے زمانۂ قیام میں بھی آپ نے قادیانیت کے خلاف تحریری وتقریری طور پر زبردست خدمات انجام دیں۔ جس زمانے میں پنجاب میں یہ فتنہ شباب پر ورتھا اور دو عظیم راہ نما حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ اپنی شعلہ بیانی سے قادیانیت کی دھجیاں بکھیر رہے تھے تو مولانا موصوف بھی اسی گروہِ اہلِ حق میں شامل ہوئے اور پشاور سے لے کر کراچی تک تمام بڑے چھوٹے شہروں اور قصبوں میں زبردست جدوجہد اور سرگرم تقریریں کیں۔

آپ سیاست میں شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے متبع اور ان کے پیرو رہے، یعنی تقسیم ہند کو مسلمانوں کے لیے سخت مضر سمجھتے تھے ۱۹۳۰ء میں آپ نے جمعیۃ علمائے ہند کے اجلاس میں حضرت مدنیؒ کے ہاتھ پر اپنی جان کی بیعت لی، جس نے آپ میں ایک نئی روح پھونک دی اور آپ کو شعلۂ جوالہ بنادیا۔ ۱۹۴۰ء میں جمعیۃ علمائے ہند کا سالانہ اجلاس جون پور میں منعقد ہوا، حضرت مدنیؒ نے اجلاس کی کامیابی کے لیے کچھ اہم اور مخصوص خدمات آپ کو سونپیں، جن کو آپ نے پورے تیقظ اور حاضر دماغی سے انجام دیا۔ اعظم گڑھ، جون پور اور دیگر اضلاع میں آپ نے متعدد تقریریں کیں، جس پر وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے، آپ گرفتار ہوئے اور نو ماہ قید بامشقت کی سزا آپ کو سُنا کر حوالۂ زنداں کردیا گیا۔ اس کے بعد متعدد مرتبہ آپ گرفتار ہوئے، آہنی سلاخوں کے پیچھے کئی کئی ماہ رہے، لیکن انگریزی استبداد کے آگے کبھی ہار مان کر نہ دی، جزاہ اللّٰہ تعالیٰ عن الاسلام والمسلمین.

تصنیفات و تالیفات:

۱-کرشن قادیانی: ردّ قادیانیت پر مولانا کی یہ مختصر کتاب بڑی مفید اور معلوماتی ہے، متعدد مرتبہ شائع ہوچکی ہے۔

۲-اختلافاتِ مرزا: اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے کئی سو متعارض اقوال جمع کر کے غلامدیت کے علم برداروں پر ایک حجت قائم کردی گئی ہے۔ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ/ جولائی ۱۹۳۳ء میں یہ کتاب اس وقت لکھی جب کہ آپ مدرسہ مظاہر علوم کے مبلغ و مناظر تھے۔ اس کتاب کے صفحات ۲۴۱ ہیں۔

۳-کفریاتِ مرزا: اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کفریہ عبارات پیش کی گئی ہیں۔ یہ وہ مشہور زمانہ کتاب ہے جو امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے مشہور مقدمۂ قادیان میں صفائی کے طور پر پیش کی گئی تھی اور یہ چیز اس کتاب کی حیثیت کو اُجاگر کرنے کے بہت کافی ہے۔ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ/ اگست ۱۹۳۳ء میں یہ کتاب لکھی گئی، اس کے صفحات ۳۲ ہیں۔

۴-امراضِ مرزا: اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے اُن تمام امراض اور بیماریوں کا تذکرہ ہے جن میں وہ من جانب اللہ مبتلا کیے گئے تھے۔

۵-کذباتِ مرزا: اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے تین سو کے قریب وہ اقوال و فرمودات جمع کیے گئے ہیں جو خالص جھوٹ ہیں اور جس میں انہوں نے کھل کر دروغ گوئی سے کام لیا ہے۔

۶-مغلظاتِ مرزا: اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کی مغلظات اور دشنام طرازیوں کو حروف تہجی کے ساتھ ردیف وار جمع کیا گیا ہے۔ اس کتابچہ کے مطالعے سے بہ خوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ مدعی نبوت اخلاقی اعتبار سے کس قدر پست اور فروتر تھے۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ’’ایک سنجیدہ آدمی کے لیے بس یہی ایک رسالہ کافی ہے۔‘‘

۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء میں یہ کتاب اس وقت لکھی گئی جب کہ مولانا موصوف مدرسۂ مظاہر علوم سہارن پور کے مبلغ و مناظر تھے۔ حضرت مولانا اسعد اللہؒ (خلیفۂ مجاز حکیم الامت حضرت تھانویؒ) نے اس کتاب کا قطعۂ تاریخ اس طرح موزوں فرمایا:۔

خان صاحب مولوی نور محمد نے لکھی
جب کتاب جامع اشتات وکافر ماجرا
لکھدی یہ تاریخ اسعد نے قلم برداشتہ
اجتماع فن دشنام جناب میرزا

حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ اور حضرت مولانا اسعد اللہؒ نے اس کتاب پر اپنی تقاریظ لکھی ہیں۔ اس کے صفحات ۲۷ ہیں۔

۷ **اعلیٰ حضرت بریلوی کا تعارف نامہ**: ردّ بریلویت میں یہ ایسی کتاب ہے جس میں مولانا موصوف نے ثابت کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے جو کچھ آپ کے اور آپ کی چادر دگا کر کے فضایل بیان کیے ہیں وہ سب شریعت کے خلاف ہونے کے ساتھ خلاف عقل بھی ہیں۔ یہ کتاب ۱۹۷۰ء میں لکھی گئی، جس کے صفحات ۵۵ ہیں۔

۸- **بدعات و مسنوعات**: اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ بریلوی صاحب نے خود بھی بہت سی رسمی اور رواجی چیزوں کو بدعت، بے اصل، ممنوع اور ناجائز کہا ہے۔ کتاب کے صفحات ۱۱۲ ہیں۔ ۱۹۷۰ء میں لکھی گئی۔

۹- **تکفیری افسانے**: اس کتاب میں تمام رضا خانی کتابوں کے حوالے سے وہ تمام مضامین اور اقتباسات جمع کر لیے گئے جن میں بریلویوں کی جانب سے تقریباً ہر ایک نمایاں اور خادم ملت مسلمان اور تقریباً تمام ہی مسلم جماعتوں پر کفر یہ فتوے لگائے گئے ہیں۔ کتاب کافی دل چسپ اور شگفتہ ہے۔ ہفت روزہ ''پاکستانی'' لائل پور نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ

''ہماری رائے کے مطابق آج تک اس سے بہتر اس فرقے کے بارے

میں کوئی کتاب نہیں لکھی گئی"۔

(ہفت روزہ پاکستانی لائل پور، ۷ مارچ ۱۹۵۸ء)

زیر نظر کتاب اسی کا نقش جدید ہے اور اضافات کے بعد "رضا خانیوں کی کفر سازیاں" کے نام سے معنون ہے۔

۱۰- اعلیٰ حضرت بریلوی کا حقہ شریف: اعلیٰ حضرت کا معمول حقہ پینے کا بھی تھا اس سلسلے میں مصنف کتاب نے بہت سی دل چسپ معلومات اور اعلیٰ حضرت کی خصوصیات کو اپنی اس کتاب میں جمع کر دیا۔ کتاب کے صفحات ۱۰۴ ہیں۔

۱۱- مولوی حشمت علی رضا خانی کا تکفیری فتویٰ: اس کتاب میں بتلایا گیا ہے کہ مولوی حشمت علی صاحب نے سید محمد صاحب کچھوچھوی کو کافر قرار دے کر کتنی بے دردی کا مظاہرہ کیا۔ یہ کتاب ۱۹۶۸ء میں لکھی گئی، جس کے صفحات ۵۶ ہیں۔

۱۲- اعلیٰ حضرت بریلوی کا ننگا تقویٰ: اعلیٰ حضرت کے ایک معتقد کی لکھی ہوئی کتاب "کرامات اعلیٰ حضرت" میں درج کی ہوئی ایک کرامت پر یہ تبصرہ ہے، جو مولانا نور محمد صاحب نے کیا ہے۔ اس کے صفحات ۱۱۲ ہیں۔

۱۳- اعلیٰ حضرات کی چند خطرناک غلطیاں: جس میں احمد رضا خان کی وہ عبارات نقل کی گئیں ہیں جو کفریہ ہیں۔

۱۴- مناقب الخلفاء: اس میں حضرات ائمہ راشدینؓ کے حالات اور مناقب ر نا سن خود روافض کی کتابوں سے ترتیب دیے گئے ہیں۔ امام اہل سنت حضرت ولانا عبدالشکور صاحبؒ نے اس کتاب کو بڑی پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور دو مرتہ اپنے طور پر طبع کرایا۔

۱۵- اظہار حقیقت کفر شیعہ بہ زبان شیعہ: کتاب کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔ اس میں روافض کی مشہور کتابوں سے مسایل جمع کئے گئے ہیں۔ اس کے صفحا ت ۱۶ ہیں۔

۱۶- ماتم شیعہ: ..محترم میں عام طور پر روافض جن بدعات ار خرافات میں مبتلا

ہو جاتے اور بھولے بھالے عوام کو اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں اس پر مولانا کے قلم سے یہ ایک زوردار مقالہ ہے، جس میں ماتم، نوحہ، سینہ کوبی کی لغویت بتلائی گئی ہے۔ کتاب کے صفحات ۲۴ ہیں۔ ۱۳۵۳ھ/۱۹۲۳ء میں مظاہر علوم کے زمانۂ قیام میں لکھی گئی۔

۱۷- ماتم امام حسین رضی اللہ عنہ: اس کتاب میں تعزیہ داری، نوحہ خوانی، سینہ کوبی اور دیگر بدعات کی ممانعت و مذمت قرآن، وحدیث اور خود شیعہ مذہب کی معتبر کتابوں سے ثابت کی گئی ہے۔ کتاب کے صفحات ۳۰ ہیں۔

۱۸- تنویر البصائر فی تزویج الصغائر: مسٹر تصدق احمد خاں شیروانی بیرسٹر ممبر اسمبلی نے اپنی ایک تالیف کے ذریعے عام مسلمانوں کو یہ بات باور کرانی چاہی تھی کہ اسلام میں نابالغوں کی شادی جائز نہیں۔ اس کی تردید کرتے ہوئے یہ کتاب تنویر البصائر مولانا موصوف نے تالیف کی، جس میں ان مزعوم خیالات کا آپریشن کرتے ہوئے قرآن وحدیث سے نابالغوں کی شادی کا صحیح ہونا بتلایا۔ یہ کتاب مظاہر علوم سہارن پور کے شعبۂ تبلیغ انجمن ہدایت الرشید کی جانب سے جنوری ۱۹۳۰ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کے صفحات ۷۶ ہیں۔

۱۹- دفع الالحاد عن حکم الارتداد: قادیانی مبلغ مرزا نعمت اللہ کو ۱۰ ۲ ۱۱ئی ۱۹۲۴ء میں اس کے کفرانہ وملحدانہ خیالات اور جاسوسی کے جرم میں کابل افغانستان میں پھانسی دی گئی۔ اس وقت یہ مسئلہ اٹھایا گیا تھا کہ اسلام میں مرتد کو قتل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ مولانا کے قلم سے یہ کتاب اسی سوال کا محققانہ جواب ہے۔ اس میں قتل مرتد کی تحقیق، ارتداد کی تقسیم وتعریف لکھی گئی ہے۔ ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۵ء میں طبع ہوئی۔ اس کے صفحات ۲۸ ہیں۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ حضرت مولانا خلیل احمد نور اللہ مرقدہ نے اپنے طور پر اپنے اخراجات سے طبع کرائی اور مؤلف محترم کو اس کتاب کی تالیف پر انعام بھی دیا۔

۲۰- درود وسلام: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے کے فضائل اور نہ پڑھنے پر وعیدیں، چالیس صیغے چند عامۃ الورود اشکالات کے جوابات اور زیارت

نبوی کے عملی نمونے بھی لکھے گئے ہیں۔ کتاب کے صفحات ۲۷ ہیں۔

۲۱- آنکھوں کی ٹھنڈک: یہ فضیلت نماز کا ایک بے نظیر مجموعہ ہے، اس میں نماز پڑھنے کی اہمیت، اس کے فضائل، ترک پر وعیدوں کو تفصیل سے لکھا ہے۔

۲۲- شہید کی سچی باتیں: اس کتاب میں حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید علیہ الرحمہ پر لگائے گئے اعتراضات کے مکمل ومفصل جوابات دے کر آپ کے علمی وعرفانی کمالات اور مجاہدانہ خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ کتاب کے صفحات ۵۰ ہیں۔

۲۳- جنت کے پھول: احادیث شریفہ میں جو سہل اور چھوٹے چھوٹے وظیفے اور اذکار واوراد آئے ہیں ان کو ایک کتابی شکل میں جمع کر دیا گیا۔ کتاب کے صفحات ۳۵ ہیں۔

۲۴- فضائل زکات وخیرات: اس کتاب میں زکات وصدقات کے فضائل اور اللہ جل شانہ کے راستے میں خرچ کرنے پر جو وعدے اور بشارتیں قرآن پاک اور احادیث میں آئی ہیں، ان کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ۱۹۷۳ء میں یہ لکھی گئی۔ اس کے صفحات ۶۲ ہیں۔

حضرت مولانا نور محمد مظاہری علیہ الرحمہ کے یہ حالات ''تاریخ مظاہر العلوم'' سے اخذ کیے گئے ہیں۔

دیوبندی بزرگوں کے احوال وآثار سے کیسی نورانیت ہویدا ہوتی ہے۔ اللہ نے ان کے اوقات میں خاص برکات رکھی تھیں، ہمیں افسوس ہے کہ تلاش کے باوجود حضرت رحمہ اللہ کے وفات کے حالات دستیاب نہ ہوسکے۔ بعد میں اگر ملے تو آئندہ اشاعت میں ان کا اضافہ کردیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالی

مقدمہ

یہ مقدمہ حضرت مولانا مفتی عبدالحمید قاسمیؒ سابق شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور کے قلم سے یادگار ہے۔ جو انہوں نے اپنے قلمی نام "دامغ الرامق شاہ جہان پوری" سے تحریر فرمایا تھا۔ (ناشر)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

دلوں سے کھینچ لوں زہر فساد اتنا تو مشکل ہے
ہم اس دل کی جو سو ٹکڑے ہے اک تصویر کھینچیں گے

پیش نظر کتاب ایک شمہ اور نمونہ ہے اس تحریک کی داستان خوں چکاں کا جس نے ملت اسلامیہ کے قلب میں ایسا ناسور پیدا کیا جس کا اندمال بہ ظاہر اسباب تا قیام قیامت مشکل ہی نہیں بلکہ محال، اشد محال ہے۔ میری مراد اس سے بریلوی تحریک ہے، جو کسی حالت میں بھی ابن سبا اور ابن صباح کی تحریک سے مختلف نہیں۔ جو بہ ظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ایک خود ساختہ مذہب میں قوم کو الجھا کر انگریز ایسے دشمن اسلام کی سیاسی اغراض و مقاصد کو پورا کرنے کے لیے اٹھی تھی۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ دینی و مذہبی نزاع ہے۔ حاشا وکلاّ! ایسا نہیں، بلکہ باللہ العظیم (اللہ کی قسم) یہ ایک جاسوسی و مخبری کرنے والی سیاسی جماعت ہے، جو انگریزوں نے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لیے پیدا کی اور دامے درمے قدمے سخنے ہر طرح سے مدد کر کے پروان چڑھایا۔

بریلوی مذہب کی ایجاد اور اس کے مصالح:

جس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ یوں تو کھل کر سامنے نہ آسکتی تھی اور نہ اپنے آقاؤں کو خوش کر سکتی تھی، اس لیے جو لوگ بھی انگریزوں کے جانی دشمن تھے اور انگریزوں کو کسی حالت میں بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے ان کو الجھانے، بدنام کرنے، متہم کرنے اور کافر و بے دین بنانے کے لیے احمد رضا خان بریلوی نے ایک مذہب

ایجاد کیا، جو مسلک اہل سنت والجماعت کے بالکل مغایر (ناموافق) اور مخالف تھا، لیکن نہایت ہی چالاکی وعیاری سے عوام میں شرف قبولیت حاصل کرنے کے لیے اس کا نام مذہب اہل سنت والجماعت رکھا۔ ع

برعکس نہند نام زنگی کافور

غرض یہ تھی کہ علمائے حق اس خود ساختہ مذہب کی یقیناً ولازماً مخالفت کریں گے اور اس بہانے اپنے آقاؤں کی امداد واعانت کے بل بوتے پر ہم ایک مذہبی بھونچال برپا کردیں گے، جس کے سامنے یہ اہل حق کبھی نہ ٹھہر سکیں گے اور اس خوف سے کہ کہیں یہ بھونچال میرے مرنے کے بعد سکون وقرار نہ پکڑے مرتے وقت وصیت کی:

''حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑ و اور میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قایم رہنا ہر فرض سے زیادہ فرض ہے''۔

(وصایا شریف: ص۹)

اس میں شریعت کا لفظ توریہ وتقیہ (حق بات کو چھپانے) کے طور پر استعمال کیا ہے، یعنی میری ایجاد کردہ شریعت، جس کی تفسیر خود آگے بیان کردی: ''میرا دین ومذہب''۔

اس کے پیروکار اس دین ومذہب کے لیے احمد رضا خان کو اللہ تعالی کی طرف سے مبعوث سمجھتے ہیں۔ اس کی واضح دلیل ''خالص الاعتقاد'' (نامی کتاب) کی یہ عبارت ''ولاھل السنة من اللہ احمد رضا'' ہے۔ یہ عبارت درپردہ دعویٰ نبوت کی طرف مشعر ہے، یعنی اہل سنت والجماعت کے نام پر جو مذہب احمد رضا خان نے ایجاد کیا ہے اس کے لیے وہ اللہ تعالی کی طرف سے مبعوث ہوا ہے۔ ان عبارات سے بالکل صاف واضح ہو گیا کہ وہ ایک نئے مذہب کا موجد ہے، جس کی مرتے وقت وصیت کرتا ہے کہ وہ نفاق وتفرقہ، تکفیر وتفریق بین المسلمین، مخبری وجاسوسی، انگریزی آقاؤں کی بندگی وخوشنودی کا جو مشن میں نے زندگی بھر جاری رکھا ہے اس کو قایم

ودایم رکھنا ہر فرض سے زیادہ اہم فرض ہے۔

''خالص الاعتقاد'' کی اس عبارت سے پہلے اہل حق کے لیے جو یقیناً اس کے خود ساختہ مذہب سے بے زار و نالاں ہوں گے، کوسا جاتا ہے۔

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا (سورۂ بقرہ:۱۰)

''ان لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے، پھر اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھادی۔''

اب وہ چیز ذکر کی جارہی ہے جس سے روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہو جائے گا کہ وہ ایک نئے مذہب کا موجد ہے اور اس سے اس راستے کے تمام شکوک وشبہات کی ظلمتیں دور اور گرد وغبار کی تاریکیاں چھٹ جائیں گی۔

سنو اور بہ غور سنو! ہندوستان میں جب سے اسلام آیا ہے چند باطل فرقوں کو چھوڑ کر جن کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں، عام آبادی اہل سنت والجماعت مذہب ہی کی رہی ہے۔ اس بات میں ذرہ برابر بھی شک وشبہے کی گنجایش نہیں، لیکن احمد رضا خان اور ان کی ذریات نے ان کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے سنان لسان اور خنجر قلم سے کافر و مرتد اور وہابی کے نشتر لگا لگا کر ان کے ہر فرد بشر کو گھایل کر دیا۔ وہابی کا لفظ ان کے یہاں کافر سے بھی بدتر...... مرتد کے معنی میں ہے۔ جس کو یہ وہابی کہیں گے اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کو مرتد سمجھو۔

پاک وہند کے بڑے بڑے مقتدر رہنما اور ہر جماعت کے مسلم مقتدا و پیشوا، مثلاً سیدنا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور ان کی اولاد واحفاد (دیکھو مقیاس حنفیت: ص ۵۷۶) حضرت مولانا سید احمد شہیدؒ، حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ، مولانا فضل الرحمن صاحبؒ گنج مرادآبادی، مولانا شاہ کرامت علی جون پوریؒ، مولانا سید نذیر حسین صاحبؒ دہلوی، مولانا ثناء اللہ صاحبؒ ودیگر اہل حدیث علما اور ان کے عوام ..... تمام علمائے دیوبند اور ان کے ہم خیال عوام...... مولانا شاہ محمد

ملی مونگیریؒ، مولانا عبدالماجد صاحب دریابادیؒ، جملہ علمائے دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنواوران سے منسلک عوام...... مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ، مولانا عبدالباریؒ، جمیع علمائے فرنگی محلی اور ان سے عقیدت وارادت رکھنے والے عوام...... سرسید احمد خاں، بانی مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ اوران کے معاون احباب وانصار نواب محسن الملک مہدی علی خاں، نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی خاں، نواب انتصار جنگ مولوی مشتاق حسین، مولانا الطاف حسین حالی، شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ دہلوی، مولوی مہدی حسن، سید محمود خاں، علامہ شبلی نعمانیؒ اعظم گڑھی، ڈپٹی نذیر احمد خاں دہلویؒ، جن کو یہ فرقہ ضالہ اکبر بادشاہ کے نورتن سے تعبیر کرتا ہے۔

تمام فضلائے علی گڑھ یونی ورسٹی اوران سے منسلک عوام (عوام کو اس لیے ہر جگہ ذکر کیا گیا ہے کہ مذکورۂ بالا رہنماؤں کے متعلق اس جماعت مبتدعہ کا فتوی ہے کہ جو ان کو کافر نہ کہے یا ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور ان کے عوام ان کے معتقد ہیں)، ڈاکٹر اقبالؒ، خونبہ حسن نظامیؒ، مولانا ظفر علی خاںؒ، محمد علی جناح(۱)، مولانا ابوالکلام آزادؒ، سید ابوالاعلی مودودی، وغیرذالک لاتعد ولاتحصی (اوراسی طرح بے شمار جن کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا)۔

سیاسی جماعتوں میں مسلم لیگ، مجلس احرار اسلام، جمعیت علمائے ہند، جماعت خاک سار، مسلم ایجوکیشنل کانفرنس، آل انڈیا خلافت کمیٹی، جماعت اسلامی، شاہ ابن سعودؒ وتمام علمائے عرب حتی کہ حرمین شریفین کے آئمہ وخطبا، تمام عربی عوام، ان سب کو اس کافرساز اور کافرگر ٹولے نے کافرومرتد اور وہابی کے اعلی ترین خطابات سے نوازا ہے۔

---

(۱) بریلوی محمد علی جناح کو پاکستان بنانے کے جرم میں کافر کہتے ہیں، اگر اثنا عشری شیعہ ہونے کی وجہ سے کہتے تو زیادہ موزوں ہوتا۔ (طیب)

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں
ان سیاہ بختوں کی بد بختی کا منظر دیکھنا
کفر کے فتوے لگاتے ہیں مسلماں دیکھ کر

ان سب کی تفصیلات اس کتاب میں حوالہ جات کے ساتھ آپ پڑھیں گے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ پاک وہند کا کوئی فرد بشر ایسا نہیں جو ان کے تکفیری تیر وسنان سے فگار نہ ہوا ہو اور یہ کیوں؟ اس لیے کہ یہ اس کے نئے دین و مذہب سے جس کا وہ بانی تھا متفق نہ تھے۔ ورنہ ان میں بعض حضرات تو مسلک اہل سنت والجماعت کے اساطین ودعایم تھے۔ اب سوال ہوتا ہے کہ یہ سب کافر ہیں تو مسلمان کون؟

الجواب: صرف احمد رضا خان بریلوی جو کافر گری وکافر سازی ٹیکسال بلکہ لمیٹڈ کمپنی کے مینجنگ ڈائریکٹر تھے۔ یَا اَسَفَا وَاحَسْرَتَا۔ ع

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم (۱)

اگر یہ سب کافر ومرتد تھے تو پاکستان کن مسلمانوں نے بنایا؟ اگر ان سب کو اسلام

(۱) یہ بات خود شجاعت علی قادری بریلوی (جنہوں نے ائمہ حرمین کی اقتدا میں نمازوں کے فاسد ہونے کا فتویٰ دیا تھا) "فتاویٰ رضویہ" کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"حقیقت یہ ہے کہ مولانا (احمد رضا) رحمۃ اللہ علیہ کے علمی ذخایر میں یہ تلاش کرنا کچھ مشکل نہیں کہ آپ نے کس کس سے اختلاف کیا، بلکہ اصل دقت طلب کام یہ ہے کہ وہ کون سا فقیہ ہے جس سے مولانا نے بالکل اختلاف نہ کیا ہو۔ اگر ایسا شخص نکل آیا تو یہ ایک بڑی تحقیق ہوگی۔"

(پیش لفظ فتاویٰ رضویہ: جلد پنجم کا حصہ اول، مطبوعہ لاہور: ص ۳۰)

احمد رضا کا ہر کسی سے اختلاف کرنا ان کے اپنے ماننے والے قبول کرتے ہیں اور سچ یہ ہے کہ احمد رضا کا جس کسی سے اختلاف ہو جائے اسے کافر ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیتا تھا۔ (ابونافع)

سے خارج کر دیا جائے تو اس کافر ساز ٹولے کی گنتی ملک کے چوڑے چماروں سے بھی کم تر ہے۔ (پھر اس پر دعویٰ ہے سواد اعظم ہونے کا؟) تو پاکستان کیسے بنا؟ تقسیم ہندوؤں و مسلمانوں کے درمیان کیسے ہوئی؟ کیا یہ تقسیم ہندوؤں اور مرتدوں کے درمیان ہوئی تھی؟ اگر ہندوؤں کو بروقت ان فتویٰ فروشوں کی تکفیری کاروائیوں کا علم ہو جاتا تو وہ کہتے کہ ہندو مسلم کی تقسیم کیسی؟ تم بھی تو ہماری طرح ہی غیر مسلم ہو۔ تو آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہوتا؟ ؎

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

اگر یہ کہا جائے کہ اس قدر گھناؤنے فعل کا ارتکاب اس نے کیوں کیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حطام دنیا کی حرص و آز (لالچ) اور پیٹ کی پوجا پاٹ نے اس کو اس فعل شنیع اور امر قبیح پر مجبور و بے بس کر دیا تھا۔ فکر شکم کا اس پر اس قدر تسلط تھا کہ مرتے وقت بھی اسی کا غلبہ رہا۔ چناں چہ مرتے وقت وصیت کرتا ہے کہ

"ہفتہ میں دو تین بار ان اشیا سے بھی کچھ بھیج دیا کریں: دودھ کا برف خانہ ساز، اگر بھینس کے دودھ کا ہو (بکری کا نہ ہو، اس میں سے بو آتی ہے، اگرچہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پسند تھا)۔ مرغ کی بریانی۔ مرغ پلاؤ خواہ بکری کا ہو (بہ درجہ مجبوری)۔ شامی کباب، وہ بھی مرغ کے ہوں، بہ درجہ مجبوری بکری کے۔ پراٹھے (گھی سے تر بہ تر ہوں)۔ بالائی (جو خوب موٹی ہو)۔ فیرنی (جو مشک و زعفران سے معطر ہو)۔ اردکی پھریری دال مع ادرک و لوازم (کالی مرچ، لونگ، زیرہ سیاہ، کرمانی، چھوٹی بڑی الائچی، جائفل، جاوتری، مشک و زعفران وغیرہ وغیرہ)۔ گوشت بھری کچوریاں (جس میں تمام لوازم مذکورہ ڈالے گئے ہوں)۔ سیب کا پانی (کشمیری سیب)۔ انار کا پانی (قندھاری انار)۔ سوڈے کی بوتل (اعلیٰ کوالٹی برائے ہاضمہ)۔ دودھ کا برف (مکرر فرمایا کیوں کہ سفر دراز

ہے)۔ ؎ (وصایا شریف: ص ۱۱)

کیوں نہ کہہ دوں قبر میں بھی پیٹ ہی کی فکر ہے
ہاں وصیت نامہ احمد رضا خان دیکھ کر

مولانا ظفر علی خاں مرحوم و مغفور نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے خوب فرمایا ہے ؎

تربت احمد رضا خان پر چڑھاوا ہے فضول
جب تک اس میں ماش کی دال اور بالائی نہ ہو

بڑے سے بڑے گناہ گار فاسق و فاجر، زانی، شرابی پر بھی اس وقت فکر آخرت کا غلبہ ہوتا ہے۔ تمام دنیا اس کو ہیچ اور لاشئے نظر آتی ہے۔ اپنے اللہ تعالیٰ کے آگے روتا گڑ گڑاتا اور مغفرت کا خواہاں ہوتا ہے، لیکن اس بندۂ شکم کو نزع کے عالم میں بھی اگر فکر ہے تو کھانے پینے اور لذائذ دنیا کی، اور پھر اس پر دعویٰ ہے مجدد وقت ہونے کا ؏

بہ سوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

یہ حال ہو اس کے فقیروں سے ہویدا ؎
آلودۂ دنیا جو ہے بے گانہ ہے اس کا

انگریزوں سے ساز باز اور ان کی مخبری و جاسوسی:

یوں تو ظاہر ہے کہ جس جماعت یا شخص کا مشغلہ جاسوسی یا مخبری ہو تو اس کے تمام کام پوشیدہ اور صیغۂ راز میں ہوتے ہیں، لیکن کبھی کبھی زبان و قلم سے بے ساختہ و بے ارادہ کچھ نہ کچھ مترشح ہو ہی جاتا ہے۔ جس سے تاڑنے والے تاڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں ؎

تیری رنجش کھلی طرز بیان سے
نہ تھی دل میں تو کیوں نکلی زبان سے

اس لیے اس بارے میں کچھ علامات و اشارات و کنایات ہی ذکر کیے جائیں

۔۔نتیجہ آپ خود ہی نکال لیں۔

(۱)۔۔۔احمد رضا خان کا شجرہ نسب یہ ہے:

احمد رضا ابن نقی علی ابن رضا علی ابن کاظم علی الخ

احمد رضا خان عقیدۃً رافضی تھا۔ جس کی شہادت یہ اسمائے گرامی دے رہے ہیں، لیکن اسلام کی تخریب و بیخ کنی کرنے کے لیے ابن سبا کی طرح اپنے آپ کو سنی ظاہر کرتا رہا اور اسی بنا پر اس نے ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان اقدس میں نہایت ہی خطرناک وہولناک گستاخی کر کے اپنے دل کی بھڑاس نکالی۔ سنو! ۔

تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کی بہار
مسکی (۱) جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر
یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن میرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بیروں سینہ و بر

(حدائق بخشش: حصہ سوم، ص ۳۷)

یہ کلمات ایک سنی مسلمان سن بھی نہیں سکتا چہ جائے کہ ان ناپاک کلمات سے اپنی زبان آلودہ کرے (۲)۔ اسی طرح اس نے رافضیوں کے بیسیوں عقاید مسلک اہل

---

(۱) بمشکل تمام۔

(۲) بے غیرتی کا منہ بولتا ثبوت: مرتب مجموعہ "حدائق بخشش" کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ اشعار اعلیٰ حضرت کی جانب سے نہایت احتیاط کے ساتھ نقل کیے۔ (ماہنامہ "سنی" لکھنو، ذو الحجہ ۱۳۷۴ھ/اگست ۱۹۵۵ء، فتاویٰ مظہری: ص ۳۵۳، سطر ۱۲)

مولوی مظہر اللہ کہتے ہیں: "اس معمولی غلطی کو جو شرعاً قابل گرفت نہیں ان کی ذات کریمہ معاف نہ فرمائے گی؟ اور فرض کیجیے وہ معاف نہ فرمائیں تب بھی مسلمانوں کو اس سے کیا علاقہ؟ کہ یہ معاملہ ایک خطا کار بچے کا اور اس کی مشفقہ ماں کا ہے، جس پر کروڑوں ماؤں کے اشفاق بے پایاں نثار، پھر یہ معاملہ قیامت کا ہے، دنیوی احکام تو صرف توبہ پر ختم ہو جاتے ہیں۔" (فتاویٰ مظہری: ص ۳۸۸)

سے کہتے ہیں "بریلوی بے غیرتی کا منہ بولتا ثبوت"۔ (ابو نافع)

سنت والجماعت میں داخل کر دیے۔ مثلاً رافضیوں کے عقاید ہیں کہ آئمہ ''ما کان وما یکون'' کا علم رکھتے ہیں۔ آئمہ اللہ تعالی کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ ائمہ کارخانہ عالم میں متصرف اور زمین وآسمان کی کنجیاں ان کے ہاتھ میں ہیں۔ ائمہ مختار کل ہیں۔ ائمہ سے استمد اد واعانت جایز ہے وغیرہ وغیرہ۔

یہی عقاید احمد رضا خان اور اس کی جماعت نے حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام علیہم الرحمہ کے لیے ثابت کیے، جن کی تفاصیل ان کی کتابوں میں درج ہیں۔ رافضیوں کو اہل سنت کے ساتھ جو مذہبی عداوت ہے وہ ظاہر وباہر ہے۔ اسی لیے اس نے اپنے شرک وبدعت کے نشتروں سے مسلک اہل سنت والجماعت کو داغ دار اور چھلنی کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن

اس خان دان کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ انگریزوں کا ہمیشہ وفادار وحلیف رہا ہے۔ انگریزوں کے ہاں اس خان دان کی بڑی قدر ومنزلت تھی۔ اسی بنا پر ''سوانح اعلیٰ حضرت'' کا مصنف صفحہ ۲۰ پر لکھتا ہے:

> ''مسلمانوں کو گرفتار کر کے تختۂ دار پر چڑھایا جا رہا تھا۔ مولانا رضا علی خان صاحب اس زمانے میں بریلی کے محلّہ ذخیرہ میں قیام فرماتے۔ شہر کے بڑے بڑے بااثر لوگوں نے گھروں کو خیر باد کہہ دیا تھا اور دیہاتوں میں جا کر روپوش ہو گئے تھے۔ مولانا صاحب نے باوجود لوگوں کے اصرار کے بریلی نہ چھوڑی۔''

کیوں چھوڑتے؟ پھر جاسوسی کون کرتا؟

(۲)...... مرزا غلام احمد قادیانی کے والد مرزا غلام مرتضیٰ نے بھی ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کی بڑی خدمات سرانجام دی تھیں، جن کو مرزائی اور خود مرزا غلام احمد قادیانی بڑے فخر سے بیان کرتا ہے۔ مرزا غلام قادر جو مرزا غلام مرتضیٰ کے بیٹے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی ہیں احمد رضا خان کے پہلے استاذ ہیں، جو اپنے شاگرد پر دل

و جان سے قربان تھے۔ چناں چہ، مصنف ''سوانح اعلیٰ حضرت'' صفحہ ۳۰ پر لکھتا ہے:

''اعلیٰ حضرت کے یہ استاد اعلیٰ حضرت پر جان چھڑکتے تھے''۔

کیوں نہ جان چھڑکتے، دونوں کا مشن ایک ہی تھا اور شاگرد اس بھٹی سے ایسا کندن ہو کر نکلا کہ استاد کو بھی مات کر گیا۔

(۳)...... جب انگریزوں کا دہلی پر تسلط ہونے لگا تو مولانا فضل حق خیر آبادیؒ ہزار ہا پریشانیاں و مصایب اٹھا کر خیر آباد بہ مشکل تمام پہنچ گئے، تاکہ بقیہ زندگی عزلت و گوشہ نشینی میں گزاریں۔ بریلی خیر آباد سے چنداں دور نہیں۔ ان جاسوسوں نے مولانا کی آمد کی خبر اپنے آقاؤں کو کردی۔ مولانا گرفتار ہو گئے۔ جاسوس مال و منال اور عزت و جاہ سے نوازے گئے۔ مولانا مرحوم کے اہل خان دان سے ان لوگوں کی برائیاں کرتے بار ہا سنا گیا ہے۔ پھر ان لوگوں نے جب حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ پر تکفیر و تضلیل کے تیر برسائے اور مولانا مرحوم کو اپنے ساتھ ملانے کے لیے بے شمار جعلی و مصنوعی رسایل لکھ کر مولانا مرحوم و مغفور کی طرف غلط منسوب کیے تاکہ ہمیں ایک ایسے شخص کی جو اپنے وقت کا امام اور بین الاقوامی شہرت کا مالک تھا، پناہ حاصل ہو جائے۔ حالاں کہ ان دونوں بزرگوں میں جو ایک ہی استاد (حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کے شاگرد اور دونوں عقاید و خیالات اور حنفی مذہب کی اتباع میں متحد تھے، مسئلہ ''امکان کذب'' و ''امتناع نظیر'' میں محض علمی نقطۂ نظر سے گفتگو ہوئی ہے، جس کا مقصد صرف علمی تفریح تھی، لیکن ان جاسوسوں نے اس کے ساتھ اور سیکڑوں اکاذیب کی طرح اپنی طرف سے آمیزش کر کے (علی طریق الشیاطین) آتش فشاں پہاڑ بنا کر کھڑا کر دیا۔ حالاں کہ مولانا مرحوم کو حضرت شاہ اسماعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کی خبر پہنچی تو سناٹے کے عالم میں کئی گھنٹے خاموش بیٹھے روتے رہے اور اس کے بعد فرمایا کہ

''اسماعیل کو ہم مولوی نہیں جانتے تھے بلکہ وہ امت محمدیہ کا حکیم تھا۔ کوئی

شے نہ تھی کہ جس کی کیفیت ولمیت اس کے ذہن میں نہ ہو۔ امام رازیؒ نے اگر کچھ حاصل کیا تو دود چراغ کھا کر اور اسماعیل نے محض اپنی قابلیت اور استعداد خداداد سے۔" (ارواح ثلاثہ: ص......)

خیر آبادیوں کا سلسلۂ تلمذ آج بھی بحمداللہ قایم ہے اور ان سے اکتساب فیض کرنے والے دنیا بھر میں موجود ہیں، جو بریلویت کو ایک بڑا فتنہ اور ملت اسلامیہ کا ناسور سمجھتے ہیں (۱) ان کے عقاید وخیالات پر صد نفریں بھیجتے ہیں۔ خیر آبادی سلسلے کے اکابر کی آخری کڑی حضرت مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ان کی سوانح حیات کو باغی ہندوستان میں محمد عبدالشاہد خاں شروانی نے قلم بند کیا ہے، جو حضرت اجمیریؒ کے خصوصی شاگرد رشید تھے۔ ہر دو کا نہایت ہی گہرا تعلق وربط حضرات علمائے دیوبند سے تھا۔ چناں چہ وہ صفحہ ۲۱۴ پر لکھتے ہیں:

"مولانا کا سیاسی مسلک تحریک خلافت سے لے کر آخر وقت تک ایک ہی رہا۔ غیر ملکی حکومت کا خاتمہ اور استخلاص وطن کی جدوجہد میں تمام اقوام ہندوستان سے اشتراک عمل۔ مجلس احرار اسلام، جمعیت علمائے ہند، آل انڈیا خلافت کمیٹی، انڈین نیشنل کانگریس (اور) ہر آزادی پسند جماعت کے رکن رکین تھے۔ صوبائی ومرکزی صدر روڈ کیٹر رہے"۔

دوسری جگہ صفحہ ۳۰۵ پر علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ مضمون تعزیت جو کہ موصوف نے مولانا اجمیریؒ کی وفات پر ماہ نامہ "معارف" اعظم گڑھ اپریل ۱۹۴۰ء میں سپرد قلم فرمایا تھا، سے نقل فرماتے ہیں:

"تحریک خلافت میں مذہبی فتوے کے جرم میں دو سال کی قید وبند کو اس پامردی اور عالی ہمتی سے برداشت کیا کہ علی برادران نے قدم چوم لیے۔ جس زمانۂ ابتلا میں مولانا کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء اور مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلماء نظر بندی کی تکلیفیں اٹھا رہے تھے اس

(۱) احقر کا سلسلۂ تلمذ بھی انہیں حضرات سے قایم ہے اور انہیں حضرات کا خوشہ چیں ہے۔ (دامغ)

وقت تحریک کی رہنمائی کے لیے آپ ہر ہفتے دہلی تشریف لے جاتے اور جامع مسجد میں نماز جمعہ کے بعد مسایل حاضرہ پر تقریر فرماتے۔ جمعیۃ العلماء ہند کے اجلاس امروہہ کی صدارت فرمائی اور مستقل نایب صدر رہے۔ صوبۂ راج پوتانہ کی مجلس خلافت کو آپ کی صدارت کا ہمیشہ فخر حاصل رہا۔ تحریک کشمیر کے زمانے میں مجلس احرار اسلام کے ڈکٹیٹر رہے۔ مسلمانوں کے سوا برادران وطن بھی آپ کی سیاسی بصیرت کے معترف اور اس سے متاثر تھے۔ شرک و بدعت جو بریلویوں کا اوڑھنا بچھونا اور ان کے مذہب کی اساس و بنیاد ہے، کے خلاف بڑی پامردی اور عالی ظرفی سے جہاد کیا اور سیکڑوں قسم کی شرک و بدعات کی بڑی رسوم کا خاتمہ کیا"۔

یہ ہیں حضرات خیر آباد اور مولانا فضل حق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی اولاد، لیکن اس فرقے کی عیاری وچالاکی دیکھیے کہ کتاب مذکور (باغی ہندوستان) کو اپنے ہی ایک مکتبۂ قادریہ لاہور سے طبع کرا کر لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکی ہے کہ اکابر خیر آباد اصاغر بریلی ہی کے افراد ہیں۔ اس بے حیائی اور بے شرمی کا کیا ٹھکانا؟ بھلا یہ بات عقل میں بھی آسکتی ہے کہ جس شخص نے ہندوستان کو دار الحرب قرار دے کر جہاد کا فتوے دیا ہو اس جماعت کا فرد ہوگا جس کے بانی نے ہندوستان کو دار الاسلام اور انگریزوں کو اُولُو الْاَمْر کہا ہو؟ شتان بینهما"(۱)۔

---

(۱) چناں چہ وہ کہتے ہیں:

"ہمارے امام اعظم کے مذہب پر ہندوستان دار الاسلام ہے ہرگز دار الحرب نہیں کہ دار الاسلام کے دار الحرب ہو جانے میں جو باتیں درکار ہیں بحمد اللہ یہاں قطعاً موجود نہیں، اہل اسلام اپنے معاملات میں آزاد ہیں اور حکام انگریز بھی علما سے فتوی لے کر عمل اور حکم کرتے ہیں۔"

(اعلام الاعلام بان ہندوستان دار الاسلام: ص ۳۲)

انگریز حکام علما سے فتوی لے کر حکم نہیں دیتے تھے، احمد رضا انگریزوں کے حکم پر فتوے دیتا تھا۔

"حکومت برطانیہ مسلمانان ہندوستان کے واسطے رحمت خداوندی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس حکومت نے یہاں کے تمام فرقوں میں امن پیدا کر کے ان پر احسان عظیم کیا ہے، لہٰذا ←←←

(۴)...... حضرت مولانا سید احمدؒ اور مولانا اسمٰعیلؒ کی شہادت کے بعد ان کی تحریک آزادی کے روح رواں علمائے صادق پور مولانا یحیٰ علیؒ، مولانا عبدالرحیمؒ، مولانا احمد اللہؒ، مولانا جعفر تھانیسریؒ اور دیگر علما تھے، ان کی جاسوسی ومخبری غزل خان نامی ایک پٹھان نے کی، جس کا قریبی تعلق خان صاحب کے خان دان سے تھا، جس پر یہ مجاہدین ومعاونین گرفتار کیے گئے ۱۸۶۴ء میں انبالہ میں مقدمہ چلا، ان علمائے حق کو پھانسی پر لٹکایا گیا یا دریائے شور کی سزائیں دی گئیں، یوں تحریک آزادی بریلویت کی بھینٹ چڑھ گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

(۵) جب علمائے ہند نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دیا، جس نے برطانیہ کے درودیوار ہلا دیے، تو اس کے جواب میں احمد رضا خان نے "اعلام الاعلام بان ہندوستان دار الاسلام" رسالہ لکھا (یعنی ہندوستان دارالاسلام ہے اور انگریز اولی الامر) دوسرا رسالہ "الامارۃ والجہاد" لکھا، جس میں جہاد کی ایسی شرطیں بیان کیں جس سے جہاد کا مسئلہ ہی سرے سے ختم ہو کر رہ گیا، نیز "دوام العیش" کے صفحہ ۴۸ پر صراحۃً تحریر کر دیا کہ

"مسلمانان ہند پر حکم جہاد وقتال نہیں"۔

اس کے پس منظر میں وہی انگریزوں کی خوشنودی اور رضاجوئی مطلوب تھی۔ اس طرح خان صاحب نے مرزا غلام احمد کے جاری کردہ مشن کو انگریزی حکومت کے استحکام وبقا کی تکمیل کی۔ ؏

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

اور برطانوی سرکار کی شان میں ایسے قصیدے لکھے کہ اب تک غیرت کی گردن شرم

←←← اس کے خلاف جہاد وقتال کس طرح جائز ہو سکتا ہے"؟

(تلخیص رسالۃ الامارۃ والجہاد، مصنفہ احمد رضا)

اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا کہ احمد رضا انگریزوں کا ایجنٹ تھا، جو کہ اس کے فتوے سے ظاہر ہے۔ (ابو نافع)

سے جھکی جاتی ہے۔ انگریزی حکومت نے بڑے اہتمام سے اس فتوے کو چھپوا کر عامۃ المسلمین میں بے تعداد تقسیم کیا۔ اس فتوے کا پشتو میں ترجمہ کرا کر ان قبایلی علاقوں میں جو انگریزی حکومت کے خلاف آخر وقت تک جہاد وغزا کا مرکز رہے، جہاں ریشمی خطوط کی تحریک کو آب ودانہ ملا اور جہاں شہدائے بالاکوٹ نے اپنی تحریک آزادی کا پرچم لہرایا، تقسیم کیا گیا۔ جب علما نے اس فتوے کے خلاف آواز بلند کی تو احمد رضا خان کو صوبۂ یوپی کے گورنر نے سرکاری خرچ پر علمائے حق کا منہ بند کرنے اور ان کے خلاف تکفیری فتوی لینے کے لیے حرمین شریفین بھیجا اور انگریزوں کی حکومت کے اہتمام سے شریف مکہ کے پاس ٹھہرا۔

ورنہ ایک عامی اور پھر اجنبی آدمی کی رسائی ایوان حکومت تک کیوں کر ممکن تھی؟ اور شریف ہی نے سرکاری مولویوں سے اس کی قصیدہ خوانی کرائی۔ جس کو یہ فرقۂ ضالہ بہت اچھالتا ہے۔

احمد رضا خان نے علمائے دیوبند کی عبارتوں کو توڑ مروڑ کر غلط پیرائے میں پیش کر کے شریف مکہ کی وساطت سے تکفیری فتوی حاصل کیا۔ ان خدمات کے صلے میں احمد رضا خان کو نواب رام پور کی معرفت پانچ سو روپے ماہانہ ملتے رہے اور اب یہ راز سیکرٹ سروس (Secret Servis) کے ان کاغذوں سے کھل کر سامنے آ گیا ہے جو برٹش میوزیم میں (نمائش کے لیے) کھلے رکھ دیے گئے ہیں۔ (ہفت روزہ ''چٹان'' لاہور: ص۱۰، بابت ۲۲/اکتوبر ۱۹۶۲ء)

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ احمد رضا کے خسر شیخ فضل حسین نواب کلب علی خاں والی رام پور کے مشیروں میں سے تھے۔ نواب کلب علی خاں انگریزوں کے نہایت معتمد اور وفادار ساتھی تھے۔ ''چٹان'' کے اس شمارے میں صفحہ ۶ پر مرقوم ہے:

''دیوبند اور تحریک خلافت کے رہنماؤں میں صف اول کے لوگ یوپی سے تھے، اس لیے یوپی (بریلی) ہی سے اس کا توڑ پیدا کیا گیا۔ پنجاب

میں تحریک خلافت زیادہ تر شہروں میں تھی اور صوبۂ سرحد پنجاب سے پیوست تھا، اس لیے یہاں مولوی دیدارعلی سے شہری رہنماؤں کے خلاف کفر کے فتوے دلوائے گئے اور جن علاقوں میں بھرتی کا مواد بہ کثرت ملتا تھا وہاں کے پیرزادوں اور سجادہ نشینوں سے ترکوں کی تکفیر کا فتوی حاصل کیا گیا۔ ان لوگوں نے صوبے کے سب سے بڑے ظالم حکمران جنرل اڈوایر کو ایک سپاس نامہ پیش کیا، جس میں برطانوی حکومت کو رحمت الٰہی قرار دیا گیا اور بہ شدومد سے کہا گیا کہ ترکوں نے جنگ میں حصہ لے کر لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ کی آیت کریمہ سے بغاوت کی ہے، لہٰذا ان کے خلاف جنگ وجدال فرض ہے۔ یہ سپاس نامہ اصل فوٹو کاپی کے ساتھ ہمارے پاس(۱) محفوظ ہے۔ یہ کھلے واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ احمد رضا خان انگریزوں کا ایجنٹ تھا۔ اس کا مدرسہ، اس کے پیروکار بھی انگریز کے آلۂ کار رہے ہیں۔ اس کا دوہرا جرم ہے کہ اس نے دین کو تلعب کا درجہ دیا اور مسلمانوں کی سیاست کو انگریزوں کی ایجنٹی سے اتنا خراب کیا کہ آج ناطقہ سر بہ گریباں اور خامہ انگشت بدنداں ہے۔''

ایک بہت بڑے سرکاری مسلمان افسر نے، جن کا تعلق وایسرائے کی کیبنٹ سے تھا، بتلایا کہ بریلوی تحریک جو برطانوی سرکار کے مفاد میں علمائے حق کے خلاف چلائی گئی تھی اس کی نشرواشاعت پر حکومت نے چالیس کروڑ روپے خرچ کیے ہیں۔ یہ تعداد اس وقت کی ہے جب کہ گندم ڈیڑھ روپیہ من اور بکرے کا گوشت ۳ر آنے سیر ملتا تھا۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا ظفر علی خانؒ بہارستان: ص ۲۱۰ میں فرماتے ہیں:

جو حریف اسلام کا ہو آپ (۲) ہیں اس کے حلیف
اس کے دشمن آپ ہیں جو ہو نصاریٰ کے خلاف

(۱) یہ سپاس نامہ بعینہٖ کتاب کے آخر میں بطور ضمیمہ درج کردیا گیا ہے۔
(۲) احمد رضا اور اس کے متوالے۔ (ابونافع)

ہم مٹادیں گے زمانے میں نشاں اسلام کا
بندہ پرور کہہ نہیں دیتے یہی کیوں صاف صاف

شورش مرحوم نے بے شمار اشعار میں ان امور کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چند ملاحظہ ہوں:

کل تک تھے آپ لارڈ کلائیو کے خانہ زاد
پاتے تھے خان دان حکومت سے رہبری
سی، آئی، ڈی سے کہنہ روابط کی آڑ میں
لوگوں کے دل میں اپنی بٹھاتے ہو برتری
کب تک رہے ہو خفیہ وظیفہ سے فیض یاب
جس نے سکھادیے تمہیں آداب کافری
کاسئہ لیسان فرنگی کے نمک خوار قدیم
جشن بربادیٔ اسلام منانے والے
باندھ کر پٹکا نصاریٰ کی رضا جوئی کا
گولیاں ترک جوانوں پہ چلانے والے

پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں چھڑی، ترک انگریزوں کے خلاف تھے، انگریزوں نے شریف مکہ کو ترکوں کی سلطنت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے بغاوت پر اکسایا اور اس کو اپنا ہم نوا بنایا۔ دنیا جانتی ہے کہ شریف مکہ باغی تھا، لیکن اس موقع پر انگریزوں کی اس وظیفہ خوار جماعت نے پورا پورا حق دوستی ادا کیا۔ ترکوں پر کفر کے فتوے لگائے اور کہا کہ ترک دایرۂ اسلام سے خارج ہیں، شرابیں پیتے ہیں، زنا کرتے ہیں، منہیات شرعیہ کا کھلم کھلا ارتکاب کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ شریف مکہ کی بغاوت ناجائز ہے، ہر مسلمان پر اس کی امداد فرض ہے۔ اس کی حمایت وطرف داری میں پورا زور قلم صرف کیا۔ حالاں کہ یہ وہی شریف مکہ ہے جس نے بیت المقدس کے عیسائیوں کے ہاتھ

میں چلے جانے پر خوشیاں منائیں۔ خلافت کی بیخ کنی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ ۱۹۱۹ء میں معاہدۂ سیورے نے ترکی کا تختہ الٹ دیا تو شریف مکہ کے گھر میں گھی کے چراغ جلنے لگے۔ (تاریخ اسلام، شوق امرتسری: ص ۸۱۷ و ص ۸۶۰)

شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال مرحوم نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بیچتا ہے ہاشمی ناموس دین مصطفیٰ
خاک میں مل رہا ہے ترکمان سخت کوش

اس غدار و باغی کے دفاع و مدح میں مصطفیٰ رضا خان ابن احمد رضا خان نے ''حجۃ الواہرہ'' نامی رسالہ لکھا، جس سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ یہ لوگ شریف مکہ کی طرح برطانیہ کے ایجنٹ تھے۔ احمد رضا خان نے ایک رسالہ ''دوام العیش'' کے نام سے تحریر کیا جس میں ثابت کیا کہ ترکوں کو خلافت کرنے کا حق ہی نہیں، حالاں کہ آل عثمان کا صاحب عظمت تاج دار سلطان سلیم خاں کو محرم ۹۲۳ھ/فروری ۱۵۱۷ء میں خلیفۂ وقت سید عبدالعزیز ابوالعز یعقوب ابن متوکل نے حق خلافت سے دستبردار ہو کر خلافت اسلامیہ کے کل حقوق سلطان سلیم خاں کو تفویض کیے تھے اور اس کی تام زندگی کو ساری اسلامی دنیا نے جائز تسلیم کیا، پھر سلیم نے اہل حل وعقد (علمائے مصر) سے شرعی و قانونی منظوری لی، پھر پورے چار سو سال تک عالم اسلام پر ترکوں کی خلافت قایم رہی، ان چار صدیوں میں بڑے بڑے ائمۂ کبارؒ، فقہائے کرامؒ، اولیائے عظامؒ، محدثینؒ و مفسرینؒ پیدا ہوئے، کسی نے بھی ترکوں کی خلافت پر نکیر نہیں کی، لیکن پورے چار سو سال کے بعد ظالم و جابر برطانیۂ عظمیٰ کی سلطنت میں احمد رضا خان نامی ایک شخص پیدا ہوا، جس نے انگریزوں کا حق نمک خواری ادا کرتے ہوئے ترکوں کی خلافت کو سرے ہی سے ناجائز و باطل قرار دیا اور کہا کہ چار سو سال تک ترکوں کا خلافت پر قبضہ غاصبانہ تھا۔

وہ ترک جن کی شمشیر آب دار نے چار سو برس تک اسلام و مسلمانوں کا دفاع کیا،

یورپ سے جو مسیحیت کا سیلاب بے پناہ اُمڈ رہا تھا ترک ہی سد سکندری بن کر حایل ہوئے، ورنہ آج سے چند صدیاں پیشتر ہی تمام وسط ایشیا، شام، عراق اور اسلامی افریقہ یورپ کے استبداد سے پامال ہو چکا ہوتا۔ وہ ترک ہی تھے جنہوں نے پے در پے حملے کر کے تمام یورپ کو اس طرح پامال کر دیا تھا کہ اس کو دو تین صدیوں تک سنبھلنے اور قدم اٹھانے کی مہلت ہی نہ ملی اور پھر تمام ایشیا و بلاد اسلامی کے دروازے پر مغربی مدافعت کی اپنے وجود سے ایک آہنی دیوار قایم کر دی۔

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانوں سے

لیکن یہی ترک احمد رضا خان اور اس کی پارٹی کی آنکھوں کا خار تھے اور ان کو اس وقت تک چین نہ آیا جب تک ترکوں کی خلافت کا خاتمہ نہ ہو گیا۔ کتاب ''دوام العیش'' کی وجہ تسمیہ بھی اس کی طرف مشعر ہے کہ جب انگریز مظفر و منصور ہوں گے.... ترکوں کی خلافت کا خاتمہ ہو جائے گا تو ہمیں عیش دائمی حاصل ہوگا۔ یعنی احمد رضا خان اور اس کی پارٹی کا دوام العیش انگریز کی کامیابی و کامرانی اور ترکوں کی شکست و ریخت پر منحصر ہے۔ یہ ہیں مجدد مائۃ حاضرہ (حال کی صدی کے مجدد) کے کارنامے۔ فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکی.

احمد رضا خان اور اس کے حواریوں کے اس طرز عمل سے ہندوستان کے مسلمانوں نے انگریزی فوج میں بھرتی ہو کر خانۂ کعبہ، بیت المقدس اور بغداد شریف پر گولیاں چلائیں اور ترکوں کی سلطنت کو شکست و ریخت کیا۔ چناں چہ فتح حاصل کرنے کے بعد برطانیہ کی طرف سے صاف اعلان ہوا کہ بیت المقدس اور شام کو مسلمانوں نے فتح کیا۔ خلافت عثمانیہ کی تباہی و بربادی اور آج جو کچھ مشرق وسطی میں ہو رہا ہے اس کی تمام تر ذمہ داری باغی شریف مکہ، احمد رضا خان اور اس کی پارٹی پر ہے، جو آج بھی عربوں کے خلاف زہر اگل رہے ہیں، ان کو کافر و مرتد کہتے ہیں۔ نیز یہ (بھی کہتے

ہیں) کہ ان کے پیچھے نمازیں جائز نہیں، ان کے خلاف جہاد فرض ہے۔ ان کی دلی وقلبی تمنا یہی ہے کہ ان عربوں کی حکومت کسی طرح ختم ہو جائے۔ پھر عجب بالائے عجب یہ ہے کہ یہی مخرب اسلام پارٹی اسلام کی ٹھیکے دار بنتی ہے۔ اپنے آپ کو غازی ومجاہد اور تحریک آزادی کا علم بردار بتاتی ہے۔ چشم فلک نے آج تک ایسا سانحۂ عجیبہ اور حیرت انگیز تماشا نہ دیکھا ہوگا کہ جس پارٹی کا تقریباً ایک صدی تک دشمنان اسلام کی مخبری وجاسوسی کرنا طرۂ امتیاز رہا ہو، برطانیۂ عظمیٰ جیسی جابر وظالم حکومت کی بارگاہ عالیہ کی جبہ سائی جس کی زندگی کا شعار رہا ہو، تکفیر وتفریق بین المسلمین جس کا محبوب مشغلہ رہا ہو، جس کے تیر ونشتر سے عجم محفوظ رہا ہو نہ عرب۔

بریلوی جاسوسوں، ٹوڈیوں کا غازیوں ومجاہدوں کا روپ دھارنا:

انہی جاسوسوں اور ٹوڈیوں کو انتہائی بے شرمی وبے حیائی سے تاریخ کو مسخ کر کے غازیان دین ومجاہدین اسلام بتلایا جارہا ہے، تحریک آزادی کے علم بردار کہا جاتا ہے۔ حالاں کہ متحدہ ہندوستان میں تخلیص وطن وتحریک آزادی کے نام پر جتنی بھی جماعتیں مسلمانوں میں اٹھیں کوئی بھی جماعت ایسی نہیں جس کی تفسیق وتکفیر انگریزوں کی خوش نودی کے لیے اس پارٹی نے نہ کی ہو۔ دیگر جماعتوں کو چھوڑیے! صرف مسلم لیگ ہی کو لے لیجیے، اس کے خلاف کئی فتوے ورسایل لکھے گئے۔ ان فتووں ورسالوں کو ان غازیان اسلام نے حکومت پاکستان کے خوف وڈر سے پردۂ خفا میں پہنچا دیا ہے۔ اسی طرح وہ فتوے اور رسایل جو ترکوں کے خلاف لکھے گئے تھے اندرون خانہ نہاں وپنہاں کر دیے گئے ہیں، لیکن جوئندہ یابندہ (جو ڈھونڈتا ہے وہ پالیتا ہے) کے ماتحت آج بھی کسی نہ کسی کے پاس پرانے نسخے مل ہی جاتے ہیں۔ چند ایک کے نام سن لیجیے، جو احقر کو دستیاب ہوئے ہیں۔

(۱) ''مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری'' مصنف: تاج العلماء سراج العرفاء سید شاہ

اولادرسول محمد میاں قادری برکاتی مارہری ۱۹۳۹ء

(۲) ''احکام نوریہ شرعیہ برمسلم لیگ'' مصنفہ: شیر بیشۂ سنت ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خان قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی ۱۹۳۹ء

(۳) ''الجوابات السنیہ علی زہاء السوالات الںلیگیہ''۔ یہ کتاب اس فرقے کے چار بڑے بڑے مقتدا علما کے فتاوے کا مجموعہ ہے۔ (الف) تاج العلماء سراج العرفاء سید شاہ اولادرسول محمد میاں قادری برکاتی قاسمی (ب) سید العلماء سند الحکماء حافظ قاری حکیم سید آل مصطفیٰ قادری برکاتی قاسمی مارہری (ج) شیر بیشۂ سنت محمد حشمت علی خان قادری برکاتی رضوی لکھنوی (د) مولانا ابوالبرکات سید احمد، ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند۔ لاہور۔

(۴) ''قہر القادر علی الکفار اللیاڈر'' مصنفہ: مولوی ابوالطاہر محمد طیب صاحب صدیقی قادری برکاتی قاسمی داناپوری، فاضل مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور (پنجاب)

(۵) ''الدلائل القاہرہ علی الکفرۃ النیاشرۃ'' (طبع بمبئی ۱۹۴۲ء) اس کتاب پر اس فرقے کے اسی علما کے دستخط ہیں، جن میں سید الطائفہ مولوی نعیم الدین مراد آبادی، سرخیل جماعت مولوی دیدار علی، بانی حزب الاحناف لاہور۔ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(۶) ''تجانب اہل السنۃ'' مصنفہ: (۱۹۴۲ء) مولوی ابوالطاہر محمد طیب صاحب صدیقی قادری برکاتی قاسمی داناپوری، فاضل مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند۔ لاہور (پنجاب)

یہ کتاب اس قدر جامع ہے کہ اس کو پڑھ لینے کے بعد آپ کو پاک وہند میں کوئی شخص مسلمان نظر نہیں آئے گا، بلکہ سب کے سب مرتد وکافر ہی دکھائی دیں گے۔ یہ کتاب اس خودساختہ مذہب کی شاہ کار ہے۔ اس کتاب پر اس فرقے کے کئی جید علما

کی تقاریظ ہیں۔

ان مذکورہ بالا کتب کا خلاصہ درج ذیل ہے جو ''الجوابات السنیۃ'' کے صفحہ ۳۲ پر مرقوم ہے:

(۱) لیگ میں مرتدین ومنکرین ضروریات دین شامل ہیں، اس لیے اہل سنت کا ان سے اتفاق واتحاد نہیں ہوسکتا(۱)، یہاں تک کہ وہ توبہ کریں۔ لیگ کے لیڈروں کو رہنما سمجھنا یاان پر اعتبار کرنا منافقین ومرتدین کو رہنما بنانا اوران پر اعتبار کرنا ہے، جو شرعاً کسی طرح بھی جایز نہیں۔

(۲) لیگ کی حمایت کرنا اوراس میں چندے دینا، اس کا ممبر بننا، اس کی اشاعت وتبلیغ کرنا منافقین ومرتدین کی جماعت کو فروغ دینا اور دین اسلام کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔(اب یہ اسلام کے ساتھ دشمنی کیوں کر جایز ہوگئی؟)

(۳) لیگی لیڈروں کے اقوال وفعال سے ان کی گم راہی مہر نیم روز سے زاید روشن ہے۔

(۴) مرتدین ومنافقین سے اتحاد ہرگز جایز نہیں، جب تک وہ بہ اعلان اپنے عقاید باطلہ، کفریہ، شرکیہ سے توبہ نہ کریں۔ (اب یہ اتحاد کیسے ہوگیا؟ کیا ان مرتدین ومنافقین نے اپنے عقاید باطلہ، کفریہ، شرکیہ سے توبہ کرلی؟ بینوا وتوجروا)

(۵) اگر رافضی کی تعریف حلال اور جناح کو اس کا اہل سمجھ کر کرتا ہے تو وہ مرتد ہوگیا۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس سے کلی مقاطعہ (بائیکاٹ) کریں، یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔ (نکاح ٹوٹ جانے کے بعد کیا بریلوی فرقے کے لوگوں نے دوبارہ نکاح پڑھوائے ہیں، یا بے نکاحی عورتیں اپنے

---

(۱) بریلویوں کے لیے مقام فکر: یہ اتحاد پاکستان میں اب کیسے ہوگیا؟ عبدالحامد بدایونی، شاہ احمد نورانی، عبدالستار خان نیازی، تراب الحق قادری، شفیع اکاڑوی، حافظ محمد تقی، حنیف طیب وغیرہ مسلم لیگ سے اتحاد بھی کرتے رہے اور اسمبلیوں اور مجلس شوریٰ میں رہ کر لاکھوں روپے بٹورتے رہے، اسی پر بس نہیں بلکہ من وپسند وزارتیں بھی لیتے رہے، ان کے اپنے فتاوے کی روشنی میں یہ سب ''پکے'' کافر ہوگئے، ان کی بیویاں ان پر حرام ہوگئیں، زنا میں مبتلا ہوگئے، ان کی اولادیں کیا ہیں؟ غور وفکر کریں۔ (ابونافع)

گھروں میں رکھ رہے ہیں؟ ان سوالات کے جواب دو۔ ان کے مولویوں اور مفتیوں پر فرض ہے کہ واضح کریں، تاکہ قوم کو سکون واطمینان حاصل ہو اور تمہاری امامتیں، خطابتیں جائز ہوں، لوگوں کی نمازیں خراب نہ کرو)۔

بہر حال! جو کچھ کیا اپنے مذہب ومشن کے مطابق کیا اور درست کیا، کیوں کہ ان کے نزدیک جب انگریزوں کے خلاف جہاد ہی حرام تھا تو تحریک آزادی میں وہ حصہ ہی کیوں کر لے سکتے تھے؟ احمد رضا خان نے ''دوام العیش'' کے صفحہ ۱۴ پر صاف تحریر کیا ہے کہ ''مسلمانان ہند پر حکم جہاد وقتال نہیں''۔ ''کتاب الامارۃ والجہاد'' لکھ کر ایسی شرائط ذکر کیں جس سے ہندوستان میں جہاد کا مسئلہ ہی سرے سے ختم ہو گیا۔

یاحسرتا وا اسفا!

لیکن قربان جایے اس چالاکی وعیاری پر کہ جب ۴۶-۱۹۴۵ء میں مطالبۂ پاکستان کا جایزہ لینے کے لیے انتخابات ہوئے اور مسلم لیگ بھاری اکثریت سے جیت گئی اور کامیابی پر ۱۰ جنوری ۱۹۴۶ء کو پورے ملک میں یوم فتح منایا گیا اور اس پارٹی کو یقین کامل ہو گیا کہ اب پاکستان بن کر ہی رہے گا تو اس کے ڈھائی ماہ بعد یعنی ۲۷ تا ۳۰ راپریل ۱۹۴۶ء کو بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہوئی، اس میں طے پایا کہ اب مصلحت وقت یہی ہے کہ مسلم لیگ میں شامل ہو جاؤ ورنہ خیر نہیں۔ پھر کیا تھا! دفعتاً منافقوں اور مرتدوں کی جماعت مسلم لیگ، سنی جماعت بن گئی، اس کے لیے نہ تجدید ایمان کی ضرورت محسوس ہوئی اور نہ توبہ واستغفار کی۔ ع

انقلاب چرخ دوراں یوں بھی دیکھے ہیں

پہلے تو یہ جماعت اسلام کی ٹھیکے دار تھی، اب پاکستان بنانے کی بھی ٹھیکہ دار بن گئی ہے۔ یہ ہے اس جماعت کا مختصر سا جایزہ۔ اس کو آپ مشتے نمونہ از خروارے سمجھیں۔ مزید ضرورت محسوس ہوئی تو مفصلاً ان کے کردار پر بحث کی جائے گی۔

ان واقعات وحالات کا بہ غور مطالعہ کرنے والے پر نصف النہار کی طرح واضح

ہو جائے گا کہ بریلوی تحریک کو انگریزوں نے اپنے مفاد کے واسطے اٹھایا تھا اور احمد رضا خان انگریزوں کا بہت بڑا ایجنٹ تھا، اس نے وہ کارہائے نمایاں کر دکھائے جو بڑی سے بڑی حکومتوں و سلطنتوں سے بھی ممکن نہ تھے۔

العبد

دامغ الرامق شاہ جہان پوری

باب (۱)

تقسیم ہند کے وقت مسلمانوں کی حالت زار
اور
رضا خانیت کی سازشوں کا جایزہ

تقسیم ہند کے بعد ۱۹۴۷ء میں ہندوستانی مسلمانوں کی اقتصادی، سیاسی، مذہبی حیثیت اتنی نازک وکم زور ہوگئی تھی اوران میں اس درجے ''احساس کم تری'' پیدا ہوگیا تھا کہ کچھ لوگ اپنے آپ کو ''مسلمان'' کہنے اور کہلانے میں بھی ڈر محسوس کرتے تھے۔ اس دور میں مسلمانوں کی رگ رگ میں ''غیر اللہ'' کا ایسا بے پناہ خوف سما گیا تھا کہ بڑوں بڑوں کی ہمتیں ٹوٹ گئیں، دینی محفلیں اور مذہبی خدمتیں بھی سرد ہوگئی تھیں۔ حالات کے دباؤ نے مسلمانوں میں اتنی مایوسی و پریشانی پیدا کردی تھی کہ بہت سے کم زور طبع حضرات اس اندیشے میں مبتلا ہوگئے تھے کہ کہیں مسلمانوں کے وجود سے ہندوستان خالی نہ ہوجائے اور دین وآثار دین مٹ نہ جائیں۔

جمعیت علمائے ہند کی خدمات:

ایسے تباہ کن حالات کا مقابلہ کرنے اور زمانے کا رخ پھیرنے کے لیے مسلمانوں کی قدیم خیر خواہ اور دردمند جماعت ''جمعیت علمائے ہند'' کے ارکان وخدام سر سے کفن باندھ کر اور ہتھیلی پر جان لے کر اٹھ کھڑے ہوئے اور مسلمانوں کی پریشانیوں، مایوسیوں کو دور کرنے میں ایسے مصروف ہوگئے کہ بعض جگہ خطرات کے پسپا کرنے میں اپنی جان عزیز کی بھی بازی لگادی۔ چناں چہ اسلام کے ان بہادر جاں بازوں نے اپنی ان تھک کوششوں، بے پناہ محنتوں سے مسلمانوں کے ''یاس'' کو ''آس'' سے،

نومیدی کو امید سے، پستی کو بلندی سے، بے چینی کو چین سے، بدامنی کو امن سے بدل کر رکھ دیا۔ یہاں تک کہ آج مسلمان، رضا خانی ہو یا دیو بندی، لکھنوی ہو یا دہلوی، بریلوی ہو یا پیلی بھیتی غرض یہ کہ کوئی ہو، کہیں کا ہو، جمعیت علمائے ہند کے جاں بازوں کی ''مساعیٔ جمیلہ'' کی بہ دولت ہندوستان کے اندر نہ صرف امن وسکون کے ٹھنڈے سانس لے رہا ہے بلکہ یہ بھی سمجھ رہا ہے کہ میرا دین ومذہب، عزت وآبرو، جان ومال، سب کچھ محفوظ ہے۔ زمانے کے ان تباہ کن تقاضوں سے یہ خیال کیا جارہا تھا کہ اب ہندوستانی مسلمانوں کو اتنی عقل آجائے گی اور وہ اس پر مجبور ہوجائیں گے کہ اپنے ''عقاید اور فروعی مسایل'' کے اختلاف کے باوجود آپس میں ''میل وملاپ، رواداری وخیر خواہی'' کی زندگی بسر کریں گے، دینی ودنیوی حیثیت سے اپنے کو بہتر ومضبوط بنانے کے لیے تعمیری کاموں میں سرگرمی سے مصروف ہوجائیں گے، متحد ومنظم ہوکر دین کی بنیادی تعلیمات وضروریات کے تحفظ وبقا اور اس کی اشاعت وحمایت میں مستعدی سے لگ جائیں گے، لیکن افسوس کہ ان تباہ کن تبدیلیوں اور خطرناک حالات سے بھی بعض نادان مسلمانوں کی آنکھیں نہ کھلیں اور بہ دستور ان کی عقل وخرد کے دروازے بند کے بند رہے۔ ان ہوشربا تغیرات سے بھی ان کے دل ودماغ کے احساسات بیدار نہ ہوئے۔ اگرچہ حالات کے دباؤ نے ہندوستان کے مشہور ''رضاخانی فرقے'' کو جس کے سربراہ کار روپیش کار مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی ہیں، اتنا خاموش وگوشہ نشین کردیا تھا کہ مسلمانوں کو اس کے ''مردہ'' ہونے کا یقین ہوگیا تھا۔

رضاخانیوں کے تکفیری فتنے کا دوبارہ جنم:

لیکن جیسے ہی حالات میں کچھ ''سکون'' اور زمانے کی رفتار میں کچھ ''اعتدال'' اور انسانی دماغوں میں کچھ ''توازن'' پیدا ہوچلا کہ اچانک نہ معلوم اس ''فرقے'' کے

''تن'' اور ''لاشۂ بے جان'' میں کس نے روح پھونک دی اور چپکے سے اس کے ''کان'' میں کس نے کیا کہہ دیا کہ وہ جھرجھری لے کر اٹھ کھڑا ہوا اور حسب دستور قدیم اپنی فطری عادت کے مطابق آج کل پھر اپنی اسی ''تفریقی ہنگامہ آرائیوں وتکفیری فتنہ انگیزیوں'' میں جوان کے نزدیک ہر فرض سے اہم فرض ہے، مصروف نظر آرہا ہے، یہاں تک کہ رضاخانیت کے علم برداروں نے اپنی اس ''تکفیری سرگرمیوں'' میں اتنی تیزی وگرمی پیدا کردی ہے کہ اپنی شعلہ کاریوں سے اسلامی چمن کے ''اتحاد واتفاق'' کے پھولوں اور کلیوں کو مسل کر اس میں آگ لگادی ہے کہ آج ہر طرف اس کی چنگاریاں اڑاڑ کر مسلمانوں کی نہ صرف تنظیم واتحاد کو بلکہ ان کے ایمان واسلام کو بھی جلا کر خاکستر کررہی ہے اور اس وجہ سے آج مسلمانوں میں عداوت ودشمنی، نفرت وحقارت اس درجے بڑھ گئی ہے کہ بہت سے گھرانے فساد ونفاق کے آتش کدے بنے ہوئے ہیں۔ اگر بھائی بھائی کا دشمن ہے تو باپ بیٹے کا۔ ماں بیٹی سے ناراض ہے تو بیٹی ماں سے۔ یہاں تک کہ بعض جاہل ان فسادی ملاؤں کی چرب زبانیوں سے اتنے متاثر ہوئے ہیں کہ اپنی تین تین چار چار بچے والی لڑکیوں کو ان کے نیک بخت شوہروں سے بلاوجہ وسبب اس لیے جدا کردیا ہے کہ وہ نام نہاد سنی یعنی رضاخانی نہیں ہیں، کیوں کہ اس فرقے کے نزدیک کسی رضاخانی مرد وعورت کا نکاح کسی مسلمان مرد وعورت سے جائز نہیں ہے۔ دیکھو کتاب ''ازالۃ العار'' مندرجہ فتاوی رضویہ: ج ۴ ص ۴۷ باب المحرمات (۱)۔

رضاخانیت کے سربراہ کاروں کی اس فسادانگیز پالیسی وتکفیری سرگرمی کا یہ نتیجہ ہو

---

(۱) بیٹی کتے کے تصرف میں؟ ''اللہ بھی حق بات کرنے اور اس کے بارے میں مثال دیتے نہیں شرماتا اور ارشاد ہے إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ اور ہمارے لیے بھی مثال دینا برا نہیں کہ جو عورت کسی بدمذہب کی جورو بنی وہ ایسی ہے جیسے کتے کے تصرف میں آئی، کیا کسی کو پسند ہے کہ اس کی بیٹی یا بہن کسے کتے کے نیچے بچھے''؟

(ازالۃ العار: ص ۲۲)

واضح رہے کہ یہاں بدمذہب سے مراد سارے بریلویوں کے علاوہ تمام امت مسلمہ ہے۔ (ابونافع)

رہا ہے کہ آج مسلمان اپنی مذہبی پستیوں، اقتصادی کمزوریوں کو دور کرنے کے بجائے آپس کی جنگ وجدل، لعن وطعن، عداوت ودشمنی میں مبتلا ہو کر پست سے پست، کم زور سے کم زور تر ہوتا جا رہا ہے۔ اگر چہ مسلمانوں کی اس زبوں حالی پر ہر دردمند وخیر خواہ مسلمان رنجیدہ وغم گین ہے اور دل کی گہرائیوں سے یہ چاہتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح یہ ''تکفیری فتنہ'' ختم ہو اور مسلمان آپس میں رواداری وخیر خواہی کی اچھی زندگی گزاریں۔

رضا خانیوں کا محبوب مشغلہ ''تکفیر بازی'' ہے:

چوں کہ اس فرقے کا روز پیدائش سے ہر فرض سے اہم فرض اور محبوب سے محبوب تر مشغلہ بہتر سے بہتر خدمت، اپنے خیالات سے کچھ بھی اختلاف رکھنے والے مسلمانوں کو کافر بنانا اور ان کے رشتے وناتے توڑنا، ہر طرح سے ان کا بائیکاٹ کرنا، اسی ''بنانے'' ''کرنے'' کے لیے سب کچھ کرنا، کر کے ''جینا'' اور جی کر ''مر جانا''، یہی کرنا اور بنانا زندگی کا سب کچھ تھا اور اب بھی یہی ''سب کچھ'' ہے۔ اس کے علاوہ نہ پہلے کبھی ''کچھ'' تھا اور نہ اب کچھ ہے۔ اس لیے ان پیشہ ور ملاؤں کو نہ اپنی فساد انگیز پالیسی اور نہ مسلمانوں کی پست حالی پر کچھ افسوس ہے نہ رنج، بلکہ اپنی اس حرکت مذبوحی پر خوش وخرم ہو کر اپنے گھروں میں داد عیش دے رہے ہیں اور باہر اپنے شکم مبارک کی مرغن خدمتوں میں مصروف رہ کر یہ چیلنج دے رہے ہیں کہ اسلام کی اجارہ داری، محبت رسول کی ٹھیکے داری صرف ہمارے ہی حصے میں ہے۔ اس کے علاوہ نہ کوئی خادم دین وملت ہے، نہ محافظ احکام شریعت، نہ کوئی وارث جنت ہے، نہ کوئی مستحق نجات، بلکہ دنیائے اسلام کے سب مسلمان معاذ اللہ کافر ومرتد، جہنمی ودوزخی ہیں۔ ان کا نکاح وبیاہ ناجائز وحرام، اولاد غیر ثابت النسب ہے۔ چناں چہ اس فرقے کے مشہور نقیب ومکفر مولوی حشمت علی پیلی بھیتی جو بہ قول خود وبہ یک سطر ''مظہر اعلیٰ حضرت'' بھی ہیں اور ''سگ (کتا) اعلیٰ حضرت'' بھی، ان کی تصدیق وتایید سے (بلکہ

اگر اس کو ان کی تصنیف کردہ کہا جائے تو ہر طرح سے صحیح و درست ہے) ایک کتاب ''تجانب اهل السنة عن اهل الفتنه'' ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۱ء میں بریلی الیکٹرک پریس میں طبع ہو کر پیلی بھیت سے شایع ہوئی ہے، اس میں لکھتے ہیں کہ رضا خانیوں کے ماسوا دنیائے اسلام کے تمام مسلمان کافر و مرتد ہیں۔ العیاذ باللہ۔ عبارت ملاحظہ کیجیے:

''سنی مسلمانوں (یعنی رضا خانیوں) کے سوا یہ تمام مدعیان اسلام بہ حکم شریعت مطہرہ کفار و مرتدین لئام ہیں''۔ (تجانب اہل السنۃ: ص ۱۱۲)

رضا خانیوں کی اسلامی خدمات کا جایزہ:

وہ فرقہ جو اپنے سوادِ نیا کے تمام مسلمانوں کو کافر و مرتد کہتا ہے ضرورت ہے کہ ان پیشہ ور ٹھیکے داروں کی دینی خدمتوں، اسلامی کاموں کا جایزہ لیا جائے اور ان کے ''خانہ زندگی'' کے ہر حصے کی تلاشی لی جائے کہ اس اسلام و اہل اسلام کی ''خدمتوں'' کی کتنی مقدار موجود ہے۔ جب کبھی مسلمانوں پر کوئی برا وقت آپڑا ہے تو اسلام کے ان واحد اجارہ داروں نے ان کی حفاظت و حمایت میں اپنی جانوں، عزتوں کو خطرے میں ڈال کر کیا کیا بیش بہا قربانیاں دی ہیں اور مسلمانوں کی تنظیم و اتحاد، اصلاح و ترقی کی خاطر کیا کیا خدمتیں انجام دی ہیں، لیکن جو حضرات رضا خانی کتابوں اور ان کے نام دار مولویوں کے نمایاں امتیازی کارناموں پر نظر رکھتے ہیں وہ اس بات کی ضرور شہادت دیں گے کہ رضا خانیوں کے تمام حضرات خواہ وہ ''اعلیٰ حضرت'' ہوں یا ''ادنا حضرت'' کی تمام تر زندگی اسلام و اہل اسلام کی تعمیری، اصلاحی، اسلامی، اقتصادی، سیاسی خدمات سے خالی اور بالکل خالی ہے۔

رضا خانیوں کی قرآن وحدیث کی خدمات سے محرومی:

اسلام کی ان واحد اجارہ داروں کے حصے میں نہ تو قرآن مجید کے ترجمہ وتفسیر (۱) اور اس کی تعلیم وتبلیغ بلکہ طباعت وکتابت کی بھی سعادت نہیں آئی ہے کہ آج پاک وہند میں جس قدر قرآن مجید کے ترجمے وتفسیریں کثیر الاشاعت ومروج ومشہور ہیں وہ سب کے سب ان علمائے حق کی ہیں جن کو یہ رضا خانی فرقہ خارج از اسلام کہتا ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مقدسہ کے درس وتدریس اور اس کی ''شرح وحواشی'' ونشر واشاعت کا کوئی چھوٹا سا چھوٹا ''ادارہ'' بھی ان مصنوعی عاشقین کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اسی طرح ایمان کے ان ٹھیکے داروں کے پاس بچوں کے ''دینی تعلیم ومذہبی تربیت'' کے لیے شہر در شہر، قصبہ در قصبہ، گاؤں در گاؤں مدارس ومکاتب کا کوئی مضبوط ومنظم سلسلہ بھی نہیں ہے۔ نہ ان کے ''دامن زندگی'' میں کسی مرکزی مذہبی درس گاہ واسلامی دار العلوم ہی کا کوئی نشان موجود ہے۔ الغرض رضا خانی فرقے کے ہر بڑے وچھوٹے حضرت کے تمام ''کارنامۂ حیات'' ان تمام ٹھوس تعمیری خدمتوں، اسلامی سرگرمیوں سے جو اسلام واہل اسلام کے حق میں مفید ونافع ہوں بالکل خالی ہے۔

---

(۱) **کنز الایمان پر پابندی:** جس وقت حضرت مولانا نور محمدؒ نے یہ کتاب تالیف فرمائی تھی اس وقت تک احمد رضا کا ترجمۂ قرآن اور نعیم الدین مراد آبادی کی تفسیر نہیں چھپی تھی۔

خیر اس ترجمے اور تفسیر میں کئی سنگین وفاش ترین غلطیاں ہیں، جس کی وجہ سے احمد رضا بریلوی کا ترجمۂ قرآن ''کنز الایمان'' اور اسی کے ساتھ نعیم الدین مراد آبادی کی تفسیر سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، قطر، کویت، بحرین اور بہت سے اسلامی ممالک میں بینڈ ہے۔ ان ممالک میں نہ کوئی شخص کنز الایمان باہر سے منگوا سکتا ہے اور نہ ہی مطالعے کے لیے اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔

ذیل میں متحدہ عرب امارات کی وزارت عدل والشؤن الاسلامیہ والاوقاف کے حکم نامے کا عکس دیا جا رہا ہے۔ (ابو نافع) ←←←←←

→ → →

[illegible]

UNITED ARAB EMIRATES
[illegible]
Te [redacted] 821284
P O Box [illegible]
Abu Dhabi

دولة الامارات العربية المتحدة
وزارة العدل والشؤون الاسلامية والاوقاف
هاتف [redacted] ٨٢٧٩٠٠
ص ب ٢١٦١
ابو ظبي

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الموافق ٢٦-٣-٨٢

متحدہ عرب امارات کی وزارت قانون، امور اسلامیہ اور اوقاف کی جانب سے
ائمہ مساجد اور واعظین کے نام ایک سرکلر

وزارت قانون و امور اسلامیہ اور اوقاف کی جانب سے برائے ائمہ مساجد تمام واعظین کرام
اور خطباء مساجد سے اپیل کرتی ہے کہ وہ بروز جمعہ بتاریخ ۲ جمادی الثانیہ ۱۴۰۲ھ
مطابق ۲۶ مارچ ۱۹۸۲ء اپنے نماز جمعہ کے خطبوں میں نمازی بھائیوں کی توجہ قرآن مجید
کے اس اردو ترجمہ (شائع کردہ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور) کی طرف مبذول کرائیں جو
احمد رضا خاں بریلوی نے کیا ہے، اور جس کے حاشیہ پر محمد نعیم الدین مرادآبادی کی
اردو تفسیر بھی درج ہے۔ قرآن کریم کے جس نسخہ میں دعائے ختم قرآن اور سورتوں کی فہرست
شامل نہیں۔ ان مختصر حاشیوں کے ساتھ ساتھ یہ ترجمہ شرک و بدعت اور باطل افکار و
خیالات جو بنیادی غلطیوں سے بھرا پڑا ہے۔ مثلاً انبیائے کرام اور اولیاء کو مقام سے بڑھ چڑھانا،
ان کی منت ماننا، ان کے عالم غیب ہونے کا عقیدہ رکھنا، ان کی قبروں پر کپڑا چڑھانا اور ان کے
یوم ولادت کا جشن منانا وغیرہ وغیرہ۔ مزید براں رابطہ عالم اسلامی کا سکریٹریٹ تمام مسلمانان
عالم کی توجہ ان خرافات، شرک و بدعت اور بنیادی امور کی خطرناک ہونے کی طرف مبذول کرانا
چاہتا ہے: جن پر یہ حاشیہ قرآن مشتمل ہے۔ اور تمام مسلمانوں سے یہ اپیل کرتا ہے کہ وہ اس
ترجمہ کے تمام نسخوں کو تلف کردیں تاکہ کلام الٰہی ہر طرح کی تحریف سے پاک و محفوظ رہے

[illegible] ..

محمد عبداللہ القرنی

اسسٹنٹ انڈر سکریٹری برائے امور مساجد
عرب امارات

متحدہ عرب امارات کی وزارت عدل والشؤن الاسلامیہ کے حکم نامے کا عکس

← ← ← ←

علمائے دیوبند کی مذہبی خدمات کا اجمالی تذکرہ:

بلکہ اس کے برخلاف ان اکابر وعلمائے دیوبند (جن کو یہ رضاخانی فرقہ معاذ اللہ کافر و بے ایمان کہتا ہے) کی تمام تر زندگی قرآن وحدیث، اسلام واہل اسلام کی خدمتوں سے منور وروشن ہے اور دنیا کے ہر کونے میں ''دارالعلوم دیوبند'' کے فضلا ومتوسلین اسلامی ومذہبی قندیلیں روشن کر کے مسلمانوں کی اصلاحی وتبلیغی خدمتوں میں مصروف ہیں۔ قرآن مجید کی تعلیم وتدریس ہو یا ترجمہ وتفسیر، طباعت وکتابت ہو یا حفاظت واشاعت، احادیث رسول کی درس وتدریس ہو یا شروح وحواشی، نشر واشاعت ہو یا نصرت وحمایت، مسائل فقہیہ کی ترویج وتصحیح ہو یا تعلیم وتبلیغ، الغرض اسلام واہل اسلام کی سیاسی خدمت ہو یا مذہبی تبلیغی ہو یا اصلاحی، تفسیری ہو یا تشریحی ان تمام خدمات میں نمایاں وامتیازی بلکہ تمام تر حصہ اکابر وعلمائے دیوبند اور ان کے متعلقین ہی کا ہے۔

این سعادت بہ زور بازو نیست
گر نہ بخشد خدائے بخشندہ

→ → → →

سعودی عرب میں بھی کنز الایمان پر پابندی

نئی دہلی ۲۷ نومبر (جنگ رپورٹ) سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، قطر، کویت، بحرین اور دیگر عرب ممالک کے بعد اب سعودیہ نے بھی اپنے ملک میں حضرت احمد رضا بریلوی کی تفسیر قرآن "کنز الایمان" پر پابندی لگا دی ہے۔ بھارتی جریدے کے مطابق ان ممالک میں نہ کوئی نسخہ کنز الایمان باہر سے منگوا سکتا ہے اور نہ ہی مطالعہ کے لیے اپنے پاس رکھ سکتا ہے

سعودی عرب میں بھی "کنز الایمان" پر پابندی

تراجم قرآن کی فہرست:

ذیل میں اکابر وعلمائے دیو بند کے تراجم قرآن مجید کی ایک مختصر فہرست پیش خدمت ہے، جس سے اندازہ ہوگا کہ ہمارے بزرگوں نے کس طرح قرآن مجید سے عشق ومحبت کے ساتھ تعلق رکھا اور امت مسلمہ کو اپنی کتاب سے وابستہ رکھا۔

(۱) فتح الرحمٰن (فارسی) حکیم الامت حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

(۲) موضح قرآن (اردو) حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ

(۳) کوکب دری (اردو) حضرت مولانا شاہ کرامت علی جون پوریؒ

(۴) ترجمۂ قرآن (اردو) حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ

(۵) ترجمۂ قرآن (اردو) حضرت مولانا ابومحمد عبدالحق دہلویؒ

(۶) فتح الحمید (اردو) حضرت مولانا فتح محمد جالندھریؒ

(۷) ترجمۂ قرآن (اردو) حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ

(۸) ترجمۂ قرآن (اردو) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

(۹) موضح الفرقان (اردو) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندیؒ

(۱۰) تسہیل القرآن (اردو) حضرت مولانا فیروز الدینؒ

(۱۱) کشف الرحمٰن (اردو) سحبان الہند حضرت مولانا سعید احمد دہلویؒ

(۱۲) ترجمۂ قرآن (اردو) حضرت مولانا سید ممتاز علی دیوبندیؒ

(۱۳) ترجمۂ قرآن (اردو) حضرت مولانا عبدالحق عباسؒ

(۱۴) ترجمۂ قرآن (اردو) امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ

(۱۵) ترجمۂ قرآن (اردو) حضرت مولانا عبدالحی فاروقیؒ/ حافظ نذر احمد مدظلہ

(۱۶) ترجمۂ قرآن (کشمیری) حضرت مولانا سید مبروک شاہ اندرابیؒ

(۱۷) ترجمۂ قرآن (اردو/ انگلش) حضرت مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

(۱۸) ترجمۂ قرآن (سندھی) حضرت مولانا شاہ تاج محمود امروٹیؒ

(۱۹)ترجمۂ قرآن (سندھی) حضرت مولانا محمد مدنی سندھیؒ
(۲۰)ترجمۂ قرآن (اردو) حضرت مولانا محمد علی صدیقی کاندھلویؒ
(۲۱)ترجمۂ قرآن (اردو) حضرت مولانا سید عبدالدائم جلالیؒ
(۲۲)ترجمۂ قرآن (اردو) حضرت مولانا محمد عثمان کاشف الہاشمیؒ
(۲۳)ترجمۂ قرآن (اردو) حضرت مولانا قاضی عبیداللہ ڈیرویؒ
(۲۴)ترجمۂ قرآن (اردو) حضرت مولانا حبیب احمد کیرانویؒ
(۲۵)ترجمۂ قرآن (اردو) حضرت مولانا قاضی اطہر مبارک پوریؒ
(۲۶)ترجمۂ قرآن (اردو) حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ
(۲۷)ترجمۂ قرآن (پشتو) حضرت مولانا فضل الرحمٰن پشاوریؒ
(۲۸)ترجمۂ قرآن (انگلش) حضرت مولانا محمد طفیلؒ
(۲۹)ترجمۂ قرآن (گجراتی) مولانا عبدالرزاق
(۳۰)ترجمۂ قرآن (پشتو) حضرت مولانا فضل ودودؒ / حضرت مولانا گل رحیم اساویؒ
(۳۱)ترجمۂ قرآن (اردو) حضرت مولانا شایق احمد عثمانیؒ
(۳۲)ترجمۂ قرآن (اردو) حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ
(۳۳)ترجمۂ قرآن (گجراتی) حضرت مولانا غلام صادقؒ
(۳۴)ترجمۂ قرآن (تلگیو) حضرت مولانا عبدالغفور کرلوئیؒ
(۳۵)ترجمۂ قرآن (کنتری)
(۳۶)ترجمۂ قرآن وتفسیر نوٹس (فرانسیسی) حضرت ڈاکٹر حمیداللہؒ
(۳۷)آسان ترجمۂ قرآن (توضیح القرآن) حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ (۳ جلد)
(۳۸)ترجمۂ قرآن (انگریزی) حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ
(۳۹)ترجمۂ قرآن (اردو) حضرت مولانا عاشق الٰہی بلندشہریؒ

تفاسیر قرآن کی فہرست:

علمائے دیوبند نے ترجمۂ قرآن مجید کے علاوہ تفسیر قرآن کریم پر بھی علمی انداز پر کام کیا ہے، اس کی سرسری فہرست یہ ہے۔

(۱) موضح قرآن۔ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ

(۲) مستند موضح قرآن۔ قرآن حضرت مولانا سید اخلاق حسین قاسمی مدظلہٗ

مرور زمانہ کی وجہ سے ناشرین نے موضح قرآن میں ترامیم کردی تھیں، مولانا مدظلہٗ نے اس کی تصحیح فرمائی۔

(۳) تفسیر بیان القرآن۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

(۴) تفسیر موضح الفرقان۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندیؒ / شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

(۵) تفسیر میرٹھی۔ حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ

(۶) تفسیر حل القرآن۔ حضرت مولانا حبیب احمد کیرانویؒ (۴ جلد)

(۷) تفسیر معارف القرآن۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع عثمانیؒ (۸ جلد)

(۸) تفسیر معارف القرآن۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ / حضرت مولانا محمد مالک کاندھلویؒ (۸ جلد)

(۹) درس قرآن۔ حضرت مولانا خواجہ عبدالحی فاروقیؒ اور رفقائے کرام (۷ جلد)

(۱۰) درس قرآن۔ حضرت مولانا محمد احمد کراچویؒ (۱۱ جلد)

(۱۱) تسہیل القرآن وتیسیر القرآن۔ سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ (۴ جلد)

(۱۲) جواہر القرآن۔ شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ (۳ جلد)

(۱۳) حواشی قرآن مجید۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

(۱۴) فتح الحمید۔ حضرت مولانا فتح محمد جالندھریؒ

(۱۵) تسہیل القرآن حضرت مولانا فیروز الدین لاہوریؒ

(۱۶)تفسیر بے نظیر۔حضرت مولانا حسین علیؒ

(۱۷)تفسیر تبیان القرآن۔حضرت مولانا حسین علیؒ

(۱۸)تفسیر ودودیؒ۔حضرت مولانا فضل ودودؒ/حضرت مولانا گل رحیمؒ

(۱۹)تفسیر انوار القرآن۔حضرت مولانا سید انوار الحق کاکا خیلؒ

(۲۰)تفسیر انوار القرآن۔حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دیوبندیؒ (۱۲جلد)

(۲۱)تفسیر قرآن۔حضرت مولانا نور الحق علویؒ

(۲۲)انوار التبیان فی اسرار القرآن (عربی) حضرت مولانا قاضی شمس الدینؒ

(۲۳)حاشیہ تفسیر بیضاوی (عربی) حضرت مولانا عبدالرحمٰن امروہویؒ

(۲۴)منحۃ الجلیل فی بیان مافی معالم التنزیل۔مفتیِ اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمٰن عثمانیؒ

(۲۵)آسان تفسیر۔حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ

(۲۶)تفسیر معالم القرآن۔حضرت مولانا محمد علی صدیقی کاندھلویؒ

(۲۷)تفسیر اسرار التنزیل۔حضرت مولانا محمد اکرم اعوان

(۲۸)تفسیر قرآن (کشمیری) حضرت مولانا محمد یوسف میر واعظؒ

(۲۹)آخری پندرہ پاروں کی تفسیر (سندھی) حضرت مولانا محمد مدنی سندھیؒ

(۳۰)تفسیر عبیدیہ۔حضرت مولانا قاضی عبیداللہؒ

(۳۱)الہام الرحمٰن (عربی/اردو) املائی تفسیر امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ

(۳۲)تلخیص البیان فی بیان القرآن۔حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ

(۳۳)تفسیر تیسیر القرآن۔حضرت مولانا قاضی شمس الدینؒ

(۳۴)انوار البیان فی کشف اسرار القرآن۔حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنیؒ (۵جلد)

(۳۵)معالم العرفان فی دروس القرآن۔حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ (۲۰جلد)

(۳۶)ذخیرۃ الجنان۔امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ

(۳۷) دروس القرآن۔ حضرت مولانا شمس الحق افغانی

(۳۸) المقام المحمود۔ حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ

مختلف سورتوں اور آیات کی تفسیر:

(۱) تفسیر سورۂ فاتحہ۔ حضرت مولانا شمس الحق افغانی

(۲) تفسیر معوذتین۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

(۳) مشکلات القرآن۔ محدث کبیر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ

(۴) التعوذ فی الاسلام۔ حضرت مولانا قاری محمد طاہر قاسمیؒ

(۵) تفسیر سورۂ کہف۔ حضرت مولانا قاری محمد طاہر قاسمیؒ

(۶) خلافۃ الکبریٰ، تفسیر سورۂ بقرہ۔ حضرت مولانا خواجہ عبدالحی فاروقیؒ

(۷) بیان تفسیر سورۂ آل عمران۔ ″ ″

(۸) صراط مستقیم، تفسیر سورۂ انفال وتوبہ ″ ″

(۹) عبرت، تفسیر سورۂ یوسف ″ ″

(۱۰) برہان، تفسیر سورۂ نور۔ ″ ″

(۱۱) سبیل الرشاد، تفسیر سورۂ حجرات ″ ″

(۱۲) ذکریٰ، تفسیر پارۂ عم ″ ″

(۱۳) سبل السلام، تفسیر سورۂ مجادلہ تا سورۂ تحریم ″ ″

(۱۴) الدار المکنون فی تفسیر سورۃ الماعون۔ حضرت مولانا عبدالصمد صارم الازہریؒ

(۱۵) آیات محکمات۔ حضرت مولانا حکیم علاء الدین صدیقیؒ

(۱۶) صفات المومنین فی القرآن ″ ″

(۱۷) صفات المتقین فی القرآن ″ ″

(۱۸) صفات الذاکرین فی القرآن ″ ″

(۱۹) صفات المستغفرین والتوابین فی القرآن ″ ″

(۲۰) صفات المحسنین مع آیات تسبیح حضرت مولانا حکیم علاء الدین صدیقیؒ

(۲۱) صفات الخاشعین فی القرآن // //

(۲۲) صفات المقصرین فی القرآن // //

(۲۳) صفات المتصدقین فی القرآن // //

(۲۴) صفات اہل جنت فی القرآن // //

(۲۵) صفات المجاہدین فی القرآن // //

(۲۶) صفات اہل دوزخ فی القرآن // //

(۲۷) صفات المنافقین فی القرآن // //

(۲۸) ہدیۃ المہدیین فی آیات خاتم النبیین۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ

(۲۹) القول المتین فی سورۂ والتین۔ مولانا مظہر الدین شیر کوٹیؒ

(۳۰) پارۂ اول مع ترجمہ وتفسیر (پشتو) مولانا عبد الشکور طوروی

(۳۱) تفسیر سورۂ فیل (منظوم) حافظ عبد الواحد ہزارویؒ

(۳۲) تفسیر آیات القرآن۔ // //

(۳۳) تفسیر سورۂ مزمل۔ // //

(۳۴) تفسیر سورۂ بقرہ۔ مولانا قاری محمد عارفؒ

(۳۵) تفسیر سورۂ لقمان۔ // //

(۳۶) تفسیر حجرات۔ حضرت مولانا قاری فیوض الرحمٰن مدظلہٗ

(۳۷) خلاصہ تفسیر القرآن۔ (موضوعاتی لحاظ سے) حضرت مولانا حمید الرحمٰن عباسی مدظلہٗ

(۳۸) امثال القرآن۔ مولانا نجم الدین جہلمی

(۳۹) تفسیر سورۂ نساء۔ مولانا میاں منظور احمد سیال کوٹی

(۴۰)تفسیر سورۂ مائدہ۔حضرت مولانا میاں منظور احمد سیال کوئی

(۴۱)بدر العلیٰ فی سورۂ والضحیٰ۔قاری لطف اللہ جالندھری

(۴۲)تفسیر البرہان فی مشکلات القرآن۔مولانا عبد الباری شاہ منصوری

(۴۳)نکات القرآن۔مولانا عبد الرحمٰن اشرفی

(۴۴)تفسیر سورۂ فاتحہ۔حضرت مولانا شایق احمد عثمانیؒ

(۴۵)تفسیر سورۂ فاتحہ۔خطیب الامت حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ، مرتب: مولانا تنویر الحق تھانوی مدظلہٗ

(۴۶)تفسیر سورۂ منافقون۔خطیب الامت حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ، مرتب: مولانا تنویر الحق تھانوی مدظلہٗ

(۴۷)تفسیر سورۂ ملک۔حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ، مرتب: حضرت مولانا نعیم الدین مدظلہٗ

(۴۸)تفسیر سورۂ قلم۔حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ، مرتب: حافظ تنویر احمد شریفی

(۴۹)مجالس سبعہ۔شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مرتب: حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ

(۵۰)اشرف التفاسیر۔حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہٗ

کتب تفاسیر کے تراجم:

(۱)تفسیر مظہری (اردو) حضرت مولانا سید عبد الدائم جلالیؒ (۱۲ جلد)

(۲)تفسیر جلالین (اردو) حضرت مولانا محمد نعیم دیوبندیؒ (۸ جلد)

(۳)تفسیر ابن عباسؓ (اردو) مولانا عابد الرحمٰن کاندھلویؒ (۳ جلد)

(۴)تفسیر مدارک لنسفی (اردو) حضرت مولانا سید انظر شاہ کشمیریؒ

(۵) تفسیر ابن کثیر (اردو) حضرت مولانا سید انظر شاہ کشمیریؒ
(۶) موضح الفرقان (ہندی) حضرت مولانا سید ارشد مدنی مدظلہ
(۷) موضح الفرقان (انگلش) اہلیہ محترمہ حضرت مولانا عزیر گلؒ
(۸) معارف القرآن (انگلش) حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
(۹) معارف القرآن (پشتو)

اصول تفسیر وعلوم القرآن:

(۱) مقدمۃ القرآن مشمولہ کشف الرحمٰن۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ
(۲) التحریر فی اصول التفسیر۔ حضرت مولانا محمد مالک کاندھلویؒ
(۳) منازل العرفان فی علوم القرآن۔ حضرت مولانا محمد مالک کاندھلویؒ
(۴) قصص القرآن۔ مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ
(۵) تذکرۃ الانبیاء۔ حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہ
(قرآن کریم میں جن انبیائے کرام کا ذکر ہے ان کا تذکرہ)
(۶) یتیمۃ البیان فی مشکلات القرآن۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
(۷) تفصیل البیان فی مقاصد القرآن۔ حضرت مولانا ممتاز علی دیوبندیؒ
(۸) مقدمۃ القرآن۔ حضرت مولانا سید انظر شاہ کشمیریؒ
(۹) تاریخ القرآن۔ حضرت مولانا عبدالصمد صارم الازہریؒ
(۱۰) تاریخ تفسیر۔ حضرت مولانا عبدالصمد صارم الازہریؒ
(۱۱) تاریخ قرآن۔ حضرت مولانا عبدالقیوم ندوی
(۱۲) تاریخ قرآن۔ حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہ
(۱۳) فضائل قرآن۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنیؒ
(۱۴) آداب القرآن۔ حضرت مولانا قاری اجمل خانؒ

(۱۵)قرآن کی فضیلت وعظمت۔حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہٗ
(۱۶)لغات القرآن۔حضرت مولانا محمد عبدالرشید نعمانیؒ (۶ جلد)
(۱۷)لغات القرآن۔حضرت مولانا فتح محمد خان
(۱۸)لغات القرآن۔مولانا عبدالکریم پاریکھؒ
(۱۹)شرح الفاظ قرآن۔مولانا عبدالرشید گجراتیؒ
(۲۰)مطالعۂ قرآن کے اصول ومبادی۔حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ
(۲۱)تاریخ ارض القرآن۔حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ
(۲۲)اشاریہ قرآن مجید۔حضرت مولانا عبدالماجد دریابادیؒ
(۲۳)حیوانات قرآن۔حضرت مولانا عبدالماجد دریابادیؒ
(۲۴)اعلام القرآن۔حضرت مولانا عبدالماجد دریابادیؒ
(۲۵)فہرست مضامین قرآن۔شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ
(۲۶)لغات القراان۔حضرت مولانا زاہد الحسینیؒ
(۲۷)تذکرۃ المفسرین۔حضرت مولانا زاہد الحسینیؒ
(۲۸)ضرورت القرآن۔حضرت مولانا زاہد الحسینیؒ
(۲۹)فہرست مضامین قرآن۔حضرت مولانا فیروزالدین لاہوریؒ
(۳۰)دینی دعوت کے قرآنی اصول۔حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ
(۳۱)ترتیب نزول قرآن۔حضرت مولانا اجمل خانؒ
(۳۲)احکام القرآن۔حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ
(۳۳)مفردات القرآن۔حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ
(۳۴)مشکلات القرآن۔حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ
(۳۵)علوم القرآن۔حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ
(۳۶)اعجاز قرآن۔افضل المفسرین حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

(۳۷) اعجاز القرآن۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
(۳۸) تدوین قرآن۔ حضرت علامہ مناظر احسن گیلانیؒ
(۳۹) العون الکبیر شرح الفوز الکبیر۔ حضرت مولانا سعید احمد پالن پوری مدظلہ
(۴۰) فہم قرآن۔ حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ
(۴۱) وحی الٰہی۔ حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ
(۴۲) علوم القرآن۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
(۴۳) مقدمہ معارف القرآن، مشمولہ معارف القرآن: از مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ
(۴۴) تدریس القرآن۔ حضرت مولانا اجمل خانؒ
(۴۵) تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین۔ امام اہل سنت حضرت مولانا صفدر مدظلہ
(۴۶) معارف القرآن۔ حضرت مولانا زاہد الحسینیؒ
(۴۷) علم تفسیر اور مفسرین۔ مولانا ڈاکٹر رشید احمد جالندھری
(۴۸) تعارف قرآن۔ کرنل (ر) حافظ فیوض الرحمٰن مدظلہ
(۴۹) فوائد القرآن۔ حضرت مولانا عبداللہ بہلویؒ
(۵۰) اصول ترجمۃ القرآن۔ حضرت مولانا عبداللہ بہلویؒ
(۵۱) آداب القرآن۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۵۲) اصلاح ترجمہ دہلویہ۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۵۳) اصلاح ترجمہ حیرت۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۵۴) وجوہ المثانی مع توجیہ الکلمات والمعانی۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۵۵) زیادات علی کتب الروایات۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۵۶) ذنابات المبانی الروایات۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۵۷) تقریر بعض البنات فی بعض الایات۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی

تھانویؒ

(۵۸) رفع البناء فی السماء۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

(۵۹) احسن الاثاث فی النظر الثانی فی تفسیر المقامات الثلاث۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

(۶۰) التقصیر فی التفسیر۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

(۶۱) الهادی للحیران فی وادی تفصیل البیان۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

(۶۲) تمہید الفرش فی تحدید العرش۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

(۶۳) تبصیر الرجاج۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

(۶۴) سبق الغایات فی نسق الایات۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

(تراجم وتفاسیر اور علوم القرآن پر کتابوں کی یہ فہرست کچھ اضافوں کے ساتھ "تاریخ قرآن" سے اخذ کی گئی ہیں۔)

کتب احادیث کے حواشی، تراجم اور شروحات:

احادیث مبارکہ کو محدثین کرامؒ نے کتابوں کی صورت میں محفوظ کردیا تھا۔ ان کتابوں کے تراجم میں علمائے دیوبند کا حصہ سب سے نمایاں اور عظیم ہے۔ یہاں اس کی سرسری فہرست دی جارہی ہے۔

(۱) صحیح بخاری کے پچیس پاروں کے حواشی از حضرت مولانا احمد علی محدث سہارن پوریؒ

(۲) بقیہ پانچ پاروں کے حواشی از حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

(۳) تفہیم البخاری ترجمہ از مولانا ظہور الباری (۳ جلد)

(۴) فیض الباری علی صحیح بخاری (عربی) محدث کبیر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، مرتب: حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنیؒ (۴ جلد)

(۵) الابواب والتراجم۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندیؒ۔ مقدمہ: شیخ

الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
(۶) فضل الباری (اردو) شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مرتب: حضرت مولانا قاضی عبدالرحمٰنؒ (۲ جلد)
(۷) فضل الباری (اردو) شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، بہ قلم: حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہٗ (غیر مطبوع/قلمی)
(۸) لامع الدراری شرح بخاری (عربی) امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مرتب: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنیؒ
(۹) الابواب والتراجم (عربی) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنیؒ (۶ جلد)
(۱۰) القول الفصیح بتحدید ابواب الصحیح (عربی) حضرت مولانا سید فخر الدین احمد مراد آبادیؒ
(۱۱) ایضاح البخاری (اردو) حضرت مولانا سید فخر الدین احمد مراد آبادیؒ (۴ جلد)
(۱۲) انوار الباری شرح اردو صحیح بخاری۔ محدث کبیر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ۔ مرتب: حضرت مولانا احمد رضا بجنوریؒ
(۱۳) تلخیص البخاری۔ مولانا شمس الضحیٰ رنگوئیؒ
(۱۴) دروس بخاری۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
(۱۵) تحفۃ القاری فی حل مشکلات البخاری (عربی) حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
(۱۶) بخاری شریف مترجم (اردو) مولانا عبدالرزاق دیوبندیؒ (۶ جلد)
(۱۷) بخاری شریف مترجم (اردو) حضرت مولانا سبحان محمودؒ (۳ جلد)
(۱۸) احسان الباری۔ امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ
(۱۹) نصر الباری۔ مولانا عثمان غنی
(۲۰) کشف الباری۔ حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہٗ (اردو/پشتو)
(۲۱) ماینفع الناس فی حل قال بعض الناس۔ مولانا قاری محمد طاہر رحیمیؒ

(۲۲)امدادالباری۔حضرت مولانا عبدالجبارؒ

(۲۳)الہام الباری فی حل مشکلات البخاری۔مولانا شمس الدینؒ

(۲۴)فتح الملہم شرح صحیح مسلم (عربی) شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیراحمد عثمانیؒ (۳ جلد)

(۲۵)تکملہ فتح الملہم (عربی) حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ (۶ جلد)

(۲۶)الحل المفہم (عربی) امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

(۲۷)فیض المنعم فی حل مقدمہ صحیح مسلم۔حضرت مولانا سعید احمد پالن پوری مدظلہٗ

(۲۸)نعمت المنعم شرح مقدمہ مسلم۔حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب مدظلہٗ

(۲۹)عمدۃ الملہم فی حل مقدمہ مسلم۔مولانا قاری محمد طاہر رحیمیؒ

(۳۰)مقدمہ صحیح مسلم۔حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزیؒ

(۳۱)حاشیہ صحیح مسلم۔حضرت مولانا قاضی شمس الدینؒ

(۳۲)مسلم شریف مترجم (اردو) مولانا عابدالرحمٰن کاندھلویؒ (۳ جلد)

(۳۳)مباحث کتاب الایمان مع تسہیل وتوضیح مقدمہ صحیح مسلم۔حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ

(۳۴)حاشیہ ابوداود (عربی) حضرت مولانا سید فخرالحسن دیوبندیؒ (۲ جلد)

(۳۵)بذل المجہود فی حل سنن ابی داؤد (عربی) حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ (۱۰جلد)

(۳۶)کشف الودود فی حل ابی داؤد۔حضرت مولانا قاضی شمس الدینؒ

(۳۷)فضل المعبود ترجمہ ابی داؤد۔مولانا پروفیسر میاں منظور احمد سیال کوٹی (۵جلد)

(۳۸)ابوداود شریف مترجم (اردو) مولانا سرور قاسمی (۳ جلد)

(۳۹)الدر المنضود علی سنن ابی داود۔امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ۔ مرتب:حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ

(۴۰)انوار المحمود فی حل ابی داود۔شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندیؒ/

حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ (۲ جلد)
(۴۱) تقریر ابوداؤد۔ (اردو) مولانا محمد عاقل صاحب مدظلہٗ (۶ جلد)
(۴۲) زبدۃ المقصود فی حل قال ابوداؤد۔ مولانا قاری محمد طاہر رحیمیؒ
(۴۳) حاشیہ ترمذی شریف۔ حضرت مولانا احمد علی محدث سہارن پوریؒ
(۴۴) ہدیۃ الاحوذی شرح ترمذی۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ
(۴۵) معارف السنن۔ محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ (۶ جلد)
(۴۶) تکملہ معارف السنن۔ حضرت مولانا محمد زاہد صاحب مدظلہٗ
(۴۷) اطیب الشذی فی شرح ترمذی۔ حضرت مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلویؒ
(۴۸) ترمذی شریف مترجم (اردو) مولانا فضل احمد (۲ جلد)
(۴۹) النفع الشذی شرح الترمذی۔ امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ
(۵۰) معارف مدنیہ تقریر ترمذی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ۔
مرتب: حضرت مولانا سید طاہر حسین امروہویؒ (۳ جلد)
(۵۱) تقریر ترمذی (اردو) شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ۔ مرتب: مولانا عبدالقادر قاسمیؒ
(۵۳) درس ترمذیؒ۔ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہٗ
(۵۲) الکوکب الدری علی جامع الترمذی۔ امام ربانی حضرت گنگوہیؒ، مرتب: حضرت محمد یحییٰ کاندھلویؒ، تعلیقات: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنیؒ (۴ جلد)
(۵۳) العرف الشذی علی جامع الترمذی۔ محدث کبیر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ
(۵۴) نفع الشذی تقریر ترمذی۔ امام ربانی حضرت گنگوہیؒ
(۵۵) شمائل ترمذی۔ حضرت شیخ الحدیث کاندھلویؒ
(۵۶) شمائل ترمذی مع شرح۔ حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ
(۵۷) حاشیہ ابن ماجہ (عربی) حضرت علامہ کشمیریؒ

(۵۸) انشاح الحاجۃ حاشیہ ابن ابن ماجہ (عربی) حضرت مولانا عبدالغنی مجددیؒ
(۵۹) حاشیہ ابن ماجہ (عربی) حضرت مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ
(٦٠) ابن ماجہ مترجم (اردو) حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ
(٦١) نسائی شریف مترجم (اردو) مولانا خلیل الرحمٰن
(٦٢) حاشیہ مشکوٰۃ (عربی) حضرت محدث سہارن پوریؒ
(٦٣) حاشیہ مشکوٰۃ (عربی) حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتویؒ
(٦٤) التعلیق الصبیح شرح مشکوۃ المصابیح (عربی) حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ (۸ جلد)
(٦۵) مظاہر حق (جدید اردو) مولانا عبداللہ جاوید غازی پوری
(٦٦) اوجز المسالک شرح موطأ امام مالکؒ (عربی) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ (۱۵ جلد)
(٦٧) موطاء امام مالکؒ مترجم (اردو) مولانا منظور احمد (۲ جلد)
(٦٨) اعلاء السنن (عربی) حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (۲۲ جلد)
(٦٩) الفقہ الحدیث۔ حضرت مولانا میاں اصغر حسین دیوبندیؒ
(۷٠) نخب الافکار شرح شرح معانی الآثار (عربی تصنیف: علامہ عینیؒ) تعلیق: حضرت مولانا سید ارشد مدنی مدظلہٗ (۸ جلد)
(۷۱) ترجمان السنۃ۔ حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنیؒ (۴ جلد)
(۷۲) معارف الحدیث۔ حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ (۷ حصے)
(۷۳) دروس الحدیث۔ حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ (۴ جلد)
(۷۴) درس حدیث۔ حضرت مولانا خواجہ عبدالحی ؒ ..وقیؒ
(۷۵) جواہر الحکم۔ حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھیؒ
(۷٦) مصباح الابرار۔ حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ

(۷۷) مشکوٰۃ الآثار۔ حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ

(۷۸) روضۃ الصالحین شرح ریاض الصالحین۔ مولانا محمد حسین صدیقی مدظلہٗ (۵ جلد)

(۷۹) درس حدیث۔ خطیب الامت حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ

علوم حدیث پر کتب کی فہرست:

(۱) تدوین حدیث۔ (اردو) حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ

(۲) حجیت حدیث۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

(۳) روض الریاحین ترجمہ بستان المحدثین۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ/ حضرت مولانا عبدالسمیع دیوبندیؒ

(۴) قواعد فی علوم الحدیث۔ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ

(۵) مقدمہ اوجز المسالک۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

(۶) عوارف المنن مقدمہ معارف السنن۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

(۷) مقدمہ لامع الدراری۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

(۸) مقدمہ نسائی شریف۔ حضرت مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلویؒ

(۹) تدوین حدیث (مترجم عربی) حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہٗ

(۱۰) البضاعۃ المزجاۃ لمن یطالع المرقاۃ۔ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی مدظلہٗ

(۱۱) فوائد جامعہ شرح اردو عجالہ نافعہ۔ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی مدظلہٗ

رضا خانیوں کی اسلامی خدمات بدعتوں اور رسموں کو دین میں داخل کرنا ہے:

ہاں البتہ اس فرقۂ رضا خانیہ کے پاس دین اسلام کی ایک "بیش بہا خدمت" یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کو اپنے دین و مذہب۔ سے خارج کر کے اس کو "رسم و بدعت" مکروہ وخراب بتلایا تھا اس کو رضا خانیت کے "نام ور مولویوں"

نے پر فریب حیلوں سے نہ صرف سنت و مستحب بلکہ کفر و اسلام کا معیار قرار دیدیا ہے۔ چناں چہ اس فرقے کے ''اعلیٰ حضرت'' مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے کتاب و سنت کے خلاف صرف اپنے ''معزز پیٹ'' کی خاطر ہزار ہا بدعتوں، رسموں، گاگروں، صندلوں، چادروں، ذروں، نیازوں، چڑھاووں، گل گلوں، ریوڑیوں، قبروں کے چراغوں، روشنیوں، عرسوں، میلوں، سجدوں، طوافوں، قبر پرستیوں غرض یہ کہ تمام بدعتوں اور رسموں کو اسلام میں داخل کر کے معاذ اللہ نہ صرف ''سنت و مستحب'' قرار دیا بلکہ اس سلسلے میں یہ انتہائی ظلم کیا گیا ہے کہ جو اس کو مانے وہ مسلمان اور جو نہ مانے وہ مسلمان نہیں (۱)۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اس سلسلے میں چھوٹے خان صاحب مولوی حشمت علی پیلی بھیتی نے ''بریلی کے بڑے خان صاحب'' سے زیادہ ایسے ایسے کرتب دکھلائے ہیں کہ جس کو دیکھ کر بے ساختہ منہ سے یہ فقرہ نکلتا ہے کہ ''بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ!'' وہ اپنی کتاب ''اصلاح بہشتی زیور'' کے مضامین کے ایک اشتہار میں لکھتے ہیں کہ

''اس میں انبیائے کرام و اولیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نیاز و فاتحہ دینے، نذر و منت ماننے، ان سے مدد چاہنے، انہیں پکارنے، یا رسول اللہ، یا علی، یا غوث کہنے، انہیں نفع و نقصان کا مختار سمجھنے، انہیں ہر حال کی خبر رہنے، ان کے نام کا جانور پالنے، چھوڑنے، ذبح کرنے، ان کے مزارات کا عرس کرنے، چراغ جلانے، چادر، مٹھائی، حلوا، گل گلے وغیرہ چڑھانے، ان کے نام کا وظیفہ کرنے، بازو پر پیسہ باندھنے، ان کی دہائی دینے، خدائی رات کرنے، کسی جگہ کا ادب و تعظیم، طواف و سجدہ کرنے، کسی

(۱) مندرجۂ بالا خرافات کی تائید و استحباب میں خان صاحب بریلوی کی ذیل کی کتابیں ملاحظہ کیجیے: طوالع النور، ...یق المینار، احکام شریعت، الحجۃ الفاتحہ، بادی الناس فی رسوم الاعراس وغیرہ۔

کے سامنے جھکنے، کھڑا رہنے، عبدالنبی، غلام رسول، نبی بخش، علی بخش، غلام محی الدین وغیرہ نام رکھنے، گلے میں کلایا ڈالنے، بدھی پہننے، سہرا باندھنے اور ان کی مثل بہت سی باتوں کو جو بہشتی زیور میں مذکور اور وہابیہ کے نزدیک شرک وکفر وحرام و بدعت تھیں تردید اور علاوہ ان کے بہت سے مسایل فقہ کی اصلاح وتصحیح کی گئی ہے"۔ (اشتہار مندرجہ بر ٹائیٹل صفحہ آخر اصلاح بہشتی زیور: ص ۲، ۳، ۴، مطبوعہ مسلم پریس بریلی)

رضا خانیوں کے بڑے وچھوٹے دونوں خان صاحبوں نے بڑی جرات و بے باکی سے مندرجۂ بالا خرافات ولغویات، بدعات اور رسمیات، بلکہ کفریات وشرکیات کو بھی اسلام میں داخل کر کے ان کو "سنت ومستحب" بنا دیا ہے اور مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی نہ صرف رغبت ہی دلائی بلکہ یہ بھی ارشاد ہے کہ جو لوگ ان خرافات وبدعات کو نہ مانیں وہ مسلمان نہیں ہیں، ان سے میل جول، اخوت ومحبت، رشتہ وناطہ کرنا حرام وقطعی حرام ہے۔

باب (۲)

رضا خانیوں کی ایجادات
اور
نئے دین و مذہب کی صورت

رضا خانیوں نے دین محمدی کی حقیقی صورت بگاڑ دی:

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مقدس خون و پسینہ ایک کر کے اسلام کی جس حقیقی و پیاری صورت کو بنایا اور حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وائمہ عظام رحمہم اللہ نے جن صبر آزما مصایب کو برداشت کر کے اس کو نکھارا اور سنوارا تھا اس کو ان رضا خانیوں نے ''محبت و عظمت'' کے پردے میں اپنے نئے نئے اضافوں، رسموں، بدعتوں سے اتنا بگاڑ کر رکھ دیا ہے کہ آج دینی حقیقتیں، مذہبی قدریں ''رضا خانی ایجادات'' میں ایسی گم ہوگئی ہیں کہ اس کی شناخت و امتیاز میں ''تلاش جستجو'' کی ضرورت پیش آرہی ہے۔

حقیقت خرافات میں کھوگئی　　　　یہ امت روایات میں کھوگئی

مجدد کے لقب کی وجہ:

چوں کہ اس فرقے کے امام و پیشوا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے اپنے دماغ و ذہن سے نئی نئی باتیں ایجاد کر کے دین اسلام میں داخل کی ہیں اور اس پر ایک ہوشیار دکان دار کی طرح بڑی چالاکی و ہوشیاری سے سنت و مستحب، اجر و ثواب کا خوش نما لیبل لگا کر مسلمانوں کو مبتلائے فریب کر دیا ہے، اس وجہ سے آپ اس فرقے کے اندر ''مجدد مائۃ حاضرہ'' کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ چناں چہ آپ کی مدح و ستایش میں تجدید دین کی ''خدمت خاص'' کو نمایاں و امتیازی حیثیت دی گئی ہے۔

لکھتے ہیں کہ

"اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں صرف دو کاموں کے واسطے مخصوص فرما دیا۔ احیائے دین اور احیائے علوم۔ اول الذکر کی طرف ان کا (خان صاحب بریلوی) کا میل طبعی تھا اور اس سے دلچسپی ان کی فطرت میں داخل تھی"۔ (وصایا شریف، مطبوعہ الیکٹرک ابوالعلائی پریس آگرہ: ص ۲۳)

اگرچہ اللہ تعالیٰ نے خان صاحب بریلوی کو صرف دو کام احیائے دین (دین کو زندہ کرنا) واحیائے علوم (دینی علوم کو زندہ کرنا) کے واسطے مخصوص کر دیا تھا لیکن آپ کی مسیحا نفسی نے دینی علوم کے زندہ کرنے والی "خداوندی خصوصیت" کو اس لیے نہیں قبول کیا کہ یہ خصوصیت نہ تو پُر منفعت تھی، نہ حصول زر کے لیے مفید، نہ سلسلۂ بیعت کی درازی کے لیے کارآمد اور نہ عام مسلمان کے رجحان طبع کے لیے موافق۔ اس وجہ سے آپ کی دوراندیش طبیعت نے اس "خدمت خاص" سے انکار کر کے "عدول حکمی" کا ایک بھیانک ارتکاب کیا۔ البتہ آپ کا فطری میلان وطبعی رجحان احیائے دین، تجدید دین کی طرف اس وجہ سے ہوا کہ اس میدان میں اپنے اور اپنی اولاد ونسل کے "شکم مبارک ومعزز پیٹ" کی پرورش اور اس کے پھلنے وپھولنے کا بہتر سے بہتر، اچھے سے اچھا سامان موجود تھا۔ لہٰذا یہ "خصوصیت" آپ کی رگ رگ میں سما کر آپ کی زندگی کا مرکز وجولان گاہ بن گئی۔ پھر تو آپ نے تجدید دین کے سلسلے میں دین محمدی کے اندر اپنے ذہن ودماغ سے ایسی ایجادات ورسمیات کے اضافے کیے ہیں کہ اگر ان کو صحیح ودرست تسلیم کر لیا جائے تو پھر نہ کوئی چیز بدعت ہوگی نہ رسم، نہ خلاف سنت ہوگی نہ ضلالت۔ بلکہ سچ پوچھیے تو اس صورت میں دین الٰہی ومذہب اسلام کی حیثیت معاذ اللہ "مداری کے پٹارے"، "شیخ چلی کے "خیالی پلاؤ" کی مانند ہو کر رہ جائے گی۔ غرض یہ کہ ان رضا خانیوں نے "احیائے دین" کے پردے میں اپنے نئے نئے اضافوں ونئی نئی پرستیوں کے ذریعے اللہ ورسول کی توہین وتذلیل کی جیسی گل کاریاں کی تھیں وہ اب تک ایک سربستہ راز تھیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ رضا خانیوں

نے ''عشق و محبت'' کے طلسمات کو ایک موسیٰ صفت نے توڑ کر ظاہر کر دیا کہ رضا خانی حرم میں غیر اللہ کی عبادت اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

خون اسرائیل آجاتا ہے آخر جوش میں
توڑ دیتا ہے کوئی موسیٰ طلسم سامری

اور اسی لیے عشق و محبت کے نقاروں کو اس زور سے پیٹا جا رہا ہے تاکہ بغاوت کی یہ مجرمانہ آواز کہیں سنائی نہ دے۔

چالاکیاں تو دیکھو مجھے قتل کر کے خود
غیروں سے پوچھتے ہیں کیا ماجرا ہوا

احیائے دین کے دو حصے ایجابی و سلبی:

رضا خانیوں کے امام مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے احیائے دین کے سلسلے میں جو خدمات انجام دی ہیں اس کے دو حصے ہیں۔

ایک تعمیری و ایجادی،

دوسرا تخریبی و منفی۔

اول الذکر ایجابی حصے میں آپ کے وہ تمام ''ایجادات و اضافات'' آجاتے ہیں جس کو آپ نے زبردستی دین محمدی میں داخل کیا ہے۔ جس کا ایک دھندلا سا نقشہ قارئین کرام اسی کتاب میں ملاحظہ کر چکے ہیں۔

دوسرا احیائے دین کا منفی و سلبی حصہ جو صرف آپ ہی کے لیے مخصوص ہے، وہ مایۂ ناز امتیازی خدمت یہ ہے کہ بزرگان دین، علمائے حق کی کتابوں و تصنیفوں میں رد و بدل اور کاٹ چھانٹ کر کے ان کو اور ان کے لکھوکھا متعلقین کو کافر و مرتد، بد دین و بے ایمان بنانا اور ان کے ازدواجی رشتوں کو ناجائز و حرام کہنا، ان کا بائیکاٹ کرنا۔ رضا خانیوں کی یہ امتیازی خدمت ان کی زندگی کی ایک ایسی شاہکار و بے نظیر یادگار ہے کہ جہاں کہیں بھی اسلام کی سفید چاندنی پر ''تکفیری داغ و دھبے'' نظر آئیں گے وہاں

بریلی کے بڑے یا چھوٹے خان صاحب اپنے جملہ القاب وآداب کے ساتھ ضرور رونق افروز ہوں گے۔ دراصل یہ ''تکفیر بازی'' رضا خانیت کی ''سرشت'' میں اس طرح سے سماگئی ہے کہ کسی طرح سے بھی اس سے علاحدگی نہیں ہوسکتی۔ چناں چہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کی اس ''امتیازی تکفیری خدمات'' پر ان کے مریدین یہ مدح وستایش کرتے ہیں:

(۱) ''میں یہ کہنے کے لیے بالکل مجبور ہوں کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رحمہ اللہ جو تفرد اور امتیاز دور جدید کے علمائے ظاہر میں رکھتے تھے وہی علو وبرتری انہیں طبقۂ اولیا میں بھی حاصل تھی''۔ (وصایا شریف: ص ۶)

(۲) ''تم ہمارے ممدوح (خان صاحب بریلوی) کی پاکیزہ زندگی پر ایک نظر کر جاؤ اور کفرہ ومرتدین وفرق ضالین کا جو رد واستیصال فرمایا ہے اس پر نظر ڈالو تو کہہ اٹھو گے کہ آیۂ کریمہ کا خلعت فاخرہ تن اقدس پر کیسا پر زیب ہے''۔ (وصایا شریف: ص ۱۴)

(۳) ''اس وقت ہندوستان میں کوئی باطل فرقہ ایسا نہیں ہے جس کی رد میں ان کی (خان صاحب بریلوی کی) بہ کثرت تحریریں موجود نہ ہوں۔ جب دین میں کوئی نیا فتنہ اٹھتا تو سب سے پہلے حضور کے زبان وقلم کو حرکت ہوتی اور کامل استیصال فرما کر چھوڑتے۔'' (وصایا شریف: ص ۱۴)

بریلی کے بڑے خان صاحب کے زبان وقلم کی اس استیصالی وستیاناسی خدمات کی ایسی دھاک دشمنوں کے دل ودماغ پر بیٹھی ہوئی تھی کہ مدت تک وہ لوگ اپنے خیالات کا اظہار اس وجہ سے نہیں کرتے تھے کہ بریلی کے بڑے خان صاحب کی ''سیف زبان ونیزۂ قلم'' کا کیا جواب ہوگا۔ چناں چہ آپ کا مدح نگار اس طرح مبالغہ گوئی کرتا ہے:

''میں خیال کرتا ہوں کہ ہر فتنہ انگیز کو فتنہ پھیلانے سے قبل یہ خیال مدت ہا مدت تک باز رکھتا کہ اعلیٰ حضرت کی سیف زبان ونیزۂ قلم کا کیا جواب ہوگا۔'' (وصایا شریف: ص ۲۴)

باب (۳)

عیسائیت و رضا خانیت
اور
علمائے دیوبند کی خدمات

دشمنان اسلام عیسائیوں کے مقابلے میں رضا خانیوں کی عاجزی:

یہ باطل فرقہ جس کے رد میں ان کی بہ کثرت تحریریں موجود ہیں یا جس کے رد واستیصال کے صلے میں آپ کو آیۂ کریمہ کا خلعت فاخرہ بخشا گیا ہے یا جس کے سیفِ زبان و نیزۂ قلم سے دشمنوں کا پتہ پانی ہوتا تھا وہ عیسائیوں، آریوں وغیرہ جیسا اسلام دشمن گروہ نہیں ہے، کیوں کہ ان اسلام کش اور دشمن دین باطل فرقوں کے رد واستیصال میں بریلی کے ''بڑے حضرت'' کی بہ کثرت تو کیا کم سے کم بھی کوئی تحریر یا تقریر موجود نہیں ہے۔ اس لیے کہ ہندوستان پر انگریزوں کے تسلط وحکومت کے بعد عیسائی مشنریوں، دریدہ دہن پادریوں کے ناروا حملوں، غلط الزاموں کے پروپیگنڈا کا زور اور اسلام وہادیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بہت زیادہ بڑھ گیا تھا، چناں چہ یہ منہ زور پادری ہندوستان کے گوشے گوشے میں پھیل کر اپنی ناپاک تحریروں، دل آزار تقریروں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی ''مقدس ناموس'' پر سخت سے سخت حملے کرتے تھے۔ چوں کہ اندر اندر ان بد زبان پادریوں کو انگریزی حکام وعیسائی افسران کی مدد وشہ مل رہی تھی، اس لیے یہ پادری اپنی ان ناپاک حرکتوں، دل آزار طریقوں میں بڑے ہی بے باک و بے خوف تھے کہ گلی کوچوں، راستوں وگذرگاہوں کے کنارے کھڑے ہو کر علی الاعلان ناموس رسول پر حملے کرتے تھے اور آپ کی شان اقدس میں اس انداز سے گستاخیاں کرتے کہ

مسلمانوں کے دل وجگر زخمی ہو جاتے تھے۔اپنے سوالات کی جواب دہی کے لیے چیلنج پر چیلنج اور مقابلہ ومناظرے کی دعوت دیتے۔ چوں کہ عام مسلمانوں کے پاس ان بد زبان عیسائیوں کے مقابلے کے لیے نہ کوئی تحریری سامان تھا نہ مادی تاب وطاقت، اس لیے یہ بے چارے اس بھیانک منظر کو دیکھتے تو ہاتھ مل کر اور کلیجہ مسوس کر رہ جاتے، لیکن افسوس وصد افسوس کہ عشق رسول کا دم بھرنے والا اور یا رسول اللہ کا نعرہ لگانے والا اسلام کا واحد ٹھیکے دار یہ رضا خانی گروہ اور اس کے تمام سرغنے اور علم بردار اپنی دونوں آنکھوں سے عیسائیت کے اس ''ننگے ناچ'' کو دیکھ دیکھ کر لطف اندوز ہورہے تھے، لیکن بے کسی وبے حسی کا یہ عالم تھا کہ ان کے ''عمامہ بندسروں'' میں جوں تک نہ رینگی، چہ جائے کہ یہ اپنی سیف زبان ونیزۂ قلم کو حرکت میں لاکر مقابلے کے لیے میدان میں اتر آتے۔البتہ اس بھیانک دور میں بھی یہ رضاخانی حضرات بہ دستور قبروں کی مجاوری اور اس کی آمدنیوں کے اتار چڑھاؤ اور عرسوں ومیلوں میں ''شمع محفل'' بن کر دولت کے سمیٹنے میں مصروف تھے۔

یہی وجہ ہے کہ آج تک رضا خانیوں کے ''اعلی حضرت'' ہوں یا ''مظہر اعلی حضرت'' محدث اعظم ہوں یا حجۃ الاسلام، صدر اعظم ہوں یا مفتیٔ اعظم کسی کی بھی ان منہ زور پادریوں، دریدہ دہن عیسائیوں کے رد واستیصال، تردید وتکذیب میں نہ کوئی مستقل تحریر ہے نہ تقریر، نہ مناظرہ ہے نہ مقابلہ، نہ سیف زبان حرکت میں آئی نہ نیزۂ قلم، غرض یہ کہ اس تکفیری فرقے کے کسی بھی ''حضرت'' کو خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے، دبلے ہوں یا موٹے عیسائیت کے مقابلے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وحرمت کی حفاظت وحمایت کی سعادت نصیب نہیں ہوئی۔اس فرقے کا محبت رسول کے پرزور دعوے وپرشور نعرے کے باوجود ناموس رسول کے حفاظتی خدمت سے محروم ہونا صاف صاف بتلا رہا ہے کہ یہ سب کچھ رسول کی محبت وعظمت کے نام پر ایک پرفریب کھیل ہے جو محض اپنی شکم پروری کے لیے کھیلا جارہا ہے، ورنہ عشق ومحبت کی دنیا میں کسی ''محبوب'' کی خدمت وحفاظت بلکہ نصرت وحمایت سے

ایسی محرومی وحرماں نصیبی صرف رضا خانیوں جیسے عاشق رسول ہی کے حصے میں آئی ہے۔اسی سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو رسول کی اس خدمت خاص سے محروم کر کے ظاہر کر دیا ہے کہ یہ عاشق نہیں، آشق ہیں، مخلص نہیں مفلس ہیں، محب نہیں مہیب (ڈرانے والے) ہیں ۔

جگر وہ بھی زسر تا پا محبت ہی محبت ہیں
مگر ان کی محبت صاف پہچانی نہیں جاتی

عیسائیوں کے مقابلے میں علمائے دیوبند کی کامیاب خدمات:

اللہ تعالیٰ کا شکر واحسان ہے کہ عیسائیت کی اس بڑھتی ہوئی طوفانی سرگرمیوں اور سیلابی حملوں کو دیکھ کر وہ علمائے حق جو اکابر دیوبند سے انتساب یا حسن عقیدت رکھتے تھے، عواقب ونتائج سے بے پرواہ ہو کر مردانہ وار اپنی سیف زبان اور نیزۂ قلم کے ساتھ عیسائیت کے مقابلے کے لیے میدان میں اتر آئے اور تحفظ ناموس رسول کی بیش بہا اور گراں قدر خدمت اسی حق پرست جماعت کے حصے میں آئی، جس کے مقدس بزرگوں کو رضا خانی بارگاہ سے کافر ومرتد، بددین وبے ایمان جیسے القاب مرحمت کیے گئے ہیں۔سچ ہے ۔

خدا کی دَین ہے جس کو ملے اعزازِ رسوائی
محبت میں ملامت کا مقام آساں نہیں ہوتا

لیکن اس مقدس گروہ کے نام ور بزرگوں جیسے حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکیؒ، مولانا ابو المنصورؒ، مولانا محمد قاسمؒ بانی دار العلوم دیوبند، مولانا شاہ سید محمد علی مونگیریؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور دیگر حضرات اکابر اور خود اس راقم الحروف نے اپنی لاجواب تقریروں، تحریروں، وعظوں اور مناظروں سے ان منہ زور پادریوں وبے باک عیسائیوں کا ایسے دندان شکن جوابات دیے اور ایسے سخت جوابی مقابلے ومناظرے کیے کہ" عیسائیت" اپنی تمام طاقتوں کے باوجود مقابلے کی تاب نہ لاسکی اور

آخر میں اپنی جگہ اس طرح سمٹ کر ٹھٹھر کر رہ گئی کہ آج ''شہید ناز'' کی تربت کی طرح اس کی تربت کا بھی پتہ نہیں ہے۔

لیے پھرتی ہے بلبل چونچ میں گل
شہید ناز کی تربت کہاں ہے

حضرت نانوتویؒ کی خدمات کا مختصر تعارف:

مناسب معلوم ہوتا ہے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی وہ کتب جو عیسائیت پر ہیں، ان کا تعارف کرادیا جائے۔

۱-تقریر دل پذیر:

یہ کتاب حضرت نانوتویؒ کی بے مثال اور عجیب وغریب کتاب ہے، افسوس کہ یہ کتاب حضرت مکمل نہیں کر سکے، یہ اردو زبان میں ہے۔ تمام عقاید دینیہ اصولیہ وفروعیہ کو عقلی استدلال سے قریب الفہم کر دیا ہے اس طرح کہ اگر کوئی غیر متعصب غیر مسلم بھی اس کو پڑھے گا تو اسلام کے نظام عقاید کو برحق ہی سمجھے گا۔ اور اس کو بھی کم اشکالات واقع ہوں گے۔ یہ کتاب بھی بارہا طبع ہو کر خراجِ عقیدت وصول کر چکی ہے۔ اس کتاب کی تبویب غالباً مولانا سید محمد میاں صاحب دیوبندیؒ نے کی ہے۔ کتاب کے دیباچہ یا حواشی میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔ نیز کہیں کہیں مختصر حواشی بھی تحریر کیے گئے ہیں اس میں بعض حواشی حضرت مولانا سید فخر الحسنؒ کے ہیں اس کتاب کی ابتداء میں حضرت نانوتویؒ بنظرِ خیر خواہی خلایق سب اہل مذہب خواہ وہ مسلمان ہوں، یا ہندو، یہود، نصاریٰ، مجوس، آتش پرست وغیرہ سب کی خدمت میں دین اسلام کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اور عقل سلیم رکھنے والے سب حضرات سے درخواست کی ہے کہ تعصب کو برطرف رکھتے ہوئے ایک بار اس کتاب کو اول سے آخر تک پڑھیں۔ اگر حق وباطل کی تمیز ہو جائے تو اس کو قبول کریں، نہیں تو اصلاح کریں۔

پھر وجود صانع، توحید، صفات سے لے کر تمام اعتقادی مسایل کا عقلی ثبوت اور
مدہ تمثیلات سے بیان فرمایا ہے اور عقلیات کے اماموں کے باطل نظریات کی پُرزور
تردید فرمائی ہے۔

۲-میلہ خداشناسی:

اس رسالہ میں اس مذہبی مناظرہ اور بحث ومباحثہ کی روئیداد مذکور ہے جو ۱۲۹۳ھ
میں شاہ جہان پور میں ہوا تھا۔ جس میں مختلف مذاہب کے پیروکاروں نے حصہ لیا تھا۔
ہندو، عیسائی اور مسلمان سب ہی اس میں شریک ہوئے تھے۔ اور اہل اسلام کو اس میں
فتح حاصل ہوئی تھی۔ اس بحث میں حضرت نانوتویؒ نے سب سے زیادہ بڑھ چڑھ کر
حصہ لیا تھا۔ حضرت کی تقاریر اور جوابات اس میں درج ہیں۔

۴-مباحثہ شاہ جہان پور:

اس مجموعہ میں حضرت نانوتویؒ کی وہ تقاریر ہیں جو آپ نے ۱۲۹۵ھ میں مختلف
عیسائی پادریوں اور ہندو پنڈتوں کے اعتراضات کے جوابات میں کی تھیں۔ پنڈت
دیانند سرسوتی، پنڈت اندرمن، پادری اسکاٹ جو انجیل کا مفسر مانا جاتا تھا اور پادری
نولس وغیرہ معترضین نے جو مختلف اعتراضات اٹھائے تھے کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کو کس
چیز سے پیدا کیا ہے اور ذات باری تعالیٰ محیط کل کس طرح ہے؟ اور خدا تعالیٰ اگر عادل
ہے تو پھر رحیم کس طرح ہوسکتا ہے؟ قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کی کیا دلیل ہے؟
اور بائبل کیوں الہامی نہیں اور وید کے الہامی ہونے میں کیا چیز مانع ہے؟ نجات کس
چیز میں حاصل ہوسکتی ہے؟ وغیرہ۔ حضرت نانوتویؒ نے اپنی تقاریر میں ان سب
اعتراضات کے جوابات باحسن طریق ذکر کیے ہیں۔ اور اسلام کی حقانیت کے عقلی
ونقلی قوی دلایل بیان فرمائے ہیں جو تمام اہل عقل وخرد کے لیے سامان طمانینت پیدا
کرتے ہیں اور اہل اسلام کے ہاتھ مخالفین کے رد کے لیے بے مثال قوی دلایل کا
ذخیرہ آجاتا ہے۔ (ماخوذ: اجوبہ اربعین)

خانقاہ تونسہ شریف، حضرت خواجہ نظام الدینؒ
اور
علمائے دیوبند

حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید جناب حاجی معز اللہ خان فرماتے ہیں:

''جب شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ پر حملہ ہوا اور داڑھی مبارک کی ہتک کی گئی تھی، میں نے ان دنوں حضرت خواجہ صاحبؒ کو کئی بار دیکھا کہ وہ زار زار روتے اور ہتک کرنے والوں کو بددعائیں دیا کرتے تھے۔ خاص طور پر فرمایا کرتے تھے:

''شالا سید حسین احمد دی داڑھی دا قہر پوے''

(علمائے دیوبند اور مشائخ پنجاب: ص ۱۸)

حضرت خواجہ صاحبؒ دیوبندی مسلک کی تنظیم ''تنظیم اہل سنت'' کے سرپرست رہے۔

حضرت خواجہ صاحبؒ نے اپنے مدرسے میں ہمیشہ دیوبند کے علما کو تدریس کے لیے مقرر فرمایا۔

باب (۴)

آریوں کی یورش
اور
رضاخانیوں کی بے کسی

اسی طرح پادریوں کی دیکھا دیکھی آریوں نے بھی اسلام اور ہادیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ناپاک حملوں، ناروا الزاموں کا ایک دل خراش اور دل آزاری کا سلسلہ جاری کر کے مسلمانوں کو بے چین و بے قرار کردیا تھا۔ ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب کے مسلمانوں کے اندر ایک ایسی اشتعالی فضا پیدا کردی تھی کہ مسلمان اس کو دیکھتے تھے اور کف افسوس اور کلیجہ تھام کر رہ جاتے تھے۔ یہاں تک کہ راج پال نے ''رنگیلا رسول'' شایع کر کے اسلامی فضا میں آگ لگادی اور ہندوستان کے تمام مسلمان علاوہ رضاخانیوں کے اس کی بدزبانیوں اور گستاخیوں سے آگ بگولہ اور نعل در آتش (بے قرار اور بے چین) ہوگئے تھے۔ ہر طرف سے اس کے خلاف نفرت وحقارت، رنج وغصے کی تجویزیں پاس کر کے انگریزی گورنمنٹ سے سخت مطالبہ کیا جارہا تھا کہ راج پال کے خلاف مقدمہ چلا کر اس کو سخت سزا دی جائے تاکہ آیندہ پھر کسی کو اس قسم کی دل آزار کتاب لکھنے کی ہمت نہ ہو اور ''توہین انبیا'' کا دروازہ بند ہوجائے۔

علمائے دیوبند میدان میں اترے:

لیکن اس کے باوجود گورنمنٹ خاموش رہی، اس کے خلاف کسی قسم کی کوئی تادیبی وانسدادی کاروائی کرنے پر آمادہ نہیں ہوئی تو ایک طرف شیر اسلام مولانا محمد علی مرحوم گورنمنٹ کے خلاف میدان میں نکل آئے اور اپنے پرزور مضامین کے ذریعے

گورنمنٹ کے ناک میں دم کر دیا تو دوسری طرف فدایان رسالت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، غازی عبد الرحمٰن امرتسریؒ وغیرہ متعلقین علمائے دیوبند نے ناموس رسول کے تحفظ وبقا کا ایجی ٹیشن اور تحریک پنجاب میں جاری کر کے جیل خانوں کو بھر دیا، تب جا کر گورنمنٹ کی مشنری حرکت میں آئی اور کتاب ضبط ہوئی اور راج پال کے خلاف مقدمہ چلایا گیا۔ اسی اثنا میں علم الدین نامی ایک مرد مجاہد نے راج پال کو کیفر کردار تک پہنچا کر خود اپنی جان عزیز کو بھی ناموس رسول پر قربان کر کے "شہید رسالت" کے رتبۂ بلند پر فائز ہو گیا ۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

بریلی کا کلمہ پڑھنے والوں پر چپ شاہ کا روزہ:

اس وقت اسلام و پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف دل آزاری کا ایسا تباہ کن دور تھا کہ جس کو دیکھ کر حلیم سا حلیم شخص بھی اپنے صبر وتحمل کے چادر کو چاک کرنے پر مجبور تھا، لیکن بریلی کے نام نہاد عشاق رسول، مجاورین وسجادگان ہی کا ایسا شکم پرور گروہ تھا جو اپنے حجروں، مکانوں میں بیٹھ کر کواڑ کے دروازوں سے بہ رضا ورغبت اس دل آزار منظر کو دیکھ رہا تھا، لیکن نہ ٹس سے مس ہوا اور نہ ان کے عشق ومحبت میں حرکت ہوئی نہ حمیت وغیرت میں جنبش۔ ان میں سے کسی نے بھی ناموس رسول کی حفاظت وحمایت میں اتنا بھی تو حصہ نہیں لیا کہ ان کے حق میں خون لگا کر شہیدوں میں شرکت والی مثل بھی کہی جا سکتی۔ چناں چہ آریوں کے مقابلے میں بھی تحفظ ناموس رسول کی خدمت وسعادت سے اس فرقے کے تمام نام ورسر براہ کار وعلم بردار ایسے محروم ومفلس ہیں کہ اس گراں مایہ دولت کی ایک پائی بھی ان کی زندگی کے لمبی ودراز جیب میں نہیں ہے۔

آریوں کے مقابلے میں علمائے دیوبند کی امتیازی خدمات:

لیکن الحمد للہ وہی علمائے دیوبند اور ان کے متوسلین جن کو یہ لوگ معاذ اللہ کافر و بے ایمان کہتے ہیں آریوں کے مقابلے میں بھی "ناموس رسول" کی حفاظت ونصرت میں سینہ سپر ہو کر میدان میں اتر آئے اور اپنی تحریروں، تقریروں، مناظروں سے ان دریدہ دہن اور گستاخ آریوں کا اس بے جگری و جاں نثاری کے ساتھ ایسا سخت مقابلہ کیا کہ ان کی کمر ہمت توڑ کر رکھ دی اور ان کے تمام منصوبوں وامیدوں پر پانی پھیر دیا اور ان کے خلاف اتنا لٹریچر و سامان مقابلہ جمع (۱) کر دیا ہے کہ آج تک پھر ان کو نہ کسی دل آزار تقریر کی ہمت ہوئی نہ کتاب کی نہ مناظرے کے چیلنج کی نہ مقابلے کی۔

خدا کا شکر ہے کہ یہ حق پرست جماعت عزت رسول کے تحفظ وبقا کی اس بیش بہا امتیازی خدمت وگراں مایہ دولت سے اتنی مالا مال وسرمایہ دار ہے کہ آج دوسری جماعتیں بھی اس سلسلے میں اسی کی خوشہ چیں وحاجت مند ہیں۔

یہ بزم مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کر خود اٹھالے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

حضرت نانوتویؒ کی خدمات:

بانی دار العلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے آریوں کی رد پر جو خدمات انجام دیں ان کا مختصر تعارف ذیل میں درج ہے۔

انتصار الاسلام:

اس رسالہ مبارکہ میں آریہ سماجیوں کے دس سوالات کے جوابات لکھے ہیں۔ ہر اعتراض کے دو دو جواب حضرت نانوتویؒ نے دیے ہیں۔ ایک جواب الزامی ہے،

---

(۱) ان میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند کی "انتصار الاسلام"، "قبلہ نما"، "میلہ خداشناسی"، "مباحثہ شاہجہان پور"، "جواب ترکی بہ ترکی" قابل ذکر تصانیف ہیں۔ (ابونافع)

جس سے معترض کو خاموش کر دیا ہے اور دوسرا جواب تحقیقی، آریہ سماجیوں اور اس قسم کے دیگر معترضین حضرات کو ایسے دندان شکن جوابات دیے ہیں کہ ہمیشہ ان لوگوں کو اس قسم کے اعتراضات کرنے کی جرأت نہ ہو سکے، کمل درجہ کی تحقیقات پر مشتمل ہے اس رسالہ کی تبویب اور عنوانات کا قایم کرنا اور بعض جگہ مفید حواشی تحریر کرنا مولانا سید محمد میاں دیو بندیؒ نے سرانجام دیا ہے۔

قبلہ نما:

یہ حضرت نانوتویؒ کی ایک اہم اور معرکۃ الآراء کتاب ہے، یہ دراصل انتصار الاسلام کا دوسرا حصہ ہے۔ یہ کتاب آریہ سماج کے پنڈت دیانند سرسوتی کے ایک اعتراض کے جواب میں لکھی تھی ہے۔ دیانند سرسوتی نے ۱۲۹۵ھ میں مسلمانوں پر اعتراض کیا تھا کہ مسلمان اہل ہنود پر بت پرستی کا الزام لگاتے ہیں حالاں کہ وہ خود بھی ایک مکان کعبہ کی طرف سجدہ کرتے ہیں جو بہت سے پتھروں کا بنا ہوا ہے۔ حضرت نانوتویؒ نے اس اعتراضات پر اولاً سات جوابات دیے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک جواب کافی وشافی ہے۔ پھر اس کے بعد آٹھواں جواب دیا ہے جس کی دو تقریریں کی ہیں ایک مجمل دوسری مفصل، یہ کتاب نہایت باریک حروف کی کتابت سے چھیانوے (۹۶) صفحات پر مشتمل ہے، اکثر حصہ اس کتاب کا مفصل جواب پر حاوی ہے۔ اس میں حقیقت کعبہ، حقیقت صلوٰۃ، سجدہ کی حقیقت، استقبال کی شرح، عابدیت ومعبودیت اور تجلی الٰہی اور خانۂ کعبہ کا مورد ومہبط تجلی ہونا اور یہ کہ جسم کی مساحت مکان (کعبہ) کی طرف ہوتی ہے اور روح کی تجلی الٰہی کی طرف، اور یہ کہ مسلمان اس تجلی الٰہی کی طرف ہی سجدہ کرتے ہیں، اور وہ تجلی الٰہی گویا عین معبود ہوتی ہے، تجلی کا ورود خانۂ کعبہ پر کس طرح ہوتا ہے اس کی حقیقت واضح فرمائی ہے اور اس کے ساتھ نہایت ہی غامض حقایق کا ذکر کیا ہے اور ایسی عجیب علمی بحث فرمائی ہے کہ بلا مبالغہ نہ کسی کان نے سنی ہوگی اور نہ کسی آنکھ نے کسی کتاب میں پڑھی ہوگی۔

حقیقت کعبہ، حقیقت محمدیہ، حقیقت صلوٰۃ وغیرہ جیسے دقیق اور عسیر الفہم مسایل کا تذکرہ کمال متانت ورزانت اور عقلی انداز میں کردیا ہے۔ عبادت کی حقیقت اور تجلی الٰہی کے ساتھ مصلّی کی توجہ اور مساحت کی دقیق وعمیق بحث، پھر آخر میں بُعد مجر (بعد موہوم) پر بڑا دقیق تبصرہ کیا ہے۔ اس کتاب کی تبویب وتبیین مضامین بھی نہیں کی گئی حالاں کہ یہ بارہا طبع ہوئی ہے۔ لیکن دقیق ہونے کی وجہ سے اہل علم نے ادھر توجہ نہیں فرمائی، لیکن علوم قاسمیہ کا ایک بڑا حصہ اس کتاب میں آگیا ہے۔ سنا تھا کہ حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوریؒ صاحب (انوار الباری شرح بخاری کے مصنف) نے قبلہ نما کی ایک ہزار عنوانات سے تبویب وتسہیل کی ہے۔ لیکن ابھی تک وہ منظر عام پر نہیں آیا۔ یہ رسالہ نادر تحقیقات کا عجیب وغریب مجموعہ ہے اور اس میں جس طرح عقلی استدلال کیے گئے ہیں ان سے حضرت نانوتویؒ کی بلندیٔ مرتبت نمایاں ہے۔

مولانا سعید احمد پالن پوری توثیق الکلام کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ "حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحبؒ نے اس کی قابل قدر خدمت کی ہے مگر اس سے کماحقہٗ کتاب حل نہیں ہوگی۔ حضرت الاستاذ مولانا محمد طیب صاحب مدظلہٗ نے بھی ایک خاص نہج پر اس کی شرح تحریر فرمائی تھی مگر وہ ضایع ہوگی۔"

جواب ترکی بہ ترکی:

یہ رسالہ دراصل حضرت نانوتویؒ کا لکھا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ یہ آپ کے اشارہ اور حکم سے آپ کے تلمیذ حضرت مولانا عبدالعلیؒ نے حضرت نانوتویؒ کے افادات سے اور آپ کے طرز استدلال سے آریہ سماجیوں کے ایک رسالہ کے ردّ میں لکھا ہے۔ رسالہ آریہ سماچار بابت ماہ اساڑھ (۱۹۳۶ بکری ۱۲۹۶ھ) میں لالہ انند لال آریہ سماجی نے اسلام کے متعلق بعض غلط قسم کے اعتراضات کیے تھے، ان کا جواب اسی کی زبان اور محاورہ میں دیا گیا ہے یہ قدیم طباعت میں ساٹھ صفحات پر مشتمل ہے یہ رسالہ بھی بہت سے علمی افادات پر مشتمل ہے۔ اور اس کے عنوانات وغیرہ کا اضافہ اور تسہیل مولانا

اشفاق احمد دیوبندیؒ مدرس دارالعلوم نے کی ہے۔اور براہین قاسمیہ کے نام سے مجلس معارف القرآن کی طرف سے عمدہ کاغذ وکتابت کے ساتھ دیوبند سے طبع ہوئی ہے۔

تحفۂ لحمیہ:

یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے جس میں حضرت نانوتویؒ نے ہنود کے اس وہم باطل کا رد لکھا ہے کہ جانوروں کا ذبح کرنا ظلم ہے اور ان کا گوشت کھانا تعدی ہے۔حضرت نانوتویؒ نے یہ ثابت کیا ہے کہ حلال جانوروں کا گوشت کھانا اور ان کا ذبح کرنا بالکل فطرت کے مطابق ہے عقل سلیم بھی اس کو تسلیم کرتی ہے۔عقلی دلایل سے اس مسئلہ کو حضرت نے بین طور پر ثابت کردیا ہے۔اگر ان کا گوشت کھانا ظلم ہے تو ان کی کھال کا جوتا پہننا اور ان کی ہڈیاں اور دیگر اجزاء کا استعمال کرنا اور ان سے سواری وغیرہ کی خدمت لینا کون سا انصاف ہے؟(ماخوذ:اجوبہ اربعین)

باب (۵)

قادیانیت ورضاخانیت کا گٹھ جوڑ
اور
علمائے دیوبند کی خدمات

قادیانی فتنہ اور رضاخانیوں کی عاجزی:

چوں کہ یہ دونوں مذکور بالا عیسائیوں اور آریوں کے فرقے اسلام سے خارج تھے اس لیے ان کے ناروا حملوں، ناپاک الزاموں کا عام مسلمانوں پر کم اثر پڑتا تھا، لیکن مضرت ونقصان کے اعتبار سے اس سے بہت زیادہ تباہ کن وہول ناک قادیانیوں کا فتنہ تھا، یہ فرقہ بھی اسلام وپیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن سے وابستگی کے دعوے کے باوجود ''ختم نبوت'' جیسے ضروری وبنیادی مسئلے کا تاویلوں وتحریفوں کے ذریعے انکار کررہا تھا اور اپنے دیگر تحریفات وتاویلات سے اسلام کے کاٹ چھانٹ اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام وفرامین کی قطع وبرید کرکے آپ کی عزت وحرمت پر حملہ کررہا تھا۔ اس فرقے کی فتنہ کاریوں نے وہ ہنگامہ برپا کیا کہ ہندو بیرون ہند کے مسلمان چیخ اٹھے اور فریاد کرنے لگے کہ قادیانیت کی دست درازیوں اور اس کی گستاخیوں سے ناموس رسول کو بچاؤ۔ چوں کہ یہ فرقہ اسلام کے آستین میں ''سانپ'' بن کر پل رہا تھا، اس لیے اس نے اسلام واہل اسلام کو بہت سخت نقصان پہنچایا اور بہت سے سادہ دل بلکہ کچھ پڑھے لکھے مسلمان اس فتنے کا شکار ہونے لگے۔ اس بات کا قوی اندیشہ پیدا ہوگیا تھا کہ کہیں اسلام کی کشتی ڈگ مگا نہ جائے اور اہل اسلام ''قادیانی خرافات'' میں مبتلا نہ ہوجائیں۔ غرض یہ کہ ہندوستان کے کونے کونے میں ''قادیانی فتنے'' کے شعلے وچنگاریاں مسلمانوں کے دین وایمان کو خاکستر کررہی تھی اور

ہر دین دار مسلمان اس فرقے کی دست پردسے بچنے کے لیے جائے پناہ ڈھونڈ رہا تھا، اس تباہ کن دوراور خطرناک حالت کے ہوتے ہوئے بھی بریلی کی ''بارگاہِ رضویہ'' کے کوئی بھی ''حضرت'' کمر ہمت باندھ کراور سینہ سپر ہوکراپنی ''سیف زبان ونیزۂ قلم'' کولے کر میدان مقابلے میں نہیں آئے اور یا اس کے رد واستیصال میں اپنی تحریرات وتصنیفات ہی کی اتنی کثرت وزیادتی ہی کردی ہوتی جس کے نیچے قادیانیت دب کر مر جاتی۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قادیانیت کی گم راہیاں ملک کے گوشے گوشے میں پھیل گئیں اورفرقۂ رضاخانیہ کے تکفیری علم بردار نہتے وبے سروسامان مسافر کی طرح قادیانیت کے سامنے اپنی عاجزی وبے چارگی کا اظہار کرتے رہے۔الغرض اللہ تعالی نے اس فرقے کوبھی قادیانیت کے مقابلے میں بھی ''حرمت رسول'' کی حمایت ونصرت کی مبارک خدمت سے محروم کرکے ثابت کردیا کہ اس فرقے کی اسلام کی واحد اجارہ داری محبت رسول کی ٹھیکے داری ودیگر بلند بانگ دعوؤں کی حقیقت ''نقش برآب'' سے زیادہ نہیں ہے۔

علمائے دیوبند کی قادیانیوں کے مقابلے میں امتیازی خدمات:

لیکن الحمدللہ قادیانیت کے مقابلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت،مقدس ناموس کی حفاظت وحمایت کی بیش بہا خدمت بھی ان محترم علمائے دیوبند اوران کے متعلقین ہی کے حصے میں آئی ہے،جس کو یہ رضاخانی حضرات ازراہ ضد وعناد معاذ اللہ کافر وبے ایمان کہتے ہیں۔

اس حق پرست جماعت کے اکابر بزرگوں نے اپنی تحریروں،تقریروں،وعظوں، مناظروں سے قادیانیت کا اتنا سخت مقابلہ کیا اوراس زوروشور سے اس پراتنے شدید حملے کیے کہ قادیانیت اپنی تمام مادی طاقتوں کے ہوتے ہوئے بھی پسپا ہوگئی اوران بزرگوں نے تردیدی لٹریچر کا اتنا بڑا ذخیرہ جمع کردیا ہے کہ قادیانیت اسی کے نیچے دب کر مرگئی اورآج تک پھر نہ ابھر سکی۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزارہا مسلمان اس فتنے کی گم

راہیوں سے محفوظ ہو کر ہدایت یاب ہو گئے اور ان کو جنت و نجات کا راستہ مل گیا۔

اس سلسلے میں راقم الحروف (نور محمد) نے جو خدمات سرانجام دی ہیں اگر چہ وہ اس قابل نہیں ہیں کہ ان کا تذکرہ کیا جائے، لیکن فرقۂ رضا خانی کے بڑے حضرت سے لے کر چھوٹے حضرت تک کی زندگی کے گوشے گوشے کی تلاشی کر ڈالیے تو قادیانیت کے رد و تردید کی خدمت بہ قدر رمق بھی دستیاب نہیں ہوگی۔ البتہ بالائی آمدنی، تکفیر بازی کی اتنی فراوانی ہوگی کہ ہر طرف اسی کے جلوے اور حلوے نظر آئیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ راقم الحروف نے جالندھر، شملہ، بنور (ریاست پٹیالہ) دہلی، غازی پور اور جموئی ضلع مونگیر، نوشہرہ، ضلع جالندھر، میرٹھ، دہرہ دون جیسے اہم مقامات پر قادیانیوں کے چوٹی کے مولویوں و فاضلوں سے ایسے شان دار و کام یاب مناظرے کیے ہیں کہ اس کی وجہ سے وہاں کے بہت سے مذبذب و متردد لوگ قادیانی گم راہیوں سے محفوظ ہو گئے اور دہرہ دون میں قادیانیوں کو ایسی شکست ہوئی کہ منصف و ثالث نے حسب شرایط مناظرہ احقر کو "پچاس روپے" بہ طور انعام عنایت کیے تھے۔ ملک کے طول و عرض میں قادیانیت کے خلاف بے شمار بیانوں و تقریروں کا جال پھیلا دیا تھا۔ آج بھی حسب موقع و ضرورت اس خدمت کو بڑی دل چسپی کے ساتھ انجام دیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی احقر نے اس گم راہ فرقے کی تردید میں مندرجہ ذیل لا جواب کتابیں لکھ کر شایع کی ہیں، جس کے جواب سے قادیانیت آج تک عاجز ہے۔

(۱) دفع الالحاد عن حکم الارتداد (۲) اختلافات مرزا (۳) کفریات مرزا (۴) کذبات مرزا (۵) مغلظات مرزا (۶) امراض مرزا (۷) کرشن قادیانی۔

اس کے علاوہ رد روافض میں: (۸) مناقب الخلفاء (۹) ماتم شیعہ۔

اور رد رضا خانیت میں (۱۰) شہید کی سچی باتیں، عام اصلاحی و تبلیغی (۱۱) جنت کے پھول (۱۲) آنکھوں کی ٹھنڈک (۱)۔

---

(۱) افسوس کہ اس وقت یہ تمام کتابیں نایاب ہیں۔

اپنی ان حقیر خدمات کا تذکرہ رضا خانیت کے سورماؤں و ٹھیکے داروں کی ان مجددانہ خدمات کے مقابلے میں اس لیے کیا گیا ہے تاکہ قارئین کرام کو توازن میں صحیح اندازہ مل سکے، ورنہ تو ''من آنم کہ من دانم'' اس پر نہ کوئی فخر و ناز ہے نہ کبر و غرور۔ البتہ اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی دعا اور آیندہ خدمت اسلام کی توفیق کی التجا کرتا ہوں ۔

کسی نے تخت کسی نے قلندری مانگی
مری جبیں نے بھی توفیق بندگی مانگی

رد قادیانیت پر تصنیفی خدمات کی فہرست:

(۱) احتساب قادیانیت (۱۷ جلد)

اس میں حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کے چودہ رسایل،
حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے دس رسایل،
حضرت مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ کے اٹھارہ رسایل،
رئیس المحدثین حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے تین رسایل،
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے دو رسایل،
شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے دو رسایل،
حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنیؒ کے دس رسایل،
حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کے اڑتیس رسایل،
جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ کے دو رسایل،
حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ کے تین رسایل،
حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ کے سترہ رسایل،
جناب بابو پیر بخش لاہوریؒ کے بارہ رسایل،
مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع عثمانیؒ کے آٹھ رسایل،
مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ کے دو رسایل،

حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ کے دو رسایل،

جناب ابوعبیدہ نظام الدینؒ بی اے کے چار رسایل،

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا ایک رسالہ،

امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے دو رسایل،

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے دو رسایل،

حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے دو رسایل،

حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے دو رسایل،

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے آٹھ رسایل،

حضرت مولانا تاج محمودؒ کے پانچ رسایل،

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ کے سات رسایل،

حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کے پانچ رسایل،

حضرت مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ کا ایک رسالہ،

حضرت مولانا نور محمد سہارن پوریؒ کے چھ رسایل شامل ہیں۔

(۲) تحفۂ قادیانیت: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے ایک سو پینتالیس رسایل کا مجموعہ در چھ جلد

(۳) برق و باراں۔ حضرت مولانا سید ابوذر بخاری

(۴) ایمان کے ڈاکو۔ حضرت مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوریؒ

(۵) ائمہ تلبیس۔ حضرت مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوریؒ (۲ جلد)

(۶) رئیس قادیان۔ حضرت مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوریؒ

(۷) عجمی اسرائیل۔ آغا شورش کاشمیریؒ

(۸) تحریک ختم نبوت۔ آغا شورش کاشمیریؒ

(۹) مرزائیل۔ آغا شورش کاشمیریؒ

(۱۰) اسلام کے غدار۔ آغا شورش کاشمیریؒ

(۱۱) قادیانیت۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ (عربی/اردو)

(۱۲) مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور عقیدۂ ختم نبوت۔ امجد القادری

(۱۳) ختم نبوت قرآن وسنت کی روشنی میں۔ امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ

(۱۴) ختم نبوت۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع عثمانیؒ

(۱۵) رفع ونزول مسیح علیہ السلام۔ مولانا عبداللطیف مسعودؒ

(۱۶) ثبوت حاضر ہیں۔ جناب محمد متین خالد

(۱۷) قادیانیت اس بازار میں۔ جناب محمد متین خالد

(۱۸) قادیانیت، ایک دہشت گرد تنظیم۔ جناب محمد متین خالد

(۱۹) قادیانیت ہماری نظر میں۔ جناب محمد متین خالد

(۲۰) علامہ اقبال اور فتنہ قادیانیت۔ جناب محمد متین خالد

(۲۱) قادیانی شبہات۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

(۲۲) تذکرہ مجاہدین ختم نبوت۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

(۲۳) تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

(۲۴) تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

(۲۵) تحریک ختم نبوت (قومی اسمبلی کی کارروائی)۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

(۲۶) عقیدۃ الامت فی ختم نبوت۔ حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود مدظلہ

(۲۷) توضیح المرام فی نزول المسیح علیہ السلام۔ امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ

(۲۸) پیغام ہدایت۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ

(۲۹) ردّ مرزائیت کے زریں اصول۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ/مولانا مفتی محمد

لمان منصور پوری مدظلہ

(۳۰) فتنہ قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ /مولانا سمیع الحق

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالویؒ دیو بند تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحبؒ نے طلبا اور علما کی جماعت کے ساتھ استقبال فرمایا۔ مدرسۂ دیو بند میں تعطیل کی گئی اور حضرت خواجہ صاحبؒ سے تلقین وارشاد کی درخواست کی گئی۔ آپ نے ایک گھنٹے بیان فرمایا اور دار العلوم دیو بند کے لیے دوسو روپے عطیہ عنایت فرمایا۔ (ہو المعظم: ص ۴۰)

باب (٦)

محرومیاتِ رضاخانیت
اور
فرائض پسندیدہ

مذہبی تحریکات کی شرکت سے رضاخانیوں کی محرومی:

بہرحال یہ حقیقت ہے کہ ہندوستان میں جتنی مذہبی تحریکیں جاری ہوئیں خواہ وہ اسلام کے لیے ہو یا اہل اسلام کے لیے، ناموس رسول کے تحفظ کے لیے ہوں یا صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی مدح کے لیے، شعائر اسلامیہ کی حفاظت کے واسطے ہوں یا احکام اسلام کی اشاعت کے لیے، دشمنان اسلام کے مقابلے ومدافعت کے لیے ہوں یا مقاصد اسلامیہ کی حمایت کے لیے، غرض یہ کہ کوئی بھی اسلامی ومذہبی تحریک کسی بھی ضروری واچھے مقصد کے لیے جاری کی گئی ہو لیکن اس میں بریلی کے کسی بھی "حضرت" نے کسی حیثیت سے شرکت نہیں کی اور نہ اس کی جدوجہد میں کچھ بھی حصہ لیا۔ بلکہ حسب عادت ان مذہبی تحریکوں کی بڑی شدت وقوت سے مخالفت کرتے رہے اور اس کے سرگرم ارکان وممبران کو کافر وبے ایمان بنا کر اپنی ہوس خام کو تسکین دیتے رہے۔ چناں چہ خلافت کی مشہور اسلامی تحریک کی اس فرقے کے امام وپیشوا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے نہ صرف تحریری وتقریری مخالفت ہی کی بلکہ اس میں شریک ہونے والے اور حصہ لینے والے مسلمانوں کو عموماً اور حضرت مولانا عبدالباری لکھنوی، دیگر علمائے فرنگی محل اور حضرت مولانا عبدالماجد (۱) بدایونیؒ اور ان کے خاندان کے

---

(۱) بے شرمی کی حد ہوتی ہے: موصوف کے بھائی عبدالحامد بدایونی غیرت کو بہ طرف رکھ کر بریلوی بنے اور پاکستان میں جمعیت علمائے پاکستان کے امیر اول ہوئے۔ بے شرمی کی بھی حد ہوتی، ان کے بھائی کو جس نے کافر کہا اس کے گن ساری عمر گائے۔ ہائے افسوس! تمہاری غیرت پر۔ (ابونافع)

اکثر علما و صلحا کو خصوصاً کافر و مرتد بنایا۔

اسی طرح علی برادران یعنی مولانا محمد علیؒ و شوکت علیؒ کو بھی جو اس تحریک کے روح رواں تھے اپنے تکفیری تیروں سے زخمی کر دیا تھا۔

اس سلسلے میں مولوی احمد رضا خان صاحب کی دو مصنفہ کتابیں ''الطاری الداری بہفوات عبدالباری''، ''المحجۃ المؤتمنہ'' ملاحظہ کی جائیں۔ اول الذکر کے چند حوالے اس کتاب میں بھی لکھے جائیں گے۔

جب کہ رضا خانیت کے نام ور علم بردار دین اسلام کی مندرجۂ بالا ضروری خدمات سے محروم اور اس گراں مایہ دولت سے اتنے مفلس ہیں کہ ایک پھوٹی کوڑی بھی ان کی زندگی کے لمبی جیب میں نہیں ہے تو اس غربت وافلاس کے باوجود مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کی مدح و ستایش میں آسمان و زمین کے قلابے ملانا اور یہ کہنا کہ

> ''ہندوستان میں کوئی باطل فرقہ ایسا نہیں جس کے رد میں ان کی بہ کثرت تحریریں موجود نہ ہوں۔'' (وصایا شریف: ص ۲۳)

کیا یہ جھوٹ کو سچ، غلط کو صحیح، مفلس کو دولت مند، بے جان کو جان دار، مردہ کو زندہ رات کو دن، اندھیرے کو اجالا کہنا نہیں ہے؟

رضا خانیوں کا فرض منصبی حق پسند مسلمانوں کو کافر بنانا ہے:

یہ تو معلوم ہو گیا کہ وہ باطل فرقے جس کے رد و استیصال میں فاضل بریلوی کی بہ کثرت تحریریں موجود ہیں، نہ اسلام کے دشمن عیسائی ہیں نہ آریہ، نہ ہندو ہیں نہ بدھ، نہ قادیانی ہیں نہ رافضی، نہ چکڑالوی ہیں نہ خاک ساری بلکہ اسلام کے شیدائیوں، رسول محترم کے فدائیوں، حق و صداقت کے جاں نثاروں، دین و ملت کے محافظوں کا وہ مقدس گروہ ہے جس کو عرف عام میں ''دیوبندی گروہ'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس فرقۂ رضا خانیت کے اعلیٰ حضرت ہوں یا مظہر اعلیٰ

حضرت، محدث اعظم ہوں یا مفتی اعظم، صدر محترم ہوں یا پیشوائے مکرم، مجاور ہوں یا سجادہ، غرض یہ کہ اس فرقے کے چھوٹے ہوں یا بڑے سب کی زندگیاں اسی حق پسند، صداقت شعار گروہ کی تردید وتکذیب، رد واستیصال میں وقف ہیں۔اس راست باز گروہ کے بدنام وذلیل کرنے کے ہر ممکن طریقے استعمال کیے جا چکے ہیں۔ کفر وارتداد کے جتنے بے بنیاد الزامات ہو سکتے تھے ان کو اپنے دماغ وذہن سے پیدا کر کے ان کی جانب منسوب کیے گئے، یہاں تک کہ اس سلسلے میں ہر خیانت وبد دیانتی، ہر فریب وجھوٹ کو روا وجائز سمجھ کر اس پاک گروہ کو مٹانے وگرانے کی انتھک کوشش کی گئی اور آج تک بھی اسی رد واستیصال میں سرگرم کار ہیں۔

خانقاہ شرق پور شریف، حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

اور

علمائے دیوبند

حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ شرق پور شریف حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے، حضرت میاں صاحبؒ شاہ صاحبؒ کے سامنے ادب سے دو زانو بیٹھ گئے اور فرمایا کہ

''میں خداوند کریم کا شکر کس زبان سے ادا کروں جس نے ایک مدت کی تمنا کو آج پورا کیا۔''

اس کے بعد حضرت میاں صاحبؒ نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اور دیگر اکابر علمائے دیوبند کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''ان حضرات کو اب کہاں ڈھونڈیں؟''

صوفی محمد ابراہیم قصوریؒ (خلیفہ حضرت میاں صاحبؒ) فرماتے ہیں کہ حضرت میاں صاحبؒ مجھ سے فرمانے لگے کہ شاہ صاحبؒ بڑے عالم ہو کر اور پھر میرے جیسے خاک سار سے فرما رہے تھے کہ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں۔ میاں صاحبؒ نے فرمایا:

''دیوبند میں چار نوری وجود ہیں۔ ان میں سے ایک شاہ صاحبؒ ہیں۔''

(خزینۂ معرفت: ص ۳۸۴)

باب (۷)

خدمات علمائے دیوبند

اور

اعترافاتِ غیر

علمائے دیوبند کی دینی خدمات کی ترقیاں:

خدا کی قدرت کا کرشمہ وغیبی لطیفہ ملاحظہ کیجیے کہ جس قدر یہ رضا خانی فرقہ اس حقانی گروہ کے مٹانے اور گرانے کی ناپاک کوششوں میں مبتلا ہے اسی قدر بلکہ اس سے کہیں زیادہ اس حق پسند جماعت کی دینی خدمتیں روز افزوں بڑھتی چلی جارہی ہیں ہندو بیرون ہند کے اسلامی ممالک میں اس "حقانی جماعت" کو اگر ایک طرف "قبول عام" حاصل ہورہا ہے تو دوسری طرف اس کی مذہبی خدمتوں اور اسلامی کارناموں کی تحسین وتعریف کی جارہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کی تمام تر خدمات خواہ ترجمہ وتفسیر کی ہو یا طباعت وکتابت کی، درس وتدریس کی ہو یا تعلیم وتبلیغ کی، سب کی سب سمٹ کر اسی دیوبندی جماعت ہی کے "آغوش" میں پھل پھول رہی ہے اور حضرت رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مقدسہ سے درس وتدریس، تعلیم وتبلیغ، ترجمہ وتشریح، نشر واشاعت کی امتیازی خدمتوں سے بھی اسی جماعت کے علما واکابر کا دامن زندگی مالا مال وسرفراز ہے۔ اسی طرح اسلام کے دشمنوں عیسائیوں، آریوں، قادیانیوں وغیرہ کے حملوں سے ناموس رسول کی حفاظتی خدمتوں اور مدافعانہ کارروائیوں میں بھی یہی مقدس گروہ سب سے زیادہ بلند وبالا ہے۔ غرض یہ کہ کوئی بھی دینی خدمت یا سیاسی تحریک ہو اس میں

صرف علمائے دیوبند ہی ایک ایسی امتیازی شان و بلند مقام رکھتے ہیں جہاں پر کسی دوسرے کا گذر نہیں ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے علمی کارناموں کا اجمالی تذکرہ:

اس دیوبندی جماعت کے پاس دینی مکتبوں اور مذہبی درس گاہوں کا ایک طویل سلسلہ ہے جو پاک و ہند کے ہر گوشے میں قایم ہوکر دینی تعلیمات کی نشر و اشاعت میں مصروف ہے۔ اس کے علاوہ مزید برآں یہ کہ اس کے پاس دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارن پور جیسی مرکزی وشان دار اسلامی درس گاہیں ہیں، جس کے علمی فیوض و برکات سے سیراب ہوکر اب تک لکھوکھا علما و فضلا پیدا ہو چکے ہیں اور جو ہند و سندھ، افغانستان و ایران، مصر و فلسطین، ترکستان و مکران، برما و ملایا، چین و جاپان میں یہاں تک دنیائے اسلام کے مرکزی قبلہ ''مکۂ مکرمہ'' و ''مدینۂ طیبہ'' میں بھی اسلامی درس گاہیں قایم کرکے مذہبی تعلیمات کی قندیلیں روشن کیے ہوئے ہیں۔ غرض یہ کہ دنیا میں اسلامی زندگی و مذہبی تحریک کے ہر گوشے میں دارالعلوم اور مظاہر العلوم کے فیض یافتگان نہ صرف شریک ہی ہیں بلکہ اس میں ایک امتیازی شان و بلند مقام رکھتے ہیں۔

طبقات علمائے دیوبند:

ذیل میں علمائے دیوبند کی مختلف میدانوں میں خدمات کی موضوعاتی فہرست دی جارہی ہے، جس سے اندازہ ہوگا کہ انہوں نے کتنی مخلصانہ کوششیں فرمائیں اور خلق اللہ ان سے کس کس طرح مستفید ہو رہی ہے۔

حضرات مترجمین و مفسرین قرآن کریم:

علمائے دیوبند کے وہ حضرات جنہوں نے تحریراً و تقریراً قرآن مجید کی خدمت کی اور اس کے علوم کی حفاظت میں لگے۔

(۱) حجۃ الاسلام سیدنا الامام الکبیر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

(۲) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندیؒ
(۳) امام المفسرین حضرت مولانا حسین علیؒ
(۴) مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمٰن عثمانیؒ
(۵) حضرت مولانا عبدالرحمٰن امروہویؒ
(۶) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۷) محدث کبیر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ
(۸) امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ
(۹) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
(۱۰) شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ
(۱۱) میر واعظ حضرت مولانا محمد یوسف کشمیریؒ
(۱۲) سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ
(۱۳) حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ
(۱۴) امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ
(۱۵) حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ
(۱۶) حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
(۱۷) مورخ ملت حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ
(۱۸) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ
(۱۹) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ (نبیرہ: حضرت نانوتویؒ)
(۲۰) حضرت مولانا سید فخر الحسن دیوبندیؒ
(۲۱) مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ
(۲۲) حضرت مولانا سعید احمد اکبرآبادیؒ
(۲۳) حضرت مولانا محمد نعیم دیوبندیؒ

(۲۴) شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ

(۲۵) حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ

(۲۶) حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ (ابن مولانا احمد علی لاہوریؒ)

(۲۷) خطیب الامت حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ

(۲۸) مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ

(۲۹) حضرت مولانا محمد مالک کاندھلویؒ (ابن مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)

(۳۰) مفسر قرآن حضرت مولانا سید اخلاق حسین قاسمی مدظلہ

(۳۱) مولانا محمد طاہر قاسمیؒ (نبیرہ: حضرت نانوتویؒ)

(۳۲) حضرت مولانا سید انظر شاہ کشمیریؒ (ابن علامہ انور شاہ کشمیریؒ)

(۳۳) حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنیؒ

(۳۴) امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ

(۳۵) مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ

(۳۶) حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہ

(۳۷) حضرت مولانا سید ارشد مدنی مدظلہ (ابن مولانا سید حسین احمد مدنیؒ)

(۳۸) حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ (ابن مفتی محمد شفیع عثمانیؒ)

(۳۹) حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ

(۴۰) داعی قرآن حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن شہیدؒ

(۴۱) مولانا عبدالرحمٰن اشرفی (ابن مفتی محمد حسن امرتسریؒ)

محدثین کرام:

(۱) حضرت مولانا مملوک العلی نانوتویؒ

(۲) حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ

(۳) امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

(۴) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندیؒ
(۵) حضرت مولانا احمد حسن امروہویؒ
(۶) حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ
(۷) حضرت مولانا عبدالسمیع دیوبندیؒ
(۸) محدث کبیر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ
(۹) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
(۱۰) شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ
(۱۱) حضرت مولانا میاں اصغر حسین دیوبندیؒ
(۱۲) شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی امروہویؒ
(۱۳) حضرت مولانا سید میرک شاہ کشمیریؒ
(۱۴) حضرت مولانا عبدالعزیزؒ (گوجراں والہ)
(۱۵) حضرت مولانا سید فخر الدین احمد مرادآبادیؒ
(۱۶) حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ
(۱۷) حضرت مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھیؒ
(۱۸) حضرت مولانا عبدالرحمٰن کیمبل پوریؒ
(۱۹) حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ
(۲۰) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنیؒ
(۲۱) حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
(۲۲) حضرت مولانا رسول خان ہزارویؒ
(۲۳) محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
(۲۴) حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ
(۲۵) حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ

(۲۶) حضرت مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ

(۲۷) حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ

(۲۸) حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوریؒ

(۲۹) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ

(۳۰) حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ

(۳۱) حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ

(۳۲) حضرت مولانا سید طاہر حسن امروہویؒ

(۳۳) شیخ طریقت حضرت مولانا سید حامد میاںؒ دیوبندی

(۳۴) مفتیِ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ

(۳۵) محقق العصر حضرت مولانا محمد عبد الرشید نعمانیؒ

(۳۶) حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ

(۳۷) حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ

(۳۸) حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ

(۳۹) حضرت مولانا سید ارشد مدنی مدظلہ

(۴۰) حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ

(۴۱) حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

متکلمین اسلام:

(۱) حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

(۲) حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ

(۳) حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسنؒ

(۴) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ

(۵) حضرت مولانا علامہ شمس الحق افغانیؒ

(۶) حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ

(۷) حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ

(۸) حضرت مولانا علامہ ڈاکٹر خالد محمود مدظلہٗ

(۹) حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہٗ

(۱۰) حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

(۱۱) حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ

(۱۲) حضرت مولانا انوار خورشید مدظلہٗ

(۱۳) حضرت مولانا مفتی منظور احمد مینگل مدظلہٗ

(۱۴) حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد مدظلہٗ

(۱۵) حضرت مولانا رب نواز حنفی مدظلہٗ

مفتی وفقہا:

(۱) امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

(۲) مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمٰن عثمانیؒ

(۳) مفتی اعظم حضرت مولانا محمد کفایت اللہ دہلویؒ

(۴) حکیم الامت حضرت مولانا مفتی اشرف علی تھانویؒ

(۵) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

(۶) حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسنؒ

(۷) حضرت مولانا مفتی اعزاز علی امروہویؒ (شیخ الادب)

(۸) حضرت مولانا میاں اصغر حسین دیوبندیؒ

(۹) حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ

(۱۰) حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ رائے پوریؒ

(۱۱) حضرت مولانا قاری سعید احمد سہارن پوریؒ
(۱۲) مورخ ملت حضرت مولانا سید محمد میاںؒ
(۱۳) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ
(۱۴) حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانیؒ
(۱۵) حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین مدظلہ
(۱۶) مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ
(۱۷) حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ
(۱۸) حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ
(۱۹) حضرت مولانا مفتی سید محمد اکمل الحسینیؒ
(۲۰) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ولی حسن ٹونکیؒ
(۲۱) حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہ
(۲۲) حضرت مولانا مفتی عبد السلام چاٹگامی مدظلہ
(۲۳) حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
(۲۴) حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن واصفؒ
(۲۵) حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان منصور پوری مدظلہ
(۲۶) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہ
(۲۷) حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر عبد الواحد مدظلہ
(۲۸) حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزیؒ
(۲۹) حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
(۳۰) حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنیؒ

معلمین و اساتذہ:

(۱) حضرت مولانا محمد مراد پاک پتنیؒ

(۲) حضرت مولانا محمد صدیق مدنیؒ
(۳) حضرت مولانا محمد سہول بھاگل پوریؒ
(۴) حضرت مولانا منفعت علی دیوبندیؒ
(۵) حضرت مولانا ذوالفقار علی دیوبندیؒ
(۶) حضرت مولانا عبدالحق نافعؒ
(۷) حضرت مولانا عبدالوہاب دربھنگویؒ
(۸) حضرت مولانا عبدالصمد رحمانیؒ
(۹) حضرت مولانا شمس الحق بنگالیؒ
(۱۰) حضرت مولانا محمد سعید بنگالیؒ
(۱۱) حضرت مولانا عرض محمدؒ (بلوچستان)
(۱۲) حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ
(۱۳) حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ
(۱۴) حضرت مولانا سراج احمد رشیدیؒ
(۱۵) حضرت مولانا عبدالسمیع انصاریؒ
(۱۶) حضرت مولانا عبدالحق حقانیؒ
(۱۷) حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ
(۱۸) حضرت مولانا عبدالشکور ترمذیؒ
(۱۹) حضرت مولانا قاری رعایت اللہؒ
(۲۰) حضرت مولانا قاضی سجاد حسین دہلویؒ
(۲۱) حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ

مصنفین و مورخین:

(۱) حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ

(۲) حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ
(۳) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
(۴) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۵) امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ
(۶) حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ
(۷) حضرت مولانا میاں اصغر حسین دیوبندیؒ
(۸) حضرت مولانا اعزاز علی امروہویؒ
(۹) حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ
(۱۰) حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ
(۱۱) حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ
(۱۲) حضرت مولانا عبد الصمد صارم الازہریؒ
(۱۳) حضرت مولانا حامد الانصاری غازیؒ
(۱۴) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ
(۱۵) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ
(۱۶) حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ
(۱۷) حضرت مولانا انوار الحسن شیرکوٹیؒ
(۱۸) حضرت مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھیؒ
(۱۹) حضرت مولانا سید انظر شاہ کشمیریؒ
(۲۰) حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ
(۲۱) حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ
(۲۲) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ
(۲۳) حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

(۲۴) حضرت مولانا محمد اسلم رمزی مدظلہٗ
(۲۵) حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہٗ
(۲۶) حضرت مولانا سید اخلاق حسین قاسمی مدظلہٗ
(۲۷) حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ
(۲۸) حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہٗ
(۲۹) حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہٗ
(۳۰) حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ
(۳۱) حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن بجنویؒ
(۳۲) محترم ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری مدظلہٗ
(۳۳) حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہٗ
(۳۴) حضرت ڈاکٹر علامہ خالد محمود مدظلہٗ
(۳۵) حضرت مولانا مفتی سید سلمان منصور پوری مدظلہٗ
(۳۶) حضرت مولانا عبدالمعبود مدظلہٗ (راول پنڈی)
(۳۷) حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری مدظلہٗ
(۳۸) حضرت مولانا نعیم الدین مدظلہٗ

مبلغین دین اسلام:

(۱) حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ
(۲) حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ
(۳) حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ
(۴) حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ
(۵) حضرت مولانا سید معظم علی شاہؒ
(۶) حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ

(۷) حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

(۸) حضرت مولانا قاری لطف اللہؒ

(۹) حضرت مولانا دوست محمد قریشیؒ

(۱۰) حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

(۱۱) امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

(۱۲) خطیب الامت حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ

(۱۳) حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ

(۱۴) حضرت مولانا عبدالستار مدظلہ

(۱۵) حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ

(۱۶) حضرت مولانا تنویر الحق تھانوی مدظلہ

مجاہدین وقایدین ملت:

(۱) امام المجاہدین حضرت مولانا سید احمد شہید بریلویؒ

(۲) حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلویؒ

(۳) اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ

(۴) سیدنا الامام الکبیر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

(۵) امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

(۶) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندیؒ

(۷) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

(۸) امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ

(۹) اسیر مالٹا حضرت مولانا عزیر گل سخاکوٹیؒ

(۱۰) حضرت مولانا محمد میاں منصور انصاریؒ

(۱۱) حضرت مولانا سیف الرحمٰنؒ (کابلی)

(۱۲) حضرت مولانا فضل ربیؒ (افغانستان)
(۱۳) حضرت مولانا عبدالرزاقؒ (چیف جسٹس افغانستان)
(۱۴) حضرت مولانا خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ
(۱۵) رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ
(۱۶) امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
(۱۷) حضرت مولانا محمد صادق سندھیؒ
(۱۸) امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ
(۱۹) مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ
(۲۰) سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ
(۲۱) مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ
(۲۲) مورخ ملت حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ
(۲۳) مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ
(۲۴) اسیر مالٹا حضرت مولانا سید محمود احمد مدنیؒ
(۲۵) فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ
(۲۶) حضرت مولانا سید ارشد مدنی مدظلہٗ
(۲۷) حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمانیؒ
(۲۸) حضرت مولانا سید اصلح الحسینی مدظلہٗ
(۲۹) حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ
(۳۰) امیر المومنین حضرت مولانا ملا محمد عمر مدظلہٗ

ائمۂ سلوک، مشائخ کرام وصوفیائے عظام:

(۱) اعلیٰ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ
(۲) امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

(۳) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندیؒ
(۴) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
(۵) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۶) حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ
(۷) حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ
(۸) حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ
(۹) حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنیؒ
(۱۰) حضرت مولانا خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ
(۱۱) امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ
(۱۲) حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ
(۱۳) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنیؒ
(۱۴) حضرت مولانا تاج محمود امروٹیؒ
(۱۵) حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجویؒ
(۱۶) حضر۔۔ مولانا سید زوار حسین شاہؒ
(۱۷) حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ
(۱۸) حضرت مولانا سید حامد میاںؒ دیوبندی
(۱۹) حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ
(۲۰) فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ
(۲۱) جملہ خلفائے کرام حضرت حکیم الامت تھانویؒ
(۲۲) جملہ خلفائے کرام حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ
(۲۳) جملہ خلفائے کرام حضرت شیخ الحدیثؒ
(۲۴) حضرت مولانا سید ارشد مدنی مدظلہٗ

(۲۵) حضرت مولانا نعیم الدین مدظلہ (لاہور)

(۲۶) حضرت مولانا رشید میاں مدظلہ

(۲۷) حضرت مولانا سید محمود میاں مدظلہ (رائے ونڈ)

(۲۸) سید الخطاطین حضرت مولانا سید انور حسین شاہ نفیس رقم

قراء عظام:

(۱) حضرت مولانا قاری حبیب الرحمٰن شیروانیؒ، صدر یار جنگ، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن مکیؒ اور حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتیؒ

(۲) امام ربانی حضرت مولانا قاری رشید احمد گنگوہیؒ۔ مستند عربک کالج دہلی۔

(۳) شیخ الہند حضرت مولانا قاری محمود حسن دیوبندیؒ، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتیؒ

(۴) مفتی اعظم حضرت مولانا قاری عزیز الرحمٰن عثمانیؒ

(۵) حکیم الامت حضرت مولانا قاری اشرف علی تھانویؒ، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبداللہ مہاجر مکیؒ

(۶) شیخ الاسلام حضرت مولانا قاری سید حسین احمد مدنیؒ، مستند درس گاہ مسجد نبوی علیہ السلام، مدینۂ منورہ

(۷) افضل المفسرین حضرت مولانا علامہ قاری شبیر احمد عثمانیؒ، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالوحید الٰہ آبادیؒ

(۸) حضرت مولانا قاری رحیم اللہ بجنوریؒ: مستند دارالعلوم دیوبند

(۹) حضرت مولانا قاری خلیل احمد سہارن پوریؒ

(۱۰) شیخ الحدیث حضرت مولانا قاری محمد زکریا مہاجر مدنیؒ، تلمیذ حضرت قاری حسن الشاعر مدنیؒ

(۱۱) مؤرخ ملت حضرت مولانا قاری سید محمد میاں دیوبندیؒ، تلمیذ حضرت مولانا قاری

عبدالوحید الٰہ آبادیؒ

(۱۲) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالوحید الٰہ آبادیؒ

(۱۳) حضرت مولانا قاری محمد طاہر قاسمیؒ، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالوحید الٰہ آبادیؒ

(۱۴) امیر شریعت حضرت مولانا قاری سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

(۱۵) شیخ طریقت حضرت مولانا قاری سید حامد میاںؒ، تلمیذ حضرت مولانا قاری حفظ الرحمٰن دیوبندیؒ

(۱۶) مولانا پروفیسر سید انوار الحسن شیر کوٹیؒ، تلمیذ حضرت مولانا قاری محمد یامینؒ

(۱۷) سحبان الہند حضرت مولانا قاری احمد سعید دہلویؒ

(۱۸) حضرت مولانا قاری عبدالحی لکھنویؒ، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن مکیؒ

(۱۹) امام الہند حضرت مولانا قاری ابوالکلام آزادؒ، مستند درس گاہ حرم مکہ مکرمہ

(۲۰) حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہٗ (مصنف ''تاریخ قرآن'' وکتب کثیرہ) تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالمالکؒ، حضرت مولانا قاری سید حامد حسینؒ

(۲۱) مفسر قرآن حضرت مولانا قاری سید اخلاق حسین قاسمی مدظلہٗ تلمیذ حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہٗ

(۲۲) حضرت مولانا قاری محمد احمد قادری مدظلہٗ تلمیذ حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہٗ

(۲۳) حضرت مولانا قاری سید ارشد مدنی مدظلہٗ مستند دارالعلوم دیوبند

(۲۴) حضرت مولانا قاری مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہٗ، تلمیذ حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہٗ

(۲۵) حضرت مولانا قاری مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالعزیز شوقیؒ

(۲۶) حضرت مولانا قاری مشرف علی تھانویؒ، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالعزیز شوقیؒ

(۲۷)مولانا محمود اشرف عثمانی، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالعزیز شوقیؒ

(۲۸)حضرت مولانا قاری سید محمود میاں مدظلہٗ،تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن ڈیرویؒ

(۲۹) حضرت مولانا قاری ڈاکٹر مفتی عبدالواحد مدظلہٗ، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن ڈیرویؒ

(۳۰)حضرت مولانا قاری نعیم الدین مدظلہٗ تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن ڈیرویؒ

صحافی:

(۱)حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ (ماہنامہ القاسم/الرشید۔دیوبند)

(۲)حضرت مولانا سعید احمد اکبرآبادیؒ (ماہنامہ برہان دہلی)

(۳)حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ (ماہنامہ الفرقان لکھنو)

(۴)حضرت مولانا سید ازہر شاہ قیصرؒ (ماہنامہ دارالعلوم دیوبند)

(۵)حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ (ماہنامہ تذکرہ دیوبند)

(۶)حضرت مولانا عزیر احمد قاسمیؒ (روزنامہ الجمعیۃ دہلی)

(۷)حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ (ماہنامہ بینات کراچی)

(۸)حضرت مولانا سید حامد میاںؒ (ماہنامہ انوار مدینہ لاہور)

(۹)حضرت مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی مدظلہٗ (ماہنامہ دارالعلوم دیوبند)

(۱۰)حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ (ماہنامہ البلاغ کراچی)

(۱۱)حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہٗ (ماہنامہ بینات کراچی)

(۱۲)حضرت مولانا سید محمود میاں مدظلہٗ (ماہنامہ انوار مدینہ لاہور)

(۱۳)حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہٗ (ماہنامہ القاسم نوشہرہ)

(۱۴)حضرت مولانا تنویر الحق تھانوی مدظلہٗ (ماہنامہ حق نوائے احتشام کراچی)

(۱۵)حضرت مولانا محمد فیاض خان سواتی مدظلہٗ (ماہنامہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ)

(۱۶)مولانا سمیع الحق (ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک)

(۱۷) مولانا سعید الرحمٰن علویؒ (ہفت روزہ خدام الدین لاہور)

ادباء و شعراء:

(۱) اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ

(۲) حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

(۳) حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ

(۴) مفتی اعظم حضرت مولانا کفایت اللہ دہلویؒ

(۵) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ

(۶) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع عثمانیؒ

(۷) حضرت مولانا علامہ عبدالرشید نسیم طالوتؒ

(۸) علامہ انور صابری دیوبندیؒ

(۹) حضرت اکبر الٰہ آبادیؒ

(۱۰) حضرت مولانا عبدالسنان دیوبندیؒ

(۱۱) حضرت سید نفیس الحسینیؒ

(۱۲) حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ

نوٹ:

گذشتہ صفحات میں اکابر علمائے دیوبند کی قرآنی، حدیثی اور رد قادیانیت پر خدمات کی ایک مختصر جھلک پیش کی گئی ہے اور یہاں طبقات علمائے دیوبند کی فہرست دی گئی۔ اس میں اضافے کی بہت گنجائش ہے۔ یہ صرف ایک نمونہ ہے۔ واضح رہے کہ یہی وہ علما اور ان کی تصانیف ہیں جس کے متعلق "اعلیٰ حضرت" نے فرمایا:

"کسی عاقل کے ہاں دیوبندیوں کی کتابیں تھوکنے کے بھی لائق نہیں ہیں، بلکہ ان پر پیشاب کرنا اپنے پیشاب کو مزید ناپاک کرنا ہے۔"

(سبحان السبوح: ص ۷۵ کا حاشیہ)

مزید فرماتے ہیں:

''دیوبندیوں کی کتابیں ہندوؤں کی پوتھیوں سے بدتر ہیں، ان کی کتابوں کو دیکھنا حرام ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ: ج۲،ص۱۳۶)

مزید فرماتے ہیں:

''عالم کامل کو بھی ان کی کتابیں دیکھنا ناجائز ہے کہ انسان ہے، ممکن ہے کہ کوئی بات معاذ اللہ دل میں جم جائے اور ہلاک ہوجائے۔''

(ملفوظات اعلیٰ حضرت: ج۳ص۱۷۱)

اورلطف کی بات یہ کہ بریلویوں کے مدارس میں درس نظامی کی کتب اور صحاح ستہ اور ان کی شروحات وہی پڑھائی جاتی اور مطالعہ میں رکھی جاتی ہیں جن پر اکابر علمائے دیوبند نے کام کیا اور انہیں تالیف وتصنیف کیا۔

دارالعلوم دیوبند ایک رضاخانی کی نظر میں:

لاہور کے مشہور روزنامہ اخبار ''سیاست'' کے ایڈیٹر سید حبیب صاحب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے ہم نوا وہم مشرب ہیں، ان کی رائے دارالعلوم دیوبند کے بارے میں اس لیے لکھ رہا ہوں تاکہ ''الفضل ماشهدت به الاعداء'' کی مصداق ہوکر رضاخانیت کے گھر کو گھر کے چراغ ہی سے آگ لگ جائے۔ ملاحظہ کیجیے، وہ لکھتے ہیں:

''جہاں تک تحفظ دین، تردید مخالفین اور اصلاح مسلمین کا تعلق ہے دارالعلوم دیوبند کے مدرسین و مبلغین کا حصہ سارے ہندوستان سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ مثال کے طور پر ان غیر محدود کوششوں کو ملاحظہ کرلیا جائے جو آریہ سماج نے اسلام کے خلاف کیں، تو آپ کو روز روشن کی طرح نظر آئے گا کہ ان مساعی کے مقابلے میں سب سے زیادہ نمایاں طریق پر جو سینہ سپر ہوا وہ مدرسۂ عالیہ دیوبند ہے اور دعوے سے کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستان (میں) دین حنیف، علوم عربیہ، تفسیر، حدیث اور فقہ کے چرچے

بعونہٖ تعالیٰ بہت حد تک دیوبند کے وجود مسعود کی وجہ سے قایم ہیں"۔

(سیاست۔لاہور: مورخہ ۲۷؍جون ۱۹۲۷ء)

اخبار "عصر جدید" کلکتہ دارالعلوم دیوبند کی تحسین و تعریف کرتا ہوا لکھتا ہے:

"دارالعلوم دیوبند اسلام کی جو مذہبی اور تعلیمی خدمت انجام دے رہا ہے اور مغربی تہذیب و تمدن کے سیلاب سے جس طرح اس نے اسلامی ہند کی روحانی عمارت کو محفوظ کر رکھا ہے ہندوستان کے طویل و عریض براعظم کا ایک ایک گوشہ اس کی گواہی دے سکتا ہے۔ ایسے وقت میں جب کہ علوم جدیدہ کی روشنی نے ظاہر بین نظروں کو خیرہ کر دیا تھا، جب کہ دنیاوی عزت اور مناصب کی کشش اچھے اچھے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی، جب کہ لوگ مذہب سے بے پرواہ اور مذہبی تعلیم کی طرف سے غافل ہو چکے تھے اور قال اللہ و قال الرسول کی مقدس آواز نئی تعلیم کے نقارخانے میں دب گئی تھی اور مغربی تعلیم و تمدن کے شور و غوغا سے مغلوب ہو چکی تھی، اس نازک وقت میں دیوبند اور صرف دیوبند تھا جو قرآن و حدیث کے علم کو سنبھالے ہوئے کھڑا رہا۔ ملک کی غفلتوں اور سرد مہریوں کی آندھی نے رہ رہ کر اس کو گرانا چاہا، مگر وہ پہاڑ کی طرح قایم رہا۔ فاتح تہذیب کی خندہ زنی اس کو اپنی قدامت سے منحرف نہ کر سکی۔ نئی تعلیم کے سیلاب نے چاہا کہ اپنی رو میں اسے بہا لے جائے، مگر کس مپرسی کے باوجود وہ ایک طرف اپنے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کا مقابلہ کرتا رہا اور دوسری طرف اپنی روحانیت کی روشنی ملک کے ہر ہر گوشے میں پہنچاتا رہا۔ یہاں تک کہ مسلسل جد و جہد کے بعد آج نہ صرف پشاور اور رنگون بلکہ قفقاز، موصل، بخارا اور اسلامی دنیا کے ہر حصے سے فدائیان قرآن و حدیث آ آ کر پروانہ وار اس کے گرد جمع ہیں"۔ (عصر جدید۔کلکتہ: ۱۳؍اکتوبر ۱۹۳۶ء)

لیکن افسوس ایسی مقدس جماعت جس کی حق پرستی، صداقت شعاری، دینی خدمتیں، علمی کارنامے آفتاب سے زیادہ روشن ہیں، اس کی مخالفت بلکہ تکفیر و تفسیق میں

رضا خانی سرغنے اپنی متاع حیات بے دریغ لٹا رہے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے علمائے دیوبند اور ان کے نام لیواؤں کا منظم ومضبوط قافلہ بڑی سرعت وتیزی سے مذہبی تعلیمات کی نشر واشاعت، دین الٰہی کی تعلیم وتبلیغ کرتا ہوا اسلامی خدمات کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے اور بریلی کے بارگاہ رضویہ کے "سگ وشیر" غوغا تکفیر میں مبتلا ہیں اور رشک وحسد کی چنگاریوں سے کھیل رہے ہیں۔ سچ ہے ؂

مہ نوری نشاند وسگ بانگ می زند

اور ایک پر لطف بات یہ بھی ملاحظہ کیجیے کہ خان صاحب بریلوی نے اپنے ایک خواب کی تعبیر یہ بیان فرمائی ہے کہ

"وہابیہ (دیوبندیہ) کی دعوت بند ہوگی اور اہل سنت کی ترقی ہوگی"۔

(ملفوظات: ج۱، ص۱۱۸)

چوں کہ علمائے دیوبند صحیح معنوں میں سچے وپکے اہل سنت ہیں اس لیے خان صاحب بریلوی کی یہ تعبیر دعا بھی اپنے فرقے کو چھوڑ کر اسی دیوبندی جماعت حق میں منظور کی گئی، کیوں کہ مشاہدہ یہ ثابت کر رہا ہے کہ دیوبندی جماعت ترقی کر رہی ہے اور رضا خانیت کی دعوت بند ہو رہی ہے(۱)۔ ؂

مانگا کریں گے رب سے دعا ہجر یار کی
آخر کو دشمنی ہے دعا کو اثر کے ساتھ

---

(۱) بریلویوں کا خدشہ: پاکستان کی رویت ہلال کمیٹی کے موجودہ چیئرمین مفتی منیب الرحمن نے اپنے ایک معتبر دیوبندی دوست (جو رویت ہلال کمیٹی کے رکن تھے، کوئٹہ کے رہنے والے ہیں) سے یہ کہا کہ دیوبندیت پھل پھول رہی ہے اور خود ہی اس کی وجہ یہ بیان کی کہ بریلویوں کا پیسہ عرس اور اس میں رنڈیوں کے ناچ میں لگ رہا، مزارات کو عالی شان بنانے پر لگ رہا ہے۔ ہمارے یہاں علمی کوئی کام نہیں ہو رہا۔ جب کہ دیوبندیوں کا پیسہ عالی شان مدارس کی تعمیر اور پھر ان مدارس سے بہترین علما کو پیدا کرنے میں لگ رہا ہے۔ جتنی شروحات حدیث اور ان کی تفاسیر اور علمی خدمات تصانیف ان کے یہاں ہے وہ ہمارے یہاں نہیں۔ اس لیے بریلویت خود دم توڑ رہی ہے۔ لاقال۔ ۶/ مارچ ۲۰۰۹ء (ابو نافع)

مولانا غریب اللہ صاحب مانکی فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ موضع سالار گاہ ضلع راول پنڈی میں حضرات علمائے دیوبند کے کفر وایمان کے متعلق مولوی بہادر دین صاحب امام مسجد دیہہ مذکور اور محمد اشرف خان صاحب کے مابین تنازعہ رونما ہوا۔ تنازعہ نے مناظرے کی صورت اختیار کر لی اور دونوں طرف کے علما مقرر شدہ دن موضع سالار گاہ میں پہنچ گئے۔ مناظرہ سے چند معززین اہل دیہہ نے تجویز پیش کی کہ بجائے مناظرہ کے دونوں فریق اس جھگڑے میں پیر صاحب گولڑہ شریف (حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحبؒ) کو ثالث مان لیں۔ چناں چہ اس بات پر دونوں فریق کا اتفاق ہوگیا اور دونوں طرف کے افراد گولڑہ شریف حاضر ہوئے۔ وہاں حضرت پیر صاحبؒ کی خدمت میں مسئلہ پیش کیا کہ اشرف خان کہتا ہے کہ "جو امام ان پانچ حضرات (۱) حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ (۲) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (۳) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (۴) حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھویؒ (۵) حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو کافر نہ کہے اس کے پیچھے نماز جایز نہیں۔"

حضرت پیر صاحبؒ کو یہ بات ناگوار گزری اور فرمایا کہ "اگر یہ پانچ بزرگ مسلمان نہیں تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں اور جو امام ان پانچ بزرگوں کی تکفیر کرے اس کے پیچھے نماز جایز نہیں۔"

یہی بات دربار گولڑہ شریف کے مفتی مولانا قاری غلام محمد صاحبؒ نے اس تحریر کے نیچے لکھ دی۔ (ضرب شمشیر: ص ۵۱-۵۰)

باب (۸)

رضا خانیوں کا علمائے دیوبند کی تکفیر کرنا منشائے نبوت کے خلاف ہے

تعجب و حیرت ہے کہ رضا خانیوں کی شدید مخالفتوں، طوفانی سرگرمیوں، تکفیری ہنگاموں کے باوجود یہ دیوبندی جماعت بجائے کم ہونے کے روز بروز بڑھتی و پھیلتی جارہی ہے اور اس کی اسلامی خدمتوں، علمی کارناموں میں دن دونی رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے۔ یہ بلندی و ترقی کسی مادی طاقت و دولت کی فراوانی و زیادتی سے نہیں ہے بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور رضا خانیوں کے عقیدے کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و رغبت، امر و مشیت کی وجہ سے ہے۔ ورنہ اگر آپ اس جماعت سے ناراض و ناخوش ہوتے تو کبھی بھی اس کو اپنے "دین" کی خدمتوں میں نہ مصروف رکھتے اور نہ اس میں ترقی کرنے کا موقع مرحمت فرماتے۔ دیوبندی جماعت کے اس راز ترقی کو بھی رضا خانیوں کے مندرجۂ ذیل عقیدے کی روشنی میں ملاحظہ کیجیے اور اس کے بعد ان کے تکفیری فتووں کی داد خاص دیجیے۔

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے "نایب مطلق" ہیں۔ تمام جہاں حضور کے تحت تصرف کر دیا گیا، جو چاہیں کریں، جسے جو چاہیں دیں، جس سے جو چاہیں واپس لے لیں۔ تمام جہاں میں ان کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں۔ تمام جہاں ان کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں۔ تمام آدمیوں کے مالک ہیں، جو انہیں اپنا مالک نہ جانے حلاوت سنت سے محروم رہے۔ تمام زمین ان کی ملک ہے۔ تمام زمین ان کی جاگیر ہے۔ مَلَكُوتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ حضور کے زیر فرمان جنت و نار کی کنجیاں دست اقدس میں دے دی گئیں۔ رزق و خیر اور

ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور کے عطا کا ایک حصہ ہے۔ احکام تشریعیہ حضور کے قبضے میں کر دیے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرما دیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف کر دیں۔" (بہار شریعت: ج۱، ص۲۲)

جب کہ رضا خانیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی تمام تصرفات عالم کے مالک و حاکم ہیں، آپ ہی بہ ذات خود اور بہ نفس نفیس رزق و خیر، عزت و رفعت، ترقی و بلندی، حکومت و سلطنت بلکہ تمام نعمتوں و فضیلتوں کے تقسیم کرنے والے ہیں، جس کو چاہیں دیں اور جس سے جو چاہیں واپس لے لیں، تمام جہاں میں آپ کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں ہے۔ تو اس عقیدے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دار العلوم دیوبند اور اس کے ارکان و ممبران و دیگر متعلقین کو دینی و دنیاوی عزت و رفعت، عظمت و فضیلت، مذہبی خدمات کی جو سعادت حاصل ہے اور جو کچھ اس میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے یہ سب کچھ حضرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا و بخشش، عنایت و مرحمت، رضا مندی و خوش نودی کا نتیجہ ہے اور اس جماعت حقہ کے اکابر و بزرگوں کا بار بار حج بیت اللہ و زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مکۂ مکرمہ و مدینۂ طیبہ آنا و جانا بلکہ بعضوں کا ترک وطن کر کے اس مقدس سرزمین میں مقیم ہونا، پھر اس کے بعد "جنت المعلیٰ" یا جوار رسول "جنت البقیع" میں دفن ہو کر "سند نجات" حاصل کر لینا، جیسا کہ حضرت مولانا شاہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ، حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ، مولانا حافظ محمد سعید صاحبؒ ناظم مدرسہ صولتیہ مکۂ مکرمہ، مولانا صدیق احمد صاحبؒ و مولانا سید احمد صاحبؒ ٹانڈوی (فیض آبادی) ناظم مدرسۂ شرعیہ مدینۂ منورہ، مولانا قاری محمد اسحاق صاحبؒ ناظم مدرسۂ فخریہ عثمانیہ، مولانا خلیل احمد صاحبؒ سہارن پوری ناظم مدرسۂ مظاہر علوم سہارن پور و دیگر اکابر و بزرگان (۱) دیوبند

(۱) اس کتاب کے ضمائم میں ایک حصہ جنت المعلیٰ اور جنت البقیع میں جو علمائے دیوبند آرام فرما ہیں ان کی اجمالی فہرست دی گئی ہے۔ (ابو نافع)

نے عشق رسول سے سرشار ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ''جوار مبارک'' میں اقامت اختیار کی اور بالآخر آپ ہی کے قدم مبارک کے زیر سایہ اپنی جان عزیز کو جہان آفرین کے سپرد کرنے کے بعد آپ ہی کے جوار رحمت میں آج بہ آرام وراحت ابدی نیند سو رہے ہیں۔

یہ واقعات ثابت کر رہے ہیں کہ دیوبندی جماعت نہ صرف حق پرست، صداقت شعار ہی ہے بلکہ حضور اقدس جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ، برگزیدہ اور محبوب ومقبول بھی ہے۔ ورنہ اگر بالفرض یہ جماعت اور اس کے اکابر معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اور آپ کی توہین کرنے والے ہوتے.... جیسا کہ رضا خانی حضرات پروپیگنڈا کرتے ہیں، تو بتلایئے کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صاحب مطلق ''حاکم ومالک'' ہونے کے باوجود اپنے دشمنوں اور توہین کرنے والوں کو یہ عزت وعظمت عطا فرماتے؟ اور اپنے پسندیدہ دین اسلام اور اپنی احادیث مقدسہ کی خدمات ان لوگوں کے سپرد کر کے اس میں ان کو ترقی مرحمت فرماتے؟ اور ان لوگوں کو بار بار اپنے پاس بلا کر عزت وراحت کے ساتھ رکھتے؟ اور پھر اپنے ہی پڑوس میں ان کے دفن کی اجازت دے کر ان کے ایمان واسلام بلکہ جنت ونجات پر مہر تصدیق ثبت کر دیتے؟ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرات دیوبند کا یہ مقدس گروہ حضرت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدگی وبرگزیدگی کا نہ صرف محور ہے بلکہ آپ کی بے پایاں رحمتوں وعنایتوں کا سرچشمہ وخزانہ ہے، جس کے فیوض وبرکات سے اطراف واکناف عالم کا گوشہ گوشہ سیراب ہو رہا ہے۔ اس صورت میں رضا خانیوں کا دیوبندی جماعت اور اس کے اکابر کی تکفیر وتردید کرنا درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ صرف محبوبوں، پسندیدہ خادموں کی تکفیر وتفسیق ہے بلکہ آپ کے منصب عالی، نیابت مطلقہ، اور اختیار، رضامندی وپسندیدگی، تقسیم عزت وعظمت پر براہ راست ایک ناروا اور ناپاک حملہ کرنا اور آپ کی شان عالی میں کھلی ہوئی گستاخی کرنا ہے۔

تمہیں کرتے ہیں قایل یا خطا میری بتاتے ہیں
مجھے بھی دیکھنا ہے منصفی انصاف والوں کی

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ کتنے مفسدین واشرار (فتنہ وفساد پھیلانے والے) نام نہاد مصلحین کا روپ بدل کر منظر عام پر آئے ہیں اور تبلیغ واصلاح کے نام پر ہنگامہ کشت وخون، بازار قتل وغارت گرم کیا ہے اور کتنے غارت گر ایمان ودشمن اسلام صلحا کے جبہ ودستار تسبیح ومصلی، زہد وتقوی کو لے کر نمودار ہوئے ہیں اور دین ومذہب کے نام پر ایمان واسلام کو بیخ وبن سے اکھاڑ کر پھینک دیا ہے۔ اسی طرح موجودہ زمانے میں رضا خانیوں کا یہ تکفیری فرقہ ہے جو اسلام کی اجارہ داری، عشق رسول کی ٹھیکے داری کے بلند وبانگ پرشور دعوے کے باوجود کس کس انداز سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے سنگین جرم کا ارتکاب کررہا ہے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب جماعت علمائے دیوبند کی تکفیر وتردید سے باز نہیں آرہا ہے، لیکن یہ یاد رہے۔

رنگ جب محشر میں لائے گی تو اڑ جائے گا رنگ
یوں نہ کہیے سرخی خون شہیداں کچھ نہیں

اب(۹)

رضاخانیوں کی تکفیری مہم کا آغاز

حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیلؒ، شہید ملت کی تکفیر:

اس میں کچھ شک نہیں کہ جس فرقے کے رد واستیصال میں خان صاحب بریلوی کی بہ کثرت تحریریں اوران کے زبان وقلم کی بے شمار برق رفتار حرکتیں موجود ہیں وہ علمائے دیوبند کے اکابر عظام ہیں۔ چناں چہ سب سے پہلے بڑے خان صاحب نے ولی اللٰہی خان دان کے چشم وچراغ علمی وروحانی وارث حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کی ذات گرامی کو اپنی تکفیری تیراندازیوں کا نشانہ بنایا اوراب تک اس راہ خدا کے شہید کو بلا وجہ وبلا سبب اپنے تکفیری کلاموں اور بدگوئیوں کا تختۂ مشق بنارکھا ہے۔ کوئی گندہ سے گندہ اور چھوٹے سے چھوٹا الزام نہ ہوگا جس کو آپ کی طرف منسوب کرکے آپ کی تکفیر وتفسیق نہ کی گئی ہو۔ خان صاحب مذکور نے محض آپ کے کفر وارتداد پر دو مستقل کتابیں "الکوکبۃ الشہابیہ"، "وسل السیوف الھندیہ" لکھی ہیں، جس میں زبان کی شائستگی، اخلاق کی پاکیزگی کا ایک شان دار ریکارڈ محفوظ ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس سلسلے میں ایسی کوئی کتاب نہیں ہے جس میں حضرت شہیدؒ کو بے نقط گالیاں دے کر اپنی تہذیب وشرافت کا روشن ثبوت نہ پیش کیا ہو۔ پھر تو اس کے بعد ان کی بارگاہ کے بڑے بڑے مشہور غلاموں نے آپ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی میں اس زوروشور سے "غوغائے تکفیر" برپا کررکھی ہے کہ شرافت وانسانیت بھی تھرا کر "الامان والحفیظ" کی صدا بلند کررہی ہے۔ یہاں تک کہ ان کے دربار کے کتنے نام ور خدام وجاروب کش (بھنگی ومہتر) اس تکفیری لکیر کو اپنی تحریری وتقریری لاٹھیوں سے اس بدحواسی سے پیٹ رہے ہیں کہ لاٹھیاں ٹوٹ جاتی ہیں اورخود بھی زخمی ہوجاتے

لیکن اس تکفیری حرکت سے باز نہیں آتے۔ چناں چہ خان صاحب بریلوی حضرت شہیدؒ کی جانب ستر ستر ہزار بلکہ بے شمار کفریات وشرکیات منسوب کرنے کے بعد یہ قطعی فیصلہ کرتے ہیں کہ

”بالجملہ ماہ ومہر نیم روز کی طرح ظاہر وزاہر کہ اس فرقۂ متفرقہ یعنی وہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر جزماً قطعاً اجماعاً بہ وجوہ کثیر کفر لازم اور بلاشبہ جماہیر فقہائے کرام واصحاب فتویٰ اکابر واعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد وکافر بہ اجماع ائمہ ان سب پر اپنے کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ ورجوع اور از سرنو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض وواجب“۔

(الکوکبۃ الشہابیۃ: ص ۵۴، مطبوعہ بار پنجم)

اس کے علاوہ بریلی کے بڑے خان صاحب نے اپنی کتاب **الاستمداد علی اجیال الارتداد، سل السیوف الهندیه، الکوکبة الشهابیة** اور فتاویٰ رضویہ: ج۱، ص ۴۶، اور ۴۵۷ میں بھی بہت سے گندے الزامات حضرت امام شہیدؒ کی جانب منسوب کرکے آپ کے کفروارتداد پر مہر لگادی ہے۔

مولوی حشمت علی پیلی بھیتی جو بہ قول خود ”مظہر اعلیٰ حضرت“ ہوکر ”کریلا اور نیم چڑھا“ بن گئے ہیں، وہ اپنی مشہور کتاب **تجانب اهل السنة عن اهل الفتنه** (۱)

(۱) بریلوی ”تہذیب“ کے نمونے: امام الوہابیہ کی طرف ایک نایاب کتاب تجانب اہل السنۃ نامی ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء میں شائع ہوئی ہے جس کے سرورق پر بہ حیثیت مصنف مولوی محمد طیب داناپوری کا نام ظاہر کیا گیا ہے، لیکن جہاں تک طرز تحریر وشیریں کلامی وشایستہ زبانی کا تعلق ہے وہ علی الاعلان کہہ رہا ہے کہ اس پردۂ تجانب میں مولانا حشمت علی جیسا کوئی معشوق ہے۔ اس لیے کہ حقیقی وباطنی مصنف مولوی صاحب مذکور ہیں۔ نیز آپ نے اس کتاب پر تصدیق وتقریظ بھی لکھی ہے۔ نہیں معلوم آپ کو باوجود مظہر اعلیٰ حضرت وشیر بیشۂ سنت ہونے کے چھوٹی کلاس میں ایسی تنگ جگہ ملی ہے کہ آپ نے بہت ہی مختصر عبارت میں اس کی تصدیق کی ہے۔ حالاں کہ آپ اپنی ”مشہور اداؤں“ کی وجہ سے اول درجے کے مستحق اور مشہور زبان درازی کی وجہ سے کشادہ وسیع جگہ کے حق دار تھے۔ بہرحال یہ ایک ایسا معمہ ہے جس کا حل باوجود انعامی شہرت کے ذرا دشوار ہے، اس لیے اس تصدیق وتائید کی وجہ سے آپ کو بہ حیثیت مصنف مخاطب کرنا کچھ بے جا نہیں ہے اور چوں کہ اس قسم کی کارگذاری ←←←

ص ۵ میں امام شہیدؒ کو جن الفاظ سے یاد کیا ہے وہ ان کی تہذیب و اخلاق کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ

(۱) ''امام الوہابیہ کا......... اس سے بڑھ کر نجس اور گندا کفر کون سا متصور ہوسکتا ہے؟ جو لوگ وہابیہ ہوں یا غیر مقلدین ایسے کفریات صریحہ کے معتقد ہیں، وہ سب بہ حکم شریعت کافر مرتد ہیں۔''

(۲) ہمارے زمانے کے وہابیہ غیر مقلدین بھی عموماً تقویۃ الایمان کی جملہ عبارات کثیرہ ملعونہ کو ان کے مفاہیم صریحہ کفریہ پر حق و صحیح مانتے۔ لہٰذا بہ حکم شریعت مطہرہ ان پر بھی بعینہٖ وہ حکم شرعی (کفر و ارتداد کا) ہے جو دیوبندیہ مرتدین پر ہے۔'' (تجانب اہل السنۃ: ص ۱۱)

(۳) اسمٰعیل دہلوی رکن ایمان کو محض خبط کہہ کر کافر ہوا، جب وہ کافر تو اس کے تمبع اس کے معتقد تم اور دیو بندی سب کافر ہوئے''۔

(کشف ضلال دیو بند کا حاشیہ: ص ۸۴)

اس کے علاوہ رضا خانیت کے ہر چھوٹے بڑے حضرت نے امام شہیدؒ پر اپنی تہذیب و شرافت کو بالائے طاق رکھ کر کفر و ارتداد کی ایسی سنگ باری کی ہے کہ جس

←←← آپ کے اعلیٰ حضرت اور خود آپ نے بھی کی ہے، اس بنیاد پر میں نے بھی آپ کو بہ حیثیت مصنف مخاطب کیا ہے۔ یہ دنیا جانتی ہے کہ کتاب ''براہین قاطعہ'' کے مصنف حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھویؒ ہیں اور آپ کا نام بھی بہ حیثیت مصنف دیباچۂ کتاب میں درج ہے، لیکن چوں کہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کی اس کتاب پر تصدیق درج ہے اس وجہ سے خان صاحب بریلوی نے ''الاستمداد'' اور ''خاص الاعتقاد'' وغیرہ میں حضرت مولانا گنگوہی کو براہین قاطعہ کا بہ حیثیت مصنف کے یاد کیا ہے اور خود مولوی حشمت علی بھی اس روش کی ہادی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''ملعون کتاب ''براہین قاطعہ'' کے اصل مصنف گنگوہی اور ظاہری مؤلف انبیٹھی''۔

(تجانب اہل السنت: ص ۳۱۳)

اس طرح میں بھی عرض کرتا ہوں کہ طرز تحریر و تصدیق کی وجہ سے ''تجانب اہل السنۃ'' کے اصل مصنف پیلی بھیتی اور ظاہری مؤلف داناپوری ہیں۔ اس وجہ سے میں نے اس کتاب میں جا بجا مولوی حشمت علی کو تجانب کے مصنف کی حیثیت سے یاد کیا ہے۔ (نور محمد)

سے اخلاق وشرافت کے آب گینے چور چور ہو گئے ہیں۔

حضرت سید احمد شہیدؒ کی تکفیر:

جب کہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور ان کی پارٹی نے حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے بارے میں ایسا شدید تکفیری فتوی صادر کیا کہ

"جو ان کے کفر میں شک کرے یا ان کو اچھا جانے تو وہ بھی کافر ہے"۔

تو اس بنیاد پر قطعی حیثیت سے یہ لازم آتا ہے کہ حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کے ہزار ہا مریدین ومعتقدین بھی معاذ اللہ کافر و بے ایمان ہیں۔ کیوں کہ آخر وقت تک آپ مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ کے مومن کامل، عارف باللہ، محافظ دین وشریعت، مجاہد ملت ہونے پر یقین رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ ابھی حال میں ایک کتاب "تاریخ اعیان وہابیہ" قومی پریس کان پور میں طبع ہو کر شائع ہوئی ہے، جس کے مصنف مولوی محبوب علی خان صاحب خطیب جامع مسجد مدن پورہ بمبئی ہیں۔ آپ کی تہذیب واخلاق، علم وکمال کے ثبوت میں مولوی حشمت علی بالقابہ کا چھوٹا بھائی ہونا ضرورت سے زیادہ کافی ہے۔ آپ نے اس کتاب میں حضرت سید احمد شہیدؒ کو جن گندے وگھنونے الفاظ سے یاد کیا ہے اگر اس سے ایک طرف آپ پر "بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ" کی کہاوت پوری پوری صادق آتی ہے تو دوسری طرف اخلاق وتہذیب کی پیشانی عرق آلود ہو کر حیرت سے پوچھتی ہے: کیا یہی لوگ اسلامی تہذیب کے واحد علم بردار اور ایمان واخلاق کے تنہا ٹھیکے دار و نگرانِ کار ہیں؟ ع

تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو

قارئین کرام! اپنے کلیجے پر صبر وتحمل کی سل رکھ کر ان عمامہ بند مہذبوں کی تہذیب وشرافت کے چند نادر نمونے ملاحظہ کریں:

(۱) "سید احمد صاحب کو عیاری، مکاری، جعل سازی میں بڑا کمال حاصل تھا۔ وہ انگریزوں کے بڑے کامیاب ایجنٹ وآلۂ کار تھے۔"

(تاریخ اعیان وہابیہ: ص ۱۸)

(۲) ''سید احمد مفرور از میدان جہاد انگریزوں کے تنخواہ دار اور پکے ایجنٹ اور پٹھو تھے۔'' (بحوالہ مذکور ص ۲۱)

(۳) ''اور سید احمد مفرور تھیوی اور ان کے ذناب مولوی ہی خلنائے سواور اللہ تعالیٰ سے بے نیاز اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نیاز اور بے شرم ہے بے غیرت، بے حیا اور مسلمانوں کی مفید تحریکوں کو مٹانے والا اور انگریز کے پولیٹیکل ایجنٹ اور دشمنان اسلام کے پٹھو ہیں۔ (ص ۲۱)

(۴) ''سید احمد مفرور مغضوب کی شان بھی معلوم فرمائیں تو سنیے: سید احمد انتہائی غبی، کند ذہن تھے۔''

(۵) ''بہر حال سید احمد بناوٹی شہید مفرور اور وہابیوں کے واجب الاطاعۃ امیر المومنین نرے جاہل اجہل ہی رہ گئے۔'' (ص ۲۶)

(۶) ''وہابیوں دیوبندیوں کے امیر و شہید اور جنگ آزادی کے بناپتی علم بردار، دین کے دشمن، اسلام کے غدار اور علمائے سواور خدا اور رسول سے بے نیاز''۔ (ص ۲۷)

(۷) ''انگریزوں نے دونوں دین فروشوں کو روپے سے خرید کر اپنے کار خاص کے حصول کی غرض سے چھوڑ رکھا تھا اور یہ دونوں کفر دشمن اسلام مسلمین اور ملک و قوم کے غدار تھے۔'' (ص ۲۵)

یہ پوری کتاب گالیوں و بدزبانیوں کا ایک ایسا شان دار مجموعہ اور بھیانک آشیانہ ہے جس سے رضا خانیت کی تہذیب و شرافت کی پیشانی ہمیشہ روشن و تاباں رہے گی۔ جس کا ایک ادنیٰ نمونہ آپ ملاحظہ کر کے رضا خانیت کے گلستان سے اس کی ''اسلامی بہار'' کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ حالاں کہ اس فرقے کے بڑے حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا بدکلامی و بدزبانی کرنے والوں کے حق میں یہ ''فتویٰ'' ہے۔

(۱) ہرگز ایک دوسرے کو برا کہنا جائز نہیں اور فحش و شنام جس سے دہن آلودہ ہو کسی کو بھی نہ چاہیے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت: ج۱، ص ۴۶)

(۲) کسی مسلمان بلکہ کافر ذمی کو بھی بلا حاجت شرعیہ ایسے الفاظ سے پکارنا

یا تعبیر کرنا جس سے اس کی دل شکنی ہو، اسے ایذا پہنچے، شرعاً ناجائز وحرام ہے۔ اگر چہ بات فی نفسہ سچی ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو کسی شخص کو اس کا نام بدل کر پکارے فرشتے اس پر لعنت کریں۔"

(ارادۃ الادب لفاضل النسب: ص ۳)

لطف یہ کہ مولوی حشمت علی بالالقابہ جو بہ قول خود سگِ اعلیٰ حضرت (بڑے حضرت کے کتے) ہیں، وہ بھی گالی بکنے، بدکلامی کرنے کی مذمت کرتے ہیں۔ اگر چہ وہ خود اس فن دشنام دہی کے امام و پیشوا ہیں۔ فرماتے ہیں کہ

"گالیاں بکنا، اشتعال انگیزی کرنا، کسی مہذب اور شریف انسان کا کام نہیں"۔ (تجانب اہل السنت: ص ۳۳۸)

اگر چہ رضا خانیت کے اعلیٰ حضرت و مظہر اعلیٰ حضرت دونوں حسب مراتب اس فن دشنام دہی اور اشتعال انگیزی کے بہ ذات خود امام و پیشوا ہیں، لیکن یہ ایسی خراب وگندی چیز تھی کہ یہ لوگ بھی اس کی مذمت و برائی کیے بغیر نہ رہ سکے، لیکن چوں کہ اس فرقے کے ہر چھوٹے بڑے نے اپنے مخالفین کے حق میں بدترین قسم کی بدکلامی وبدگوئی کی ہے اس لیے اپنے ہی قول وکلام سے تہذیب وشرافت کے دایرے سے خارج ہو گئے یا نہیں؟ اس کا فیصلہ خود ناظرین کرام ہی کر لیں تو اچھا ہوگا، لیکن یہ میں جانتا ہوں کہ ؎

گالی سے کون خوش ہو مگر حسن اتفاق
جو ان کی آرزو تھی مرا مدعا ہوا

اب(۱۰)

اکابر علمائے دیوبند کی تکفیر

حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحبؒ، شمس الاسلام حضرت مولانا گنگوہیؒ، امام المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنیؒ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تکفیر

جناب خان صاحب بریلوی کی ''تکفیری بھوک'' کو حضرت شہیدؒ کی تکفیر و تفسیق ے آسودگی نہ ہوئی تو پھر آپ نے اپنے ''شوق تکفیر'' کو پورا کرنے کے لیے موصوف الصدر بزرگان ملت واساطین امت کو منتخب کیا۔ چناں چہ زندگی بھر وہ خود اور اس کے عد آج تک ان کی امت مذکورۂ بالا بزرگان دین کی تکفیر سازی و بدزبانی میں مصروف ہو کر اپنے نامہ اعمال کی سیاہی اور ان حضرات کے مراتب وحسنات میں اضافہ کر رہی ہے۔ خان صاحب بریلوی نے مذکورۂ بالا بزرگان ملت، محافظین سنت و شریعت کی جانب اپنے دماغ و ذہن کے نکالے ہوئے ایسے ایسے گندے و ناپاک عقیدے منسوب کیے جن کی نقل سے بھی ایمانی روح کانپتی اور اسلامی شرافت سرنگوں ہو جاتی ہے۔ اس فرضی اور دماغی عقیدوں کی بنا پر آپ نے یہ فتویٰ دیا کہ معاذ اللہ یہ مقدس حضرات سب کے سب ایسے قطعی و یقینی کافر و مرتد ہیں کہ جو ان کے کفر وارتداد میں شک کرے یا ان کو اچھا جانے تو وہ بھی کافر و جہنمی ہے۔ اپنی مشہور کتاب ''حسام الحرمین'' میں موصوف الصدر بزرگان ملت کے الگ الگ نام لکھنے کے بعد یہ تحریر کرتے ہیں کہ

''خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ طائفے سب کے سب کافر و مرتد ہیں، باجماع امت اسلام سے خارج ہیں۔'' (ص ۱۱۳)

(۲) سید احمد، خلیل احمد، رشید احمد (۱)، اشرف علی کے کفر میں جو شک کرے وہ خود کافر۔

(۳) اس (حسام الحرمین) میں نانوتوی و دیوبندیوں کی نسبت صاف صریح تصریح ہے کہ من شک فی کفرہ فقد کفر جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔" (عرفان شریعت ج ۱ ص ۲۴)

(۴) اس کے چند سطروں کے بعد مختلف کتابوں سے اپنی تائید و تصدیق میں نقل کرتے ہیں:

"جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔ جماعت ائمہ اعلام کا اتفاق ہے، فرمایا جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہے اور جو اس بات کو اچھا بتائے یا اس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔" (حسام الحرمین ص ۱۱۳)

(۵) حمد و صلوٰۃ کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں، نہ شک کی مجال، بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے، بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں شک نہیں۔"

(حسام الحرمین ص ۴۳)

حالاں کہ اس وقت خان صاحب بریلوی کی زندگی اور اس فتوے کے وقت موصوف الصدر بزرگوں میں سے دو بزرگ امام المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد مہاجر مدنیؒ اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اس دنیا میں تشریف فرما

(۱) ایک لطیفہ، احمد رضا کافر کا بیٹا ہو گیا: احمد رضا بریلوی کے ابا جان نقی علی کی تصانیف میں ایک کتاب تحفۃ المقلدین ہے، جس میں موصوف لکھتے ہیں:

"مولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی علمائے دین اور مومنین صادقین میں سے ہیں۔" (ملخصاً تحفۃ المقلدین ص ۱۵، مطبوعہ صبح صادق پریس سیتاپور)

اپنے ہی فتوے سے اپنے باپ کو کافر بنا دیا اور خود کو کافر کی اولاد۔ (ابو نافع)

تھے۔ ان حضرات نے اپنے تحریری وتقریری بیانوں وتذکروں میں ان منسوب کردہ خبیث عقیدوں سے سخت بے زاری وشدید نفرت ظاہر کی اور بار بار فرمایا بلکہ لکھ کر شائع بھی کیا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے جو عقاید واقوال ہماری طرف منسوب کیے ہیں وہ اتہام وکذب خالص ہے اور یہ خبیث مضمون اشارۃً وکنایۃً تو درکنار اس کا میرے قلب میں کبھی وسوسہ تک بھی نہیں ہوا۔ دیکھو کتاب ''بسط البنان'' اور ''السحاب المدرار''۔ ان تمام توضیحی بیانوں، براءتوں، بے زاریوں کو خان صاحب بریلوی نے بہ چشم خود دیکھا اور آج تک ان کی امت وذریت اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھ رہی ہے، لیکن چوں کہ رضا خانیوں کے ان تکفیری سرگرمیوں، تخریبی فتنوں کی بنیاد، ضد وعناد، بغض وعداوت، ہوا وہوس بلکہ یوں کہیے کہ اپنے معزز پیٹ کی خدمت گذاری اور قبروں کی مال گذاری پر ہے اس لیے ان براءتوں وتوضیحی بیانوں کا ان کی ضدی طبیعتوں، تکفیری ذہنوں پر نہ اثر ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خان صاحب بریلوی جیسے دشمنان حق کے بارے میں سچ فرمایا ہے کہ۔

وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا (سورۂ نمل: ۱۴)

''اور انہوں نے بے انصافی اور غرور سے اس بات کا انکار کیا، حالاں کہ وہ اس کا یقین کرتے تھے''۔

اس کے بعد چھوٹے خان صاحب مولوی حشمت علی پیلی بھیتی نے جو کچھ ان معصوم بزرگوں کی شان میں گل افشانیاں فرمائی ہیں ان کی نقل سے تو تہذیب وانسانیت شرمندہ ہو جاتی ہے۔ تاہم بہ طور نمونہ ملاحظہ کیجیے اور ان کے علم وتہذیب کی داد دیجیے۔ لکھتے ہیں کہ

(۱) دیوبندیت بھی اسی وہابیت کی ایک شاخ ہے، اس کا بھی مطمح نظر انبیا واولیا علیٰ سیدہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین وتنقیص ہے۔'' (تجانب

اہل سنت ص ۵)

(۲) پھر توحیدوں کے امام اول ابلیس نے حکم خداوندی سے کفر و عناد کر کے اپنے آپ کو اس خبیثہ بعینہ تقویۃ الایمان کا وارث ثابت کر دیا۔ کافران گنگوہ و انبیٹھ اس اپنے پیشوائے اول۔'' (ص ۱۰)

(۳) اور اہانت نجد کے یہ وہ عقاید خبیثہ ہیں جن میں ان کے ساتھ شیاطین دیوبندی بھی برابر کے شریک ہیں۔'' (ص ۲۶۸)

(۴) اب تو معلوم ہوا کہ دیوبندی و نجدی دونوں ایک ہی طرح کے عقاید کفریہ رکھتے ہیں۔ کفر و ارتداد میں دونوں ایک دوسرے کے سگے بھائی ہیں۔'' (ص ۲۸۶)

اسی کتاب کے ص ۱۷ میں ''مرتد نانوتوی'' اور ص ۳۰۲ میں ''مرتد تھانوی'' اور ''مرتدان گنگوہ و انبیٹھ'' جیسے سخت و کریہہ الفاظ استعمال کر کے اپنی تہذیب و شرافت کا جنازہ نکال دیا ہے۔ اس کے علاوہ رضا خانیوں کا تمام لٹریچر ان موصوف الصدر بزرگان ملت اور ان کے متوسلین کے بارے میں اسی قسم کے نہایت گندہ و خراب الفاظ سے بھرا پڑا ہے۔ اس لیے تہذیب اجازت نہیں دیتی کہ اس سے زیادہ اور کچھ نقل کیا جائے۔ جس کو ضرورت ہو ان کی کتابیں ملاحظہ کرے اور ان کی تہذیب و شرافت کی داد دے۔

بریلی کے تکفیری فتوؤں سے تمام دنیا کے داعیان اسلام کافر و مرتد ہیں:

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور ان کی امت نے سب سے پہلے اپنا محبوب و فطری مشغلۂ کفربازی و تکفیر سازی کی ابتدائی مشق اکابر علمائے دیوبند اور

کے ماننے والوں سے کی۔اس کے بعد جب اس سے بھی آپ کی "ہوس تکفیری" کی آگ نہ بجھی تو آپ کی اس مشہور "کافر گری" کی چنگاریوں اور انگاروں نے ایک عالم گیر صورت وہمہ گیر وسعت اختیار کرلی اور دیکھتے ہی دیکھتے ہندوسندھ سے گذر کر تمام عالم اسلام کے بسنے والے مسلمانوں کے ایمان واسلام کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنادیا ہے۔اب رضا خانیوں کے سوا دنیا میں تمام بسنے والے مسلمان معاذ اللہ کافرومرتد، بد دین وبے ایمان ہیں۔اس بھیانک منظر کو صبر وتحمل کے ساتھ ملاحظہ کیجیے۔

حضرت مولانا شاہ کرامت علی جون پوریؒ کی لازمی تکفیر:

حضرت مولانا شاہ کرامت علیؒ محافظ شریعت، امام طریقت، مصلحین امت میں سے تھے۔آپ ہی کے فیوض وبرکات اور تعلیم وتبلیغ سے صوبۂ بنگال کے لاکھوں لاکھ مسلمان رشد وہدایت قبول کر کے زاہد ومتقی بن گئے ہیں۔آپ کی فضیلت ومنقبت کے لیے یہ روشن شہادت ہے کہ آپ حضرت سید احمد شہیدؒ کے "مرید صادق" وخلیفۂ برحق ہیں۔رضا خانیوں کے نزدیک معاذ اللہ آپ کے "کفر وارتداد" کے لیے یہی کافی ہے کہ آپ حضرت امام سید احمد شہیدؒ کو اپنا "پیر ومرشد" رہبر وہادی مانتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ اپنے پیر بھائی حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ کی مندرجۂ ذیل الفاظ میں تحسین وتعریف کرتے ہیں۔

"جاننا چاہیے کہ مولانا اسمٰعیل صاحب اور مولوی عبدالحی (دہلوی) رحمۃ اللہ علیہما بڑے دین دار اور تابع سنت تھے اور ظاہر وباطن کے علوم میں پکے کامل تھے۔لوگوں کو ہمیشہ توحید اور سنت کی راہ بتلاتے تھے اور شرک وبدعت کی برائی سناتے تھے۔سارے ہندوستان اور بنگالے میں اسلام جو محض ضعیف ہوگیا تھا، ان ہی بزرگوں کی کوشش سے قوی وتازہ ہوگیا اور لوگ گھر گھر غازی بن گئے اور اکثر لوگ شرک وبدعت کو چھوڑ کر دین دار متقی ہوگئے اور کبھی ان بزرگوں کے قول وفعل سے کوئی امر خلاف شرع کا آج تک ثابت نہ ہوا"۔ (مقامع المبتدعین: ص ۲۲۹)

رضا خانیوں کے اس مشہور تکفیری فتوے کی رو سے جو ان کے کفر و ارتداد میں شک کرے یا ان کو اچھا جانے وہ کافر ہے۔ معاذ اللہ حضرت مولانا شاہ کرامت علیؒ خود اور ان کے بے شمار مریدین و متعلقین جو صوبہ بنگال وغیرہ میں پھیلے ہوئے ہیں وہ سب کے سب کافر و مرتد ہوئے۔ اس لیے کہ آپ دونوں معزز و محترم (حضرت سید احمد شہیدؒ و شاہ اسمٰعیل شہیدؒ) کو مومن کامل، زاہد و متقی، متبع سنت بلکہ مجاہد ملت، محافظ شریعت، امام طریقت بھی مانتے ہیں، لیکن افسوس کہ

اس گناہ پر مجھے مارا کہ گناہ گار نہ تھا

حضرت اقدس حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی لازمی تکفیر:

اکابر علمائے دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت اقدس مولانا (رشید احمد) گنگوہیؒ اور حکیم الامت مولانا (اشرف علی) تھانویؒ کے حضرت اقدس حاجی صاحبؒ پیر و مرشد، ہادی طریقت، امام معرفت، پیشوائے دین و ملت تھے۔ اور یہ معلوم ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے موصوف الصدر بزرگوں کی ایسی شدید تکفیر کی ہے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے یا ان کو اچھا جانے وہ بھی کافر ہے۔ جیسا کہ اسی کتاب کے گزشتہ صفحے میں گزر چکا ہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے آخر وقت تک حضرت مولانا نانوتویؒ، حضرت مولانا گنگوہیؒ کو عالم ربانی، فاضل حقانی، سلف صالحین کا نمونہ، جامع کمالات ظاہری و باطنی، باعث فیوض و برکات روحانی، ذریعۂ نجات، وسیلۂ جنت، موجب خیر و برکت جیسے شان دار الفاظ و القاب سے یاد کرتے رہے ہیں۔ چناں چہ وہ اپنی مشہور کتاب ضیاء القلوب: ص ۶۰ میں فرماتے ہیں کہ

"جو لوگ اس فقیر سے محبت و عقیدت رکھتے ہیں وہ مولوی رشید احمد سلمہ اور مولوی محمد قاسم سلمہ کو جو علوم ظاہری و باطنی کے تمام کمالات کے جامع ہیں، بجائے راقم اوراق کا قائم مقام بلکہ مجھ سے بدرجہا بلند سمجھیں۔ اگر چہ بہ ظاہر

معاملہ الٹا ہے کہ وہ لوگ میری جگہ اور میں ان کی جگہ ہوں۔ ان کی صحبت کو غنیمت سمجھیں، کیونکہ ایسے لوگ اس زمانے میں نایاب ہیں۔ ان کی خدمت بابرکت سے فیض یاب ہوتے رہیں اور طریق سلوک جو اس رسالے میں لکھا گیا ہے ان کی نگرانی میں حاصل کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ناکام نہیں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمروں میں برکت دیں اور معرفت کی تمام نعمتوں اور اپنے قرب کے تمام کمالات سے مشرف فرمائیں اور بلند مراتب تک پہنچائیں اور ان کے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کریں اور قیامت تک ان کا فیض جاری رہے"۔ (ترجمہ از عبارت فارسی)

اس کے علاوہ حضرت حاجی صاحبؒ کا ایک اور مکتوب گرامی ہے، جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ جو کچھ آپ حضرات کے بارے میں ضیاء القلوب میں لکھا گیا ہے وہ الہامی ہے۔ اس کا اقتباس پیش خدمت ہے۔ اس کا سرنامہ اس طرح سے شروع کرتے ہیں کہ

"از فقیر امداد اللہ عفا اللہ عنہ بہ خدمت فیض درجت جامع شریعت وطریقت عزیزم مولانا مولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی متع اللہ بطول حیاتہ و دمر اعید (نہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔

اس کے چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں کہ

"مولانا! ضیاء القلوب میں جو کچھ آپ کی نسبت تحریر ہے وہ آپ سے نہیں لکھا گیا۔ جیسا (من جانب اللہ) القا ہوا ویسا ہی ظاہر کردیا گیا ہے۔ پس بدیہیات کو نہ ماننا اور اپنے ذریعۂ نجات ووسیلۂ فلاح دارین سے علاحدگی کرنا سخت جہالت ومحرومی واد بار ہے۔ خارج کرنا چہ معنی؟ فقیر تو تم علما وصلحا کی جماعت میں اپنا داخل ہوجانا موجب فخر دارین وذریعۂ نجات ووسیلہ فلاح کونین یقین کرتا ہے۔ وہ شخص مذبذ (بدبخت) ہے جو تم مقدس ومقتدائے زماں سے کچھ دل میں کینہ یا سوئے ظن یا بدعقیدگی یا عداوت ورنج رکھے۔ (حضرت حاجی صاحبؒ کی اس دعا کے مطابق

رضاخانی اپنا انجام سوچیں) فقیر تو آپ کی سب حرکات وسکنات واقوال وافعال کو مجمع حسنات وبرکات وموافق شریعت وطریقت سمجھتا ہے اور کل امور میں مخلص وصادق یقین کرتا ہے۔"

(تذکرۃ الرشید: ج۱،ص ۷-۱۸۶)

حضرت حاجی صاحبؒ اپنی مشہور کتاب "ہفت مسئلہ" میں مخالفین کو وصیت فرماتے ہیں جو رضاخانیوں کے "سمند تکفیر" پر ایک تازیانہ ہے:

"اہل اللہ کی صحبت وخدمت اختیار کریں۔ خصوص عزیزی جناب مولوی رشید احمد صاحب کے وجود بابرکت کو ہندوستان میں غنیمت کبریٰ ونعمت عظمیٰ سمجھ کر ان سے فیوض وبرکت حاصل کریں۔ مولوی صاحب جامع کمالات ظاہری وباطنی کے ہیں اور ان کی تحقیقات محض للّٰہیت کی راہ سے ہیں، ہرگز اس میں شائبہ نفسانیت نہیں۔ یہ وصیت تو مولوی صاحب کے مخالفین کو ہے"۔ (ہفت مسئلہ: ص ۱۲)

رضاخانیوں کے اس ناپاک وناجائز فتوے سے کہ جو حضرت مولانا محمد قاسمؒ اور حضرت مولانا گنگوہیؒ کے معاذ اللہ کفر وارتداد یا بددینی وبے ایمانی میں شک کرے یا ان کو اچھا جانے تو وہ بھی کافر ہے، یہ یقیناً لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ (نقل کفر کفر نہ باشد) حضرت اقدس حاجی صاحبؒ اور ان کے بے شمار مریدین ومعتقدین بھی کفر وارتداد سے محفوظ نہ رہیں۔ اس لیے آپ نے علی الاعلان ان دونوں بزرگوں کو ایمانی رفعت، اسلامی فضیلت، خداوندی معرفت کے ایک بلند مقام پر تسلیم کرتے ہوئے ان کو اپنے لیے ذریعۂ نجات، وسیلۂ فلاح دارین فرمایا ہے۔ رضاخانیوں کے لیے جو دراصل حضرت مولانا گنگوہیؒ کے مخالفین میں سے ہیں ہلاکت وتباہی کی بددعا فرمائی ہے۔

امید ہے کہ اس عارف باللہ ولی کامل کی بددعا رائیگاں نہ جائے گی۔

خان صاحب بریلوی مع اپنی امت کے تکفیری جال میں:

جھنجلا کے مجھ کو ذبح تو صیاد نے کیا
اب رو رہا ہے منہ کو قفس پر دھرے ہوئے

یہ لطیفۂ قدرت یا علمائے حق کی کرامت دیکھیے کہ خان صاحب اور ان کی پارٹی کے ہر چھوٹے بڑے نے تمام زندگی بڑی محنت و مشقت سے جو "تکفیری جال" بن کر دوسروں کے شکار کے لیے تیار کیا تھا حسن اتفاق سے خود بہ دولت خان صاحب بریلوی اپنی امت رضائیہ کے ساتھ اسی کفر وارتداد کے جال میں پھنس کر زیر لب مسکراتے ہوئے یہ گنگناتے ہیں کہ "لوآپ اپنے دام میں صیاد آگیا" اور یہ بھی فرماتے (۱) ہیں کہ

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چنداں اماں نہ داد کہ شب را سحر کند

اس کی تصویر اس طرح ملاحظہ کیجیے کہ مولوی عبدالسمیع رام پوریؒ مؤلف کتاب انوار ساطعہ اگر چہ بعض مسایل مولود و فاتحہ مروجہ وغیرہ میں مولوی احمد رضا خان صاحب کے ہم خیال و ہم نوا ہیں، لیکن اکابر علمائے دیوبند حضرت نانوتویؒ، حضرت گنگوہیؒ اور حضرت سہارن پوریؒ کی تکفیر وارتداد میں ان کے ساتھی نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ بعض وہ نامناسب الفاظ جس کو اپنی کتاب انوار ساطعہ کے پہلے ایڈیشن میں آپ نے موصوف الصدر مقدس بزرگوں کی شان عالی میں لکھے تھے اس کو حضرت

---

(۱) ایمان کے لالے: مولوی احمد رضا خان صاحب نے غیر مقلدین کی تردید کرتے ہوئے لکھا تھا کہ (غیر مقلدین نے) "مسلمانوں کو ناحق مشرک کہا۔ احادیث صحیحہ و مذاہب ائمہ کرام و فقہائے عظام پر خود انہیں کے ایمان کے لالے پڑ گئے۔

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را چنداں اماں نہ داد کہ شب را سحر کند (النہی الاکید: ص ۵۲)

اسی طرز پر میں بھی خان صاحب بریلوی کو مخاطب کر کے لکھتا ہوں کہ آپ نے تمام مسلمانوں کو ناحق کافر و مرتد کہا۔ احادیث صحیحہ و مذاہب ائمہ کرام و فقہائے عظام پر خود آپ کے بھی ایمان کے لالے پڑ گئے اور اپنے مذکورہ بالا شعر کو ملاحظہ فرمایے۔ (نور محمد)

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کی فرمائش پر انوار ساطعہ کے دوسرے ایڈیشن میں نکال دیا ہے۔ دوسرے ایڈیشن کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ

''اور میں نے جو (طنزیہ جملے حضرت مولانا خلیل احمد وغیرہ کے بارے میں) لکھا تھا وہ بہت کم تھا۔ لیکن وہ بھی میرے طرز کے خلاف تھا۔ کیوں کہ طعن وتشنیع سے مبرا ہوں۔ ہر ایک سے سلامت روی رکھتا ہوں۔''

اس کے کچھ سطروں کے بعد لکھتے ہیں

''الحاصل میں نے حضرت کا فرمان مان لیا اس میں یہ مضمون لکھ دیا کہ حضرت (حاجی امداد اللہ) سے عرض کر دیتا ہوں کہ جو الفاظ تیز وتند کسی کی نسبت لکھے گئے ہیں ان کو نکال دوں گا۔'' (انوار ساطعہ ص ۷)

اس کے بعد اسی کتاب کے ص ۸، ۹ میں اس وعدے کو پورا کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۱) ''حضرت مرشدی ومولائی (حاجی امداد اللہ صاحب) کا ارشاد زبانی بعض آیندگان مکہ معظمہ چار پانچ مقام کے لیے تھا، میں نے یہ کیا کہ ہر مقام سے جس لفظ کو موجب ملال سامع سمجھا نکال دیا۔''

(انوار ساطعہ، مطبوعہ نعیمی پریس مراد آباد، ص ۸)

(۲) ''اور یہ نحیف شریعتاً اور طریقتاً ہر طرح حضرت (حاجی امداد اللہ) سے اعتقاد رکھتا ہے، اس لیے تعمیل ارشاد حضور کی بجا آوری واجب سمجھی اور اس کتاب میں نظر ثانی کر کے جو جو عبارت طعن وتشنیع آمیز تھی نکال دی۔'' (کتاب مذکور، ص ۹)

جب مولوی عبدالسمیع رام پوریؒ مؤلف انوار ساطعہ نے حضرت قبلہ گرامی حاجی امداد اللہ صاحبؒ کے ارشاد کے مطابق ان نامناسب فقروں اور توہین آمیز جملوں کو جو حضرت مولانا گنگوہیؒ اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ کی شان میں استعمال کیے تھے اپنی کتاب انوار ساطعہ سے خارج کر دیے ہیں۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ

ان بزرگوں کی تکفیر میں خان صاحب بریلوی کی ہم نوائی کرتے؟ اس لیے یہ معلوم ہو گیا کہ مولوی عبدالسمیع صاحب موصوف الصدر علمائے حق کو باوجود اختلاف مسائل کے مومن کامل، عالم فاضل مانتے تھے اور اس کے باوجود مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے مولوی صاحب مذکور کی کتاب انوار ساطعہ پر ایک تقریظ وتصدیق لکھی ہے، جس میں آپ نے مؤلف انوار ساطعہ کے نہ صرف ایمان واسلام بلکہ علم وفضل، تقوی وطہارت کی بھی شہادت دی ہے۔ چناں چہ وہ اپنی تصدیق میں لکھتے ہیں کہ

> ''الی حمل! وہ فوجیں جنہوں نے منکرین کو ٹھکانے لگایا ان میں سے اس زمانے میں ایک ہمارے دینی بھائی ہیں، بزرگی اور رتبہ والے صاحب عقل محکم وعلم وسیع مولوی عبدالسمیع اللہ ان کو بچائیو ہر شنیع سے، میں نے دیکھے ان کے پاکیزہ کلام مثل ''رفع الاوہام، رحمۃ القلوب والانوار ساطعہ''، اللہ تعالی ان کو جزائے خیر دے''۔ (ص۲۷۸)

اس بنا پر مولوی احمد رضا خان صاحب مع اپنی پارٹی کے اپنے اسی مشہور فتوی سے ''جو ان کو کافر نہ کہے وہ کافر ہے'' خود بھی کافر ومرتد ہو کر یہ بتلا دیا کہ ناحق کسی کو کافر ومرتد بنانے والے کی یہی سزا ہوتی ہے۔

ایک اور طرح سے:

مولوی احمد رضا خان صاحب مع اپنی ذریت کے اپنے کفر وارتداد والے جال میں پھنسے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ چوں کہ مولوی عبدالسمیع رام پوریؒ نے انوار ساطعہ کے مذکورہ بالا صفحات میں حضرت اقدس قبلہ گرامی حاجی امداداللہ صاحبؒ کو اپنا ایسا پیر مرشد اور شیخ طریقت مانا ہے کہ جس کے ہر حکم کی بجا آوری واجب اور باعث سعادت ہے۔ جب کہ اکابر رضا خانیت کے اسی رسوائے عالم فتوے سے حضرت گرامی قدر حاجی صاحب پر بھی معاذ اللہ کفر وارتداد لازم آ گیا ہے۔ جیسا کہ اس کتاب کے گذشتہ صفحات میں گذر چکا ہے، تو ایسی صورت میں مولوی عبدالسمیع صاحبؒ کو حضرت حاجی

صاحبؒ جیسے کو اپنا پیر و مرشد بناتا اور ان کے حکم کی بجا آوری کو واجب و باسعادت سمجھنا درحقیقت ایک کافر و مرشد پیر و مرشد بنانے کے مترادف و مساوی ہے۔ اس وجہ سے بھی مولوی عبدالسمیع صاحبؒ رضا خانیوں کے نزدیک کافر و مرتد ہوئے۔ پھر دیدہ دانستہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا مولوی عبدالسمیع صاحبؒ جیسے کافر و بے ایمان کو اپنی تصدیق میں مومن کامل و دینی بھائی عالم و فاضل وغیرہ سے تحسین و تعریف کرنا کیا یہ کفر و ارتداد نہیں ہے؟ اس لیے مولوی احمد رضا خان صاحب بھی مع اپنے جملہ متعلقین مریدین کے بہ قول خود کافر و مرتد ہوئے۔ سچ ہے۔

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

مولانا سید نذیر حسین دہلویؒ اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ بلکہ تمام غیر مقلدین کی تکفیر:

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت سید صاحبؒ موصوف ایک مقدس بزرگ، محترم، محدث، حامی توحید و سنت، متبع شریعت عالم و فاضل مومن کامل تھے اور ہندوستان کے اہل حدیث جماعت کے ایک مقتدر پیشوا بلکہ اس جماعت میں "شیخ الکل" (۱) مانے جاتے تھے، لیکن مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے آپ کی اور آپ کی جماعت کی علی الاعلان تکفیر کی ہے۔ حسام الحرمین میں جن فرقوں کی نام لے کر تکفیر کی ہے ان میں ایک آپ کا بھی نام ہے۔ لکھتے ہیں کہ

> "اور وہ کئی قسم ہیں۔ ایک امیر یہ امیر حسن و امیر احمد سہسوانیوں کی طرف منسوب اور نذیر یہ نذیر حسین دہلوی کی طرف منسوب"۔

(حسام الحرمین: ص ۱۰۱)

---

(۱) خان صاحب بریلوی کو بھی اس کا اقرار ہے۔ وہ لکھتے ہیں "ان کے امام العصر جنہیں یہ حضرات (غیر مقلدین) شیخ الکل فی الکل کہا کرتے ہیں"۔ (انہی ۱۱۱ یہ ص ۲۸)

اس کے بعد آپ ان تمام فرقوں کے بارے میں جن کا وہ حسام الحرمین میں تذکرہ کر چکے ہیں لکھتے ہیں کہ

''خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ طایفے سب کے سب کافر و مرتد ہیں، بہ اجماع امت اسلام سے خارج ہیں''۔ (حسام الحرمین: ص۱۱۳)

اس کے بعد چھوٹے خان صاحب مولوی حشمت علی بہ القابہ جو بہ قول خود مظہر اعلیٰ حضرت ہیں ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اور نذیرین دہلوین وامیرین سہوانین وبشیرین قنوجین یعنی نذیر حسین دہلوی ومحمد نذیر دہلوی وامیر احمد سہوانی وامیر حسن سہوانی وبشیر حسن قنوجی ومحمد بشیر قنوجی...... الجملہ بابی بعید ونیچری پلید وبھائی عنید ومرزائی طرید ودیوبندی خواتمی مرید وہابی شش امثالی شرید یہ چھون فرقے...... بہ حکم شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً کافر، مرتد، مستحق عذاب ابدی شدید ولعنت رب وحید''۔ (تجانب اہل سنت: ص۲۱۹)

(۲) ''جو لوگ وہابیہ ہوں یا غیر مقلدین ایسے کفریات صریحہ کے معتقد ہیں وہ سب بہ حکم شریعت کافر و مرتد ہیں''۔ (تجانب اہل سنت: ص۵)

(۳) ''اس ناپاک عبارت میں مرتد ثناء اللہ امرتسری سرغنہ غیر مقلدین نے کھلے لفظوں میں بک دیا''۔ (تجانب اہل سنت: ص۲۴۷)

(۴) ''اور غیر مقلدین ثنائیہ...... سب کے سب بہ حکم شریعت مطہرہ مرتد اکفر ہیں اور بہ مقتضائے ''ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ'' کفر وارتداد میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں''۔ (تجانب اہل سنت: ص۲۴۸)

اس کے علاوہ اس کتاب کے صفحہ ۱۱، ۹۰، ۱۷۵، ۲۴۷ میں ان حضرات اور ان کی جماعت اہل حدیث کی تکفیر مذکور ہے۔

لیکن حیرت وتعجب ہے کہ خان صاحب بریلوی نے اس جگہ مولانا سید نذیر حسین دہلویؒ اور ان کی جماعت اہل حدیث وغیر مقلدین کو کافر و مرتد کہا ہے، لیکن ایک

دوسری جگہ غیر مقلدین کی اسی جماعت کو جن کے پیشوا مولانا سید نذیر حسین دہلوی ہیں مومن ومسلمان کہا ہے۔

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اس جماعت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

> اور یہ (غیر مقلدین) ہزار ہمیں جو چاہیں کہیں، ہم زنہار ان کو (غیر مقلدین کو) کفار نہ کہیں گے۔ ہاں ہاں! یوں کہتے ہیں اور خدا اور رسول کے حضور کہیں۔ یہ لوگ (غیر مقلدین) آثم ہیں، خاطی ہیں، ظالم ہیں، بدعتی ہیں، ضال ہیں، مضل ہیں، غوی ہیں، مبطل ہیں، مگر ہیہات کافر نہیں، مشرک نہیں"۔ (النہی الاکید: ص ۵۲-۳۳)

خان صاحب بریلوی کا ایک ہی فرقے کے بارے میں یہ متضاد ومختلف بیان کہ وہ کافر بھی ہے اور مسلمان بھی۔ اگر ایک طرف دروغ گورا حافظہ نہ باشد کا ثبوت پیش کر رہا ہے تو دوسری طرف ان کی ذاتی پوزیشن اتنی مشکوک کر رہا ہے کہ ان کا ایمان واسلام تو درکنار خود ان کی ''انسانیت'' ہی کے لالے پڑ گئے ہیں۔ کیا ایسا شخص ایک صحت مند وتن درست دماغ کا مالک ہوسکتا ہے جو ایک ہی فرقے کو مومن بھی کہتا ہو اور کافر بھی؟ دراصل بے گناہوں مظلوموں کو ستانے اور ان کو تکفیری دکھ پہنچانے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ ظالم وجفا کار کے دل ودماغ کی چولیں ہل جاتی ہیں اور اس کا دماغی نظام درہم برہم ہو جاتا ہے، تاکہ دنیا کو یہ معلوم ہو جائے کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے یا کہا ہے ان سب کی حقیقت ''نقش بر آب'' اور شیخ چلی کے پھس پھسے افسانے سے زیادہ نہیں ہے۔

جھنجلا کے مجھ کو ذبح تو صیاد نے کیا
اب رو رہا ہے منہ کو قفس پہ دھرے ہوئے

مولانا عبد الباریؒ اور دیگر علمائے فرنگی محل (لکھنو) کی تکفیر:

یہ سب کو معلوم ہے کہ فرنگی محل (لکھنو) کے مقدس بزرگوں اور محترم عالموں کی

عزت وعظمت اپنی دینی خدمتوں وعلمی کارناموں کی وجہ سے ہمیشہ سے ہے اور اس آخری دور میں حضرت مولانا عبدالباریؒ کی ذات گرامی سلف صالحین وبزرگان دین کی ایک قابل قدر نمونہ تھی۔ اس محترم خاندان کے علما کو اگرچہ حضرات علمائے دیوبند سے چند جزوی اور فروعی مسایل میں کچھ اختلاف ہے، لیکن اس کے باوجود ان موصوف الصدر حضرات نے علمائے دیوبند اور ان کے متوسلین کی کبھی بھی تکفیر نہیں کی اور نہ مولوی احمد رضا خان صاحب کے تکفیری فتوؤں کی ہم نوائی کی۔ چناں چہ جب خان صاحب بریلوی نے مولانا عبدالباریؒ صاحب کی ایک سوایک وجوہ سے تکفیر کر کے ان سے توبہ کا مطالبہ کیا تھا اس میں ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ آپ علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کرتے بلکہ ان کو مسلمانوں کا امام ورہنما مانتے ہیں۔ اس کے جواب میں مولانا عبدالباری صاحبؒ نے خان صاحب بریلوی کو لکھا تھا کہ میں علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کر سکتا، اس لیے کہ

"ہمارے اکابر نے اعیان علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کی، اس واسطے جو حقوق اہل اسلام کے ہیں ان سے ان کو کبھی محروم نہیں رکھا۔"

(الطاری الداری بہفوات عبدالباری: مطبوعہ حسنی پریس، بریلی، باراول: ج۲، ص۱۶)

چوں کہ بریلی کے بڑے خان صاحب کو علمائے فرنگی محل کی عموماً اور مولانا عبدالباریؒ کی خصوصاً "عدم تکفیر" والی ادا پسند نہ آئی، اس لیے حسب عادت فرنگی محلیؒ اور ان کے متوسلین ومریدین کو بھی اپنی "کافرانہ نگاہوں" سے گھایل کر دیا ہے۔ چناں چہ مولانا عبدالباری صاحبؒ اپنے خط میں لکھتے ہیں

"میرے پاس انہوں (مولوی احمد رضا خان صاحب) نے فلسفۂ اجتماع کے مصنف اور ایک مارہرہ کے صاحب زادہ اور خود بہ دولت کے بارے میں اور مولانا محمود حسن صاحب ودیگر علمائے دیوبند، گاندھی صاحب اور مرزا محمد تقی صاحب اور مسلم ہندو اتحاد اور قربانی گائے کے بارے میں ایک سوایک کفرنامہ ارسال کیا ہے۔" (الطاری الداری: ج۲، ص۲)

لیکن خان صاحب بریلوی مولانا عبدالباریؒ کے ایک سوایک کفرشمار کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

(۱) ''ان میں بعض کہ بجائے خود کلمۂ کفر نہ ہوں بہ حالت استحسان کہ ظاہر ہے اور بہ حال اصرار اقراری حکم سے سب کفر ہیں۔ ایک سو ایک یہ اور ان کے مثل اور جتنی واقع ہوئیں ان تمام منافیات اسلام ومخالفات احکام سب سے توبہ کرتا ہوں۔'' (الطاری الداری: ج۱،ص ۲۷)

(۲) ''مشرکین سے اتحاد وداد ودوستی وموالات کہ سب کا حاصل ایک ہے۔ بلکہ اتحاد سب میں زاید ہے، حرام قطعی وکبیرۂ شدیدہ ہے۔ اس کا استحلال بلکہ استحسان صریح کفر ہے۔'' (ایضاً ج۱،ص۳۵)

الغرض خان صاحب بریلوی کی ان تمام تر تکفیرات وہفوات کے باوجود مولانا عبدالباریؒ نے اپنے متقیانہ طریق وایمانی روش میں کوئی تبدیلی نہیں کی بلکہ اس کے جواب میں نہایت جرأت سے مولوی احمد رضا خان صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا کہ

''جو متکبرانہ انداز مولوی احمد رضا خان صاحب نے ہم لوگوں کے ساتھ اختیار کیا ہے اس سے مرعوب ہوکر میں کچھ کرنے کو اپنے اوپر ناجائز سمجھتا ہوں، بلکہ التکبر علی المتکبر صدقة کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی اعتنا کرنا نہیں چاہتا۔'' (الطاری الداری: ج۲،ص۲)

اس کے بعد بریلی کے بڑے خان صاحب کا تکفیری ٹمپریچر اتنا تیز ہوا کہ اس ایک سو ایک کفر کو بڑھا کر ایک سو تریپن کردیا اور معاذ اللہ آپ کے ''کفر'' پر مہر کردی۔ (دیکھو کتاب الطاری الداری: حصۂ دوم) اگر آج مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے اس تکفیری فتویٰ کو جو مولانا عبدالباری صاحبؒ کے بارے میں ہے، درست تسلیم کرلیا جائے تو اس کے نتیجے میں علمائے فرنگی محل اور ہزار ہا دیگر علما وصلحا اور بے شمار عام مسلمانوں کو جو مولانا عبدالباریؒ کو مومن ومتقی بلکہ اپنا امام وپیشوا مانتے

ہیں خارج از اسلام ماننا پڑے گا۔ العیاذ باللہ۔

گھایل تری نظر کا بہ نوع دگر ہر ایک
زخمی کچھ ایک بندۂ درگاہ ہی نہیں

حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کی تکفیر:

حضرت موصوف الصدر ایک مشہور مقدس بزرگ، ولی کامل، عارف باللہ، شیخ وقت، مرشد زمانہ، مبلغ اسلام اور حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادیؒ کے خلیفۂ برحق، مرید صادق تھے۔ آپ کے روحانی فیوض وبرکات سے خاص طور پر صوبۂ بہار کے لکھوکھا مسلمان فیض یاب ہوئے ہیں اور آپ کے علمی ومذہبی کمالات سے اس صوبے کا گوشہ گوشہ منور اور روشن ہے۔ آپ کی امتیازی خصوصیت جو اس زمانے کے پیروں میں بہت کم پائی جاتی تھی یہ بھی تھی کہ تبلیغ حق، اشاعت دین کا ایک بے پناہ جذبہ آپ کے سینۂ مبارک میں جوش زن تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب اسلام کے پرانے دشمن عیسائیوں، آریوں، قادیانیوں نے اسلام وہادئ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دل آزار فتنہ برپا کیا تو آپ کمرِ ہمت باندھ کر بڑی بہادری سے ان کے مقابلے کے لیے میدانِ عمل میں نکل آئے، پھر تو اپنی لاجواب کتابوں اور تحریروں سے دشمنوں کے منہ پر خاک ڈال دی اور قادیانیت کو تو اپنے تحریری شکنجوں میں کس کر اتنا معطل و بے کار کر دیا کہ اس میں رینگنے کی بھی سکت باقی نہ رہ گئی۔ مسلمانانِ بہار قادیانیت کی آتشیں زد سے محفوظ ہو کر جنت ونجات کے مستحق ہو گئے۔

چوں کہ آپ کے اندر عرفانی قابلیت، روحانی صلاحیت اور فیض رسانی کی طاقت موجود تھی، اس وجہ سے حضرت قطب الارشاد حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ نے اپنی نیابت وخلافت کے لیے آپ کو منتخب کر کے فرمایا کہ

(۱) ''ایک زمانہ ہوگا کہ کثیر خلقت تمہارے پاس آ کر مرید ہوگی اور تم سے فیض ہوگا اور تعلیم پائیں گے۔'' (کمالات رحمانی: ص۴۲)

(۲) ''ان کی (مولانا محمد علیؒ کی) روح مثل روح متقدمین کے ہے اور ایسے لوگ ہر زمانے میں کم ہوتے ہیں''۔ (حوالۂ مذکورہ)

(۳) ''اسی طرح ایک سوال کے جواب میں آپ نے ازراہِ تواضع وانکسار فرمایا تھا: ہم اس قابل نہیں کہ ہم ان کو اپنا خلیفہ کہیں، وہ بڑے شخص ہیں۔'' (حوالہ مذکورہ)

لیکن افسوس کہ بریلی کے بڑے خان صاحب نے ایسے ولی کامل، عارف صادق، امام معرفت، ہادیٔ شریعت، محافظ سنت کی محض اس بنیاد پر تکفیر کی ہے کہ آپ نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند کو ان کے اسلامی کارناموں اور مذہبی خدمتوں کی وجہ سے ''حکیم الامت'' کے لقب سے یاد کیا ہے۔ چناں چہ خان صاحب بریلوی نے اپنی مشہور تکفیری کتاب ''حسام الحرمین'': ص۱۰۰ میں جس جگہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی معاذ اللہ تکفیر کی ہے اس کے ساتھ ہی آپ کے تعارف میں یہ الفاظ لکھے ہیں کہ

''......اور یہ وہی نانوتوی ہے جسے محمد علی کان پوری (بعد کو مونگیری) ناظم ندوۃ نے ''حکیم الامت'' کا لقب دیا۔''

اس کے بعد خان صاحب بریلوی نے حضرت مولانا مونگیریؒ کے معاذ اللہ کفر وارتداد کے ثبوت میں یہ لکھا ہے کہ

''جو ان کے (حضرت نانوتویؒ) کے کفر وعذاب میں شک کرے خود کافر ہے...... جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہے اور جو اس بات کو اچھا بتائے یا اس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔'' (حسام الحرمین: ص۱۱۳)

چوں کہ حضرت مولانا مونگیریؒ اکابر علمائے دیوبند کو مومن کامل، خادم ملت، محافظ شریعت مانتے تھے اس لیے اعلیٰ حضرت بریلوی کے نزدیک وہ اور ان کے بے شمار مریدین ومتوسلین معاذ اللہ کافر ومرتد ہوئے۔

دوسری وجہ:

یہ سب کو معلوم ہے کہ اکابر رضا خانیت، ندوہ اور اس کے ارکان وممبران کو روز اول سے کافر کہتے ہیں۔ جیسا کہ مولوی حشمت علی بہ االقابہ لکھتے ہیں کہ

''اگر وہ ندوہ کے ان حرکات وکلماتِ کفر وضلال کو معاذ اللہ حق وصحیح مانتے ہیں تو جو کفر کو حق مانے وہ خود کافر ہے''۔ (تجانب اہل سنت: ص ۴۱۱)

اور اسی کتاب میں جس جگہ تمام اسلامی انجمنوں کی براہِ راست تکفیر کی گئی ہے اس میں ندوہ کا نام نمبر ۲ پر ہے۔ (تجانب اہل سنت: ص ۹۰)

حضرت مولانا مونگیریؒ ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء میں ندوہ کے ناظم منتخب ہوئے اور ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۳ء یعنی دس برس تک اس عہدے پر فایز رہے۔ آپ ندوہ کی نظامت ورکنیت کی وجہ سے بھی رضا خانیوں کے تکفیری فتوے کی زد سے محفوظ نہ رہ سکے۔ العیاذ باللہ۔ مولوی حشمت علی اپنی مشہور زبان وخاص انداز میں حضرت مونگیریؒ کو مندرجۂ ذیل الفاظ میں یاد کرتے ہیں کہ

(۱) ''خلافت ندوہ کو جایز ٹھہرانے کے لیے محمد علی مونگیری ناظم ندوہ علیہ ما یستحقہ نے بھی صحیح مسلم شریف کی یہ حدیث پیش کی''۔ (مظاہر الحق الاجلی: ص ۵۰)

(۲) ''ہاں اس کے خطیب کون ہوئے؟ ناظم کان پوری صاحب وہ رف زل کم فت خرسب چری'' (سوالات علما وجوابات ندوۃ العلماء: ص ۴۸)

(۳) ''ناظم ندوہ محمد علی مونگیری علیہ ما علیہ نے بھی خباثات وشناعات وبطالات وضلالات ندویہ کے جواز کو اسی مسلمہ قاعدۂ فقہیہ..... سے بہ زعم خویش ثابت کرنا چاہا تھا۔'' (مظاہر الحق الاجلی: ص ۴۹)

حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ کی تکفیر:

اگرچہ بریلی کے بڑے خان صاحب نے براہِ راست حضرت شاہ صاحبؒ کی تکفیر نہیں کی، لیکن حضرت موصوف الصدر کے خلیفۂ راشد نے عارف صادق حضرت مولانا

مونگیریؒ کی علی الاعلان براہِ راست تکفیر کی ہے۔ حضرت مولانا گنج مرادآبادیؒ نے آخر وقت ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء تک مولانا مونگیریؒ کے ایمانی کمالات اور روحانی صفات پر یقین رکھتے ہوئے آپ کو اپنا خلیفۂ صادق، نایب برحق بنائے رکھا تھا۔ حالاں کہ حضرت مونگیریؒ ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء میں ندوہ کی نظامت پر فایز ہوکر ایک یا ڈیڑھ سال آپ کی زندگی میں ندوہ کی انتظامی خدمت انجام دیتے رہے۔ اس صورت میں تو خان صاحب بریلوی کے اس تکفیری فتوے سے کہ

"جو ان کے کفر میں شک کرے یا ان کو اچھا جانے تو وہ بھی کافر ہے۔"

حضرت قطب الارشاد گنج مرادآبادیؒ کی ذات گرامی بھی کفر و ارتداد کے آتشیں اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکتی۔ العیاذ باللہ

ایک اور طرح سے:

رضا خانیوں کے نزدیک قطب الارشاد حضرت گنج مرادآبادیؒ کی ایک اور طرح سے بھی معاذ اللہ تکفیر لازم آتی ہے، کیوں کہ آپ نے اکابر علمائے دیوبند جیسے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے ایمانی کمالات اور روحانی خصوصیات و دینی خدمات کی ثنا و صفت، مدح و ستایش کی ہے۔ حضرت قبلہ گنج مرادآبادیؒ کے خلیفۂ برحق و مجازِ طریقت حضرت شاہ تجمل حسین صاحب بہاریؒ نے ایک کتاب "کمالاتِ رحمانی" نامی لکھ کر حضرت موصوف الصدرؒ کی خدمت مبارکہ میں پیش کی تھی، جس کو آپ نے شرف ملاحظہ سے مشرف فرمایا اور اپنے قلم مبارک سے اس کے سرورق پر مندرجہ ذیل دعائیہ جملہ تحریر فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ فَاِنَّہٗ لَایَمْلِکُھَا اِلَّا اَنْتَ

ع برکہ ایں دعوات درد نماید انجام او بہ خیر شود

حضرت مولانا شاہ تجمل حسین صاحبؒ ایسی معتبر و مستند کتاب میں لکھتے ہیں کہ

(۱) "اب بیعت کا جو عزم ہوا کہ مجھ کو عقیدت اور غلامی حضرت مولانا محمد

قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے تھی، آپ (حضرت والا گنج مرادآبادیؒ) کو کشف سے معلوم ہوا، آپ نے حضرت مولانا (محمد قاسم صاحب نانوتویؒ) کی تعریف کی کہ اس کم سنی میں اُن کو ولایت ہوگئی اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کی بھی تعریف کی کہ ان کے قلب میں ایک نورِ الٰہی ہے، جس کو ولایت کہتے ہیں۔ حضرت مولانا مونگیریؒ نے بھی اس روایت کی تصدیق کی ہے''۔ (کمالاتِ رحمانی: ص۱۱۳)

(۲) ''سید محمد طاہر صاحب رئیس مولانگر ضلع مونگیر نے قسم کھا کر فرمایا کہ ایک دن میں اپنے مرشد حضرت فضل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا، بزرگوں کا تذکرہ ہو رہا تھا، ایک شخص نے حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کی حالت دریافت کی، مجھے خوب یاد ہے حضرت مولانا نے یہ لفظ فرمائے کہ ''مولانا رشید احمد صاحب کا کیا حال پوچھتے ہو، وہ تو دریا پی گئے اور ڈکار تک نہیں لیا''۔

(تذکرۃ الرشید: ج۲، ص۳۲۱)

(۳) ''مولوی عبدالمجید ہزارویؒ فرماتے ہیں کہ میں حدیث پڑھنے کے لیے حضرت قبلہ گنج مرادآبادیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مولانا نے فرمایا: پڑھتے کہاں ہو؟ میں نے عرض کیا کہ دہلی میں مولانا نذیر حسین صاحبؒ کے پاس۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ گنگوہ میں مولانا رشید احمدؒ کی خدمت میں جا کر پڑھو، وہاں حدیث کی دکان کھلی ہوئی ہے۔''

(تذکرۃ الرشید: ج۲، ص۳۲۰)

جب کہ حضرت قطب الارشاد مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب قدس سرہ نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ و مولانا گنگوہیؒ کی تکفیر و تفسیق تو درکنار بلکہ ان بزرگوں کی روحانی و علمی خدمات کی ایسی تصدیق فرمائی ہے جو ان کے ایمانی کمالات کے لیے ایک روشن مینار کی حیثیت رکھتا ہے۔ تو اب رضاخانیوں کے اس تکفیری فتوے سے کہ ''جو اُن کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے'' نہ صرف حضرت مولانا شاہ فضل

الرحمٰنؒ ہی بلکہ آپ کے خلیفہ حضرت مولانا شاہ تجمل حسین بہاریؒ پھر ان حضرات کے روحانی فیوض و برکات سے جو بے شمار مسلمان رشد و ہدایت، زہد و تقویٰ سے سرفراز ہو چکے ہیں وہ سب کے سب معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کافر و مرتد ہوئے یا نہیں؟ ؎

صیاد نہ یوں تیر کو سینے سے مرے کھینچ
پیکان کے ہم راہ کہیں دل نہ نکل جائے

دارالعلوم ندوۃ العلما (لکھنو) کے ارکان و ممبران کی تکفیر:

ندوۃ العلما لکھنو کا دارالعلوم ایک مشہور اسلامی و مذہبی درس گاہ ہے، جس نے دین اور علم دین کی ایک بیش بہا خدمت ادا کی ہے اور آج تک اسی دینی خدمت میں مصروف ہے، لیکن رضاخانیت کے مشہور اکابر کی آنکھوں میں اہل حق کی دینی خدمتوں کے پھول بھی کانٹے بن کر چبھتے ہیں۔ براہ راست ندوہ کے بارے میں تکفیری فتویٰ ملاحظہ کیجیے۔ لکھتے ہیں کہ

(۱) اگر وہ ندوہ ...... کے ان حرکات و کلمات کفر و ضلال کو معاذ اللہ حق و صحیح مانتے ہیں تو جو کفر کو حق مانے وہ خود کافر ہے"۔ (تجانب اہل سنت: ص ۱۶۱)

اور اسی کتاب میں جس جگہ تمام اسلامی انجمنوں کی براہ راست تکفیر کی گئی ہے اس میں ندوہ دوسرے نمبر پر ہے۔ (تجانب اہل سنت: ص ۹۰)

دوسری وجہ تکفیر:

ندوہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

(۱) "اسی طرح ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء میں ندوۃ العلما نام کی ایک کمیٹی اسی ناپاک مقصد سے سراپا فساد بدمذہبوں اور سنیوں کے اتفاق و اتحاد کو لے کر اٹھی تھی"۔ (اجمل انوار الرضا: ص ۴۱)

(۲) "۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء میں طائفہ ندوہ نے اپنا سر نکالا اور ان آیات مبارکہ و احادیث کریمہ کو تحریف معنوی کر کے بدمذہبوں، لامذہبوں،

بد دینوں، بے دینوں کے ساتھ دوستی ومواخات واتحاد وموالات پر ڈھالا"۔ (تجانب اہل سنت: ص ۳۶۵)

اس قسم کے ظاہری اتحاد ودوستی کو اپنے ایک اختراعی فرقے صلح کلیوں کا بھی مقصد قرار دے کر کہتے ہیں کہ

(۱) "یہ خیالات اشد بدمذہبی بلکہ اتحاد وارتداد کی جڑ ہیں"۔

(تجانب اہل سنت: ص ۲۷۶)

(۲) "تو یہ بھی ان بے ایمان صلح کلیوں کا ملعون فریب ہے"۔

(تجانب اہل سنت: ص ۲۸۱)

(۳) "وصلح کلیہ غالیہ اپنے عقاید کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر بہ حکم شریعت قطعاً یقیناً اسلام سے خارج اور کفار مرتدین ہیں"۔

(تجانب اہل سنت: ص ۴۵۳)

اس لیے رضا خانیوں کے نزدیک مندرجۂ بالا فتویٰ سے ندوۃ العلما کے جملہ ممبران وارکان بھی اسلام سے خارج ہیں۔ العیاذ باللہ

تیسری وجۂ تکفیر:

یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ رضا خانیوں کے نام ور سرغنوں نے ندوۃ العلماء کے بانی علامہ شبلی نعمانیؒ اور اس کے ناظم حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کی براہِ راست بڑی شدت کے ساتھ تکفیر کی ہے۔ ندوۃ العلما کے طلبا ومدرسین اور اس کے تمام متعلقین ومتوسلین ان دونوں مذکورۂ بالا حضرات گرامی قدر کو مومن کامل بلکہ اپنا دینی پیش وا و مذہبی رہنما مانتے ہیں، اس لیے رضا خانیوں کے اس مشہور فتوے کی رو سے کہ "جو اُن کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے" ندوہ کے جملہ ارکان وممبران وطلبا واساتذہ بھی معاذ اللہ کافر ومرتد ہوئے۔

چوتھی وجہ تکفیر:

ندوہ کے ارکان ہوں یا ممبران، طلبا ہوں یا اساتذہ، ان میں سے کسی نے بھی آج تک دیوبندی جماعت اور اس کے مقتدر اکابر کی کبھی بھی تکفیر نہیں کی، بلکہ اس کے برعکس ہمیشہ اس جماعت کے اکابر و بزرگوں کو مومن کامل، پیشوائے دین وملت اساطین حق وصداقت تسلیم کیا ہے۔ اس صورت میں بریلی کے بڑے خان صاحب کے اس رسوائے عالم تکفیری فتوے سے کہ "جو ان دیوبندیوں کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے" ندوی حضرات بھی کفر وارتداد کے دایرے میں آگئے۔ العیاذ باللہ اسی وجہ سے رضاخانیت کی بارگاہ سے ندوہ کے محترم ارکان کو مندرجۂ ذیل جناتی خطابات عطا کیے گئے ہیں۔

کتاب "سوالات علما و جوابات ندوۃ العلما: مطبوعہ بریلی" کے مختلف صفحات میں یہ غیر انسانی خطابات درج ہیں:

(۱) "ہاں اس کے خطیب کون ہوئے؟ شبلی صاحب شمس العلما نیا چرہ سرسیّد کے نیچے اور باقی نیچریوں کے اوپر"۔ (ص ۳۴)

(۲) "عالی جناب شبلی صاحب امام النیا چرہ ہیں۔" (ص ۳۷)

(۳) "ہاں اس کے خطیب کون ہوئے؟ فلاں فلاں شروانی صاحب نیچری جنہوں نے صاف فخریہ مانا کہ ندوہ کانفرنس نیچریان کا کام پورا کرنے اٹھی اور مسلمانوں کو نیچری بنانے چلی ہے"۔ (ص ۳۷)

(۴) "ہاں اس کے خطیب کون ہوئے؟ وہ لال ٹوپی اور مخرش گال والے نیچری صاحبان"۔ (ص ۳۷)

(۵) "ہاں ہماری ندوہ کے خطیب کون ہوئے؟ عبدالحق حقانی جی وہ زف چرمیٔ"۔ (ص ۴۲)

(۶) "ہاں اس کے خطیب کون ہوئے؟ شیخ سلیمان پھلواروی ابن شیخ وادود کھیکنٹی وہ خرچرمیٔ"۔ (ص ۴۵)

(۷) ''ہاں اس کے خطیب کون ہوئے؟ محمد شاہ رام پوری صدر دوم ندوہ
ذوزف نص چڑی''۔ (ص۴۵)

(۸) ''ہاں اس کے خطیب کون ہوئے؟ ناظم کان پوری صاحب وہ زف
زل کم نت کروسب چڑی''۔ (ص۴۸)

رضاخانیوں نے مذکورہ بالا ارکان کو جن مفرد حروف میں خطابات مرحمت فرمائے ہیں اس کے معنی ومطلب ان کے معزز پیٹ کی محترم گہرائی کے سوااور کہاں مل سکتا ہے۔

رضاخانیت کے ایک بزرگ شاہ جی کی ندوہ کے حق میں بددعا کی نامقبولیت:

رضاخانیت کے اعلیٰ حضرت بریلوی نے ندوہ کے رد وابطال، کفر وارتداد کے لیے پچاس سے زاید رسالے اس لیے شایع کیے تھے تاکہ اس کا اثر ورسوخ مٹ جائے۔ چناں چہ مولوی حشمت علی لکھتے ہیں کہ

''حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ کے افاداتِ قدسیہ سے ردِ ندوہ میں پچاس سے زاید رسایل مقدسہ شایع ہوئے تھے''۔

(اجمل انوار الرضا: ص۴۱)

تو اس کے ساتھ ہی وہ اپنے مانے ہوئے بزرگوں سے ندوہ کی تباہی وبربادی کے لیے دعائیں بھی کراتے تھے۔ اس دعائیہ کہانی کو بھی مولوی حشمت علی کی زبان سے سنیے تاکہ اس کی صداقت میں کوئی شک نہ رہ جائے۔ لکھتے ہیں کہ

حضرت سراپا برکت مرشد الآفاق شاہ جی محمد شیر میاں صاحب قادری مجددی پیلی بھیتی رضی اللہ عنہ اس زمانے میں برابر حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ کے فتح مند وغالب ومظفر ومنصور اور ندوہ کے خایب وخاسر ومخذول ومقہور ہونے کی دعائیں فرماتے رہتے تھے۔ ایک موقع پر حضرت شاہ جی میاں رضی اللہ عنہ اور حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ کی باہم ملاقات ہوئی، سلام ومصافحہ ومزاج پرسی کے بعد فرمایا: کہیے مولانا!

ندوہ کا اب کیا حال ہے؟ حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ الحمدللہ کہ ندوہ دم توڑ رہا ہے، آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ حضرت شاہ جی میاں صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دعا تو ہم کرتے ہی ہیں لیکن ندوہ پچھڑے گا تمہیں سے۔" (اجمل انوار الرضا: ص ۴۱)

لیکن روز روشن کی طرح دنیا پر یہ ظاہر ہے کہ بریلی کے اعلیٰ حضرت کے پچاس سے زاید رسالوں نے ندوہ کے اثر ورسوخ اور ترقی وکامیابی کو مٹانا تو درکنار کم بھی نہ کر سکے اور اس فرقے کے مرشد الآفاق حضرت شاہ جی کی بددعائیں اس کے حق میں دعا بن کر بارگاہ خداوندی میں قبول کی گئیں کہ آج الحمدللہ مولوی حشمت علی اور ان کے اعلیٰ حضرت قبلہ ندوہ کے مقابلے میں خایب وخاسر ومخذول ومقہور ہوئے اور ندوہ فتح مند وغالب ومظفر ومنصور ہے۔ جس نے یہ کہا تھا کہ "ندوہ دم توڑ رہا ہے" وہ آج چوبیس برس ہوئے (۱) خود اپنا دم توڑ چکا اور ندو کا دم ماشاء اللہ بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ جس سے یہ کہا تھا کہ "ندوہ پچھڑے گا تمہیں سے" مدت ہوئی کہ وہ خود ہی پچھڑ گیا اور ندوہ آگے بڑھتا جا رہا ہے۔ تجربہ بتلا رہا ہے کہ جب رضا خانیوں نے کسی جماعت یا ادارے کے مٹانے اور گرانے کی کوشش کی تو وہ جماعت اور ادارہ مٹنے وگرنے کے بجائے ابھرتا اور ترقی کرتا ہے۔ اس لیے اے رضا خانیو! خوب یاد رکھو کہ ۔

جسے تم کوستے ہو عمر اس کی اور بڑھتی ہے
تمہیں سب کچھ تو آیا کوسنا اب تک نہیں آیا

علامہ شبلی نعمانیؒ کی تکفیر:

علامہ موصوف ان مشاہیر اسلام میں سے تھے جن کی اسلامی خدمات پر دنیائے اسلام نے خراج تحسین ونذر عقیدت پیش کر کے ان کے کمال ایمان پر مہر تصدیق ثبت

(۱) یہ کتاب ۱۹۴۳ء میں لکھی گئی۔ اس حساب سے احمد رضا کو مرے ہوئے آج ۲۰۰۹ء میں ۸۸ سال ہو چکے ہیں۔ کیوں کہ احمد رضا ۱۹۲۱ء میں مرا تھا۔ (ابونافع ۲۰۰۹ء)

گردی ہے۔ نہ صرف دارالعلوم ندوہ اور دار المصنفین اعظم گڑھ ہی کے اسلامی کارنامے ان کی ایمانی زندگی کے ''زریں شاہ کار'' ہیں بلکہ بہ ذات خود ان کی بیش بہا اسلامی تصلیفات خصوصیت سے سیرت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے ایمان واسلام کا ''حسن وجمال'' ہے، لیکن افسوس کہ علامہ نعمانیؒ جیسے مشہور خادم دین وملت کے ''ایمانی کمالات'' پر رضا خانیوں نے اپنے ''کفر وارتداد'' کا کالا تیل پھیر دیا ہے۔ چناں چہ اس فرقے کے نام ور چوب دار مولوی حشمت علی نے پہلے اپنے بدعت نواز دماغ سے ایک نیا فرقہ ''صلح کلیہ'' نامی ایجاد کیا، اس کے بعد حضرت علامہ شبلی نعمانیؒ کو اس فرقے کا ممتاز لیڈر تجویز کر کے ان کو کفر وارتداد کے دریا میں غرق کر دیا ہے۔ اس ''صلح کلیہ'' فرقے کا تعارف اس طرح کرتے ہیں کہ

(۱) ''صلح کلی کوئی مستقل مذہب نہیں بلکہ ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو بد مذہبوں، بے دینوں پر ردو طرد سے اپنی ناراضگی ظاہر کرے''۔

(تجانب اہل سنت: ص ۲۷۵)

(۲) ''اس ناپاک ترین فرقہ ''صلح کلیہ'' کے افراد ہر طبقے میں ہیں اور ہر ایک طبقے میں علاحدہ علاحدہ مختلف طریقوں سے اپنی صلح کلیت ملعونہ کا پرچار کرتے ہیں''۔ (ایضاً: ص ۲۷۸)

علامہ نعمانیؒ ''صلح کلیہ لیڈر'' ہیں:

(۱) ''اور ان صلح کلی نیچری لیڈروں کا مقصد سیاست کے پردے میں بے دینی ودہریت پھیلانا ہے۔ ان صلح کلی لیڈروں میں اعظم گڑھ کے مولوی شبلی بہت نمایاں ہستی رکھتے ہیں۔'' (تجانب اہل سنت: ص ۲۸۹)

فرقہ ''صلح کلیہ'' اور اس کے لیڈر کافر ہیں:

(۱) ''صلح کلیہ نابکار جو اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی توہینیں وصریح تکذیبیں کرنے والوں کے کفر وارتداد کو چھپانے، ان کی تکفیر شرعی کو غلط وباطل ٹھہرانے کے لیے اپنی صلح کلیت بگھارتے ہیں، یہ

سب بہ حکم شریعت مطہرہ کفار مرتدین ہیں۔“ (ایضاً: ص۴۵۴)

(۲) ”ان بے ایمان صلح کلیوں کا ملعون فریب ہے“۔ (تجانب اہل سنت: ص۲۸۱ و ۲۸۸) اوران صلح کلیوں کو کفر وارتداد کی لائن میں (نمبر ۱۴ ار پر رکھا ہے۔“ (تجانب اہل سنت: ص۴۵۴)

دوسری وجہ تکفیر:

علامہ شبلی نعمانیؒ کو فرقہ ”صلح کلیہ“ کے ممتاز لیڈر ماننے کے ساتھ نیچریوں کا بھی لیڈر کہہ کر ان پر کفر وارتداد کی دوہری مہریں لگادی ہیں۔

(۱) ”شبلی اعظم گڑھی کی نیچریت ودہریت اس کی کتابوں سیرۃ النبی والفاروق وسیرۃ النعمان میں اپنے زندیقی کرشموں کی بہار والحادی جوبنوں کی بہار دکھارہی ہے۔“ (تجانب اہل سنت: ص۲۸۹)

علامہ نعمانی مرحوم کی ایک مثنوی ”صبح امید“ پر غلط تنقید کرتے ہوئے آپ پر مندرجہ ذیل بے بنیاد الزامات کی وجہ سے کفر وارتداد کی بوچھاڑ کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ

”شبلی اعظم گڑھی نے ایک مثنوی صبح امید لکھی، جو نیچریوں کے دارالمصنفین نے شایع کی۔“ (تجانب اہل سنت: ص۲۸۹)

اس کے صاف ستھرے اشعار پر غلط تنقید کر کے کفر وارتداد کے یہ الزام لگائے ہیں۔

(۱) ”پھر آگے چل کر مرتد اکفر پیر نیچر (سرسید) کی منقبت میں قصیدہ خوانی کی ہے، حتیٰ کہ اسے راہ ہدایت کا خضر ہی بناڈالا۔ پھر نواب محسن الملک ونواب وقار الملک واشرف علی کی تحریری وتقریری تبلیغ نیچریت کی تعریف وتوصیف کر کے صاف کہہ دیا“۔ (ایضاً: ص۲۹۴)

پھر آگے چل کر پیر نیچر (سرسید) کے قایم کردہ کالج (مسلم یونی ورسٹی) علی گڑھ کی ثناخوانی میں چند اشعار ہیں، یہاں تک کہ اس کو قوم اسلام کا پشت وپناہ اوراپنی آرزؤں کا کعبہ بھی کہہ ڈالا۔ پھر سرسید کے عقاید کفریہ قطعیہ یقینیہ بر حضرات علمائے اہل سنت دامت برکاتہم نے جو فتاوی شرعیہ کو

باطل اور پیر نیچر کے عقاید کفریہ ملعونہ کو حق بھی کہہ دیا۔ پھر کالج نیچریت کے قایم ہونے کو قوم کے دن پھرنا کہا۔ آخر میں اس مرکز نیچریت منبع دہریت کے قیام وبقا کی دعا کر کے پھر بک دیا"۔

(تجانب اہل سنت: ص۲۹۴)

اس قسم کے لغو وغلط وجوہ کفر وارتداد کے اظہار کے بعد علامہ نعمانیؒ کو دایرۂ اسلام سے خارج کر دیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ

(۱) "شبلی اعظم گڑھی کے ان اشعار کا کفر یقینی وارتداد قطعی ہونا مہر نیم روز وماہ نیم ماہ سے بھی بڑھ کر واضح وروشن ہے۔"

(تجانب اہل سنت: ص۲۹۵)

(۲) "کیا کسی سنی مسلمان کو اپنے دین ومذہب کی رو سے ان کلمات ملعونہ کے قایل (علامہ شبلی نعمانیؒ) کے قطعی یقینی کافر ومرتد ہونے میں کچھ شک وشبہ رہ سکتا ہے؟" (ایضاً ص۲۹۶)

شمس العلماء الطاف حسین حالیؒ کی تکفیر:

شمس العلماء حالیؒ بھی علامہ شبلی نعمانیؒ کی طرح ان مشاہیر اسلام میں سے ہیں جن کی اسلامی خدمات پر اسلامی دنیا ناز وفخر کرتی ہے۔ جنہوں نے اپنی ایک مسدس سے اسلامی چمن کی ان کلیوں وغنچوں میں جو خوابِ ناز میں محو ومست تھے ایسی روح پھونک دی کہ وہ مسکرائے نہیں بلکہ کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ افسوس کہ رضا خانیت کے مرغنۂ اکبر مولوی حشمت علی کے نزدیک اسی مسدس حالی کے ایمانی ترانے واسلامی نغمے کفر وارتداد کا باعث ہیں۔

پہلی وجہ تکفیر:

حالیؒ کو بھی شبلیؒ کی طرح "صلح کلی" اور "نیچری" لیڈروں میں اونچا مقام دے کر کفر وارتداد کی بھیانک گہرائیوں میں اُتار دیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ

''ان صلح کلی لیڈروں میں ..... الطاف حسین حالی بہت نمایاں ہستی رکھتے ہیں''۔ (تجانب اہل سنت: ص ۲۸۹)

قارئین کرام! صلح کلیوں اور نیچریوں کی تکفیر ملاحظہ کر چکے ہیں کہ تجانب اہل سنت: ص ۴۵۳ میں ان دونوں گروہوں کی تکفیری وارتدادی لائین میں نمبر ۴ راور ۱۴ میں رکھا گیا ہے۔اس کے بعد مسدس حالی کے صاف وپاک اشعار پر غلط تنقید کر کے آپ کے معاذ اللہ کافرومرتد ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔لکھتے ہیں کہ

(۱)''الطاف حسین حالی نے ایک مسدس لکھا، جس کا نام مدوجزر اسلام رکھا۔نیچری لیڈروں وصلح کلی واعظوں نے اس کی اشاعت میں ایڑی چوٹی کے زور لگائے۔اس نے اپنے مسدس کے ۳۰۴ پر اپنے نیچری شاعر بن جانے کا سبب ان لفظوں میں لکھا ہے۔'' (تجانب اہل سنت: ص ۲۹۷)

(۲)''شبلی وحالی دونوں کے اقوال سے اتنا ضرور ثابت ہو گیا کہ ان دونوں کو گمراہ و بے دین بنانے والی، ان دونوں کے دین وایمان کو مٹانے والی وہی سر سید احمد خاں کولی علی گڑھی کی کافرانہ وساحرانہ نگاہ تھی''۔

(تجانب اہل سنت: ص ۲۹۸)

(۳)''یہ کفریات ملعونہ تو وہی ہیں جو امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی نے اپنی ناپاک کتاب تقویۃ الایمان میں بکے''۔ (ایضا: ص ۲۹۸)

(۴)''حالی نے امام الوہابیہ کی شاگردی میں ان سب کفروں کا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر افترا کر دیا''۔

(تجانب اہل سنت: ص ۲۹۹)

(۵)''تو اس بے دین قایل (حالی کو) کافر مرتد ماننا پڑے گا''

(تجانب اہل سنت: ص ۳۰۲)

(۶)''اس کفر ملعون میں حالی ومشرقی دونوں متحد ومشترک ہیں''۔

(ایضا: ص ۳۲۴)

(۷)''مسٹر حالی کے اس مسدس میں بیسیوں کفریات کے انبار ہیں اور

ہزاروں ضلالات کے طومار"۔ (تجانب اہل سنت: ص۳۳۴)

(۸) "بہرحال حالی وشبلی کا محض خدمتِ خلق واحسان الی الخلق کے حیلۂ مکذوبہ وبہانۂ کاذبہ کی بنا پر تمام مسلمانوں کو قطعاً کافر وبے دین بنانا قطعی کفروارتداد ہے اور یقینی زندقہ والحاد"۔ (تجانب اہل سنت: ص۳۲۲)

اس کے علاوہ اسی کتاب کے صفحہ ۳۰۲، ۳۰۴، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۶۰ میں آپ پر "صلح کلیت"، "نیچریت"، "تکذیب آیات الٰہیہ"، "توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" اور "تحریف مسایل ضروریہ" کا الزام لگا کر معاذ اللہ کافر ومرتد کہا گیا ہے۔

ترجمان حقیقت ڈاکٹر اقبالؒ کی تکفیر:

ڈاکٹر صاحب موصوف اسلامی چمن کے ایک ایسے مہکتے ہوئے پھول تھے جس کی بھینی بھینی خوش بو سے آج تک تمام عالم اسلام معطر ہے اور جس کی "بانگ درا (۱)" نے بھٹکے ہوئے کارواں کو منزل پر پہنچادیا۔ جس کے "زبورِ عجم (۲)" کی بہار آفریں نغموں نے ربابِ دل کو چھیڑ کر اسلامیانِ عالم کو مسحور وبے خود بنادیا۔ جس کی "ضربِ کلیم (۳)" نے طلسم سامری شوکتِ فرعونی کو توڑ کر جلوۂ طور کا ایک عرفانی منظر پیش کیا۔ جس کے "بالِ جبریل (۴)" نے عرش الٰہی کے انوار وتجلیات سے اہل فرش کے دلوں کو روشن ومنور کردیا اور جس کے "ارمغانِ حجاز (۵)" نے عشقِ رسول ومحبت الٰہی کی شمع محفل اسلام میں روشن کردی۔ غرض یہ کہ جس نے اپنی نغمہ سنجیوں اور انقلاب آفریں ترانوں سے گلشن اسلام کے پھولوں میں شباب آفریں روح پھونک دی۔ جس نے اپنی ایمان افروز شاعری سے مسلمانوں کے اندر، حسن علم ونیک کرداری کا ایک بے پناہ جذبہ پیدا کردیا ہو تو افسوس کہ ایسے مومن وقانت، مسلم کامل، ترجمانِ حقیقت، مصور فطرت، شاعر اسلام کے ایمان واسلام کو بھی رضاخانیوں نے اپنے کفر وارتداد کی بھٹی کا ایندھن بنادیا ہے۔

(۱-۲-۳-۴-۵) ڈاکٹر صاحبؒ کی مشہور کتابوں کے نام ہیں۔ (ابونافع)

سب سے پہلے اس فرقے کے نقیب اعظم مولوی حشمت علی نے آپ کو بھی ''صلح کلیت'' اور ''نیچریت'' کا ایک ممتاز لیڈر تسلیم کیا ہے۔ اس کے بعد آپ کی ایمانی شمع کو بھی کفر وارتداد کی بادِ سموم کے تیز وتند جھونکوں سے گل کر دیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ

(۱) ''اور زمانۂ حال کے مشہور شاعر ڈاکٹر اقبال بہت نمایاں ہستی رکھتے ہیں۔ ان کی ''صلح کلیت'' اپنی حد سے گذر کر شدید نیچریت ودہریت تک پہنچی ہوئی ہے۔ انہوں نے اپنے مضامین میں نظم ونثر کے ذریعے سے نیچریت کا زبردست پرچار کیا ہے''۔ (تجانب اہل سنت: ص ۲۸۹)

(۲) ''اسی طرح فلسفی ڈاکٹر اقبال صاحب نے اپنی فارسی واردو نظموں میں دہریت اور الحاد کا زبردست پروپیگنڈہ کیا ہے۔ کہیں اللہ عزوجل پر اعتراضات کی بھرمار ہے، کہیں علمائے شریعت وائمۂ طریقت پر حملوں کی بوچھاڑ ہے، کہیں سیدنا جبرئیل امین وسیدنا موسیٰ کلیم وسیدنا عیسیٰ مسیح علیہم السلام کی تنقیصوں توہینوں کا انبار ہے، کہیں شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ واحکام مذہبیہ وعقاید اسلامیہ پر تمسخر واستہزا وانکار ہے، کہیں اپنی زندیقیت وبے دینی کا فخر ومباہات کے ساتھ کھلا ہوا اقرار ہے''۔

(تجانب اہل سنت: ص ۳۵-۳۴۴)

اس کے علاوہ اسی کتاب کے صفحہ ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۴۱، ۳۴۳ میں ڈاکٹر اقبال مرحوم پر ان کے اشعار کے تنقیدی سلسلے میں مختلف قسم کے تکفیری وارتدادی الزامات لگا کر بڑی ہوشیاری سے مندرجۂ ذیل عبارت میں آپ کو بھی اسلام سے خارج کر دیا ہے۔

(۱) ''مسلمانان اہل سنت خود ہی انصاف کر لیں کہ ڈاکٹر صاحب کے مذہب کو سچے دین اسلام کے ساتھ کیا تعلق ہے''؟

(تجانب اہل سنت: ص ۳۴۱)

مولوی حشمت علی نے مندرجۂ بالا دونوں عبارتوں میں اپنی فطرت وعادت کے بالکل خلاف متانت وسنجیدگی سے نرم لب ولہجے میں ڈاکٹر صاحب کو اسلام سے خارج

کیا ہے، لیکن ذیل کی عبارت میں حسب عادت کفروارتداد کی بے دھڑک "سنگ باری" کی ہے۔ پہلے آپ پر سائنس کی ایجادات کاملہ کی دل دادگی و شیفتگی کا الزام لگا کر صاف لفظوں میں آپ کو کافر و مرتد کہا ہے۔ لکھتے ہیں کہ

> سائنس کے بھی وہ وہمیات کاذبہ اور خرافات باطلہ ہیں جن کا پیا ڈاکٹر اقبال جیسا ترجمان حقیقت جب حضرات علمائے اہل سنت کی درس گاہوں میں نہیں پاتا ہے تو وہ بھی آٹھ آٹھ آنسو رو رو کر بال جبریل کے صفحہ ۷ پر یہ مرثیہ گاتا ہے...... بالجملہ جو شخص سائنس کے وسوسات کاذبہ وہوسات عاطلہ پر آنکھ بند کر کے ایمان لے آئے اور ان پر بھروسا کر کے ارشادات الٰہیہ کو جھٹلائے وہ بہ حکم شریعت مطہرہ یقیناً بے ایمان و بے دین ہے"۔ (تجانب اہل سنت: ص ۳۴۴)

قارئین کرام! ان موصوف الصدر تینوں حضرات اسلام کی وہ نامور ممتاز ہستیاں ہیں جن کی انقلابی وروح افزا شاعری نے الحاد ودہریت کے خلاف اسلام کی زبردست حمایت کی ہے اور اس نے مسلمانان ہند کے دلوں میں اتنا سوز وگداز تاثر وانفعال کا بے پناہ جذبہ بے دار کیا ہے کہ ہزاروں مسلمان اس سے متاثر ہو کر حسن عمل اور نیک کرداری کے غازی بن گئے ہیں، لیکن اس کا کیا علاج کہ ان حضرات کی یہ اسلامی خدمات وایمانی جذبات رضاخانیت کی بڑی بڑی آنکھوں میں کفروارتداد کے کانٹے بن کر چبھ رہے ہیں۔ اسی سے رنجیدہ ہو کر ڈاکٹر اقبال مرحوم نے کہا ہے کہ ؎

مجھ کو تو سکھادی ہے افرنگ نے زندیقی
اس دور کے ملا ہیں کیوں ننگ مسلمانی

سیرت کمیٹی (پٹی، ضلع لاہور) کے ارکان و متعلقین کی تکفیر:

ہندوستان کی تقسیم سے پہلے قاضی عبدالمجید قریشی نے سیرت کمیٹی کے نام سے ایک مرکزی انجمن بنائی تھی، جس کا صدر دفتر مقام پٹی ضلع لاہور میں تھا۔ اس کا واحد

تصد حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کی تحریر وتقریر کے ذریعے اشاعت کرنا اور مسلم وغیر مسلم ہر ایک کو اس سے روشناس اور واقف کار بنانا تھا۔ اسی مقصد کے پیش نظر ہندوستان کے ہر شہر وقصبہ ودگاؤں میں سیرت کمیٹیاں بنیں اور اس کی نگرانی میں ہر جگہ سیرتی ومیلادی جلسے منعقد ہوتے تھے۔ ان میلادی جلسوں میں زیادہ تر رضا خانی مولوی ہی مع اپنے سنہری لباسوں وچمکتے ہوئے جبوں ورنگین پگڑیوں کے شریک ہو کر میلادی تقریریں کیا کرتے تھے اور وزن دار ''نذرانے'' وصول کر کے رخصت ہوجاتے تھے۔ قاضی صاحب موصوف نے اسی مقصد کے پیش نظر ہفتہ وار اخبار ''ایمان'' بھی جاری کر رکھا تھا اور سیرت پاک کے متعدد عنوانوں پر مختلف زبانوں میں ہزار ہا پمفلٹ اور کتابیں بھی شایع کی تھیں۔ اگر چہ علمائے حق کو اس ''تحریک سیرت'' کی بعض چیزوں سے کچھ اختلاف تھا، لیکن اس اختلاف کا نتیجہ سیرت کمیٹی اور اس کے ارکان کی تکفیر نہ تھی اور نہ ہوسکتی تھی، لیکن رضا خانیوں کا ایک ایسا تکفیری فرقہ ہے جس کا ہر ایک اختلاف ''تکفیری'' ہی پر ختم ہوتا ہے۔ چناں چہ اس فرقے کے ایک ''نام ور مولوی'' حشمت علی بالقابہ جو حسن اتفاق سے اپنے ''اعلیٰ حضرت کے مظہر'' ہونے کی وجہ سے ''کریلا نیم چڑھا'' بن گئے ہیں، نے سیرت کمیٹی کی تردید بلکہ تکفیر پر ایک مستقل کتاب ''راز سیرت کمیٹی'' نامی تصنیف کر ڈالی ہے۔ یہ کتاب از اول تا آخر سب وشتم، لعن وطعن، تکفیر وتفسیق کا ایک ناہموار مجموعہ ہے اور اس میں تکفیری گالیوں، تفسیقی بدگوئیوں کے سوا اور کچھ نہیں۔ چناں چہ سب سے پہلے ان ہی کے لفظوں میں اس کا تعارف ملاحظہ کیجیے۔ لکھتے ہیں کہ

(۱) ''سیرت کمیٹی در حقیقت ''خباثت کمیٹی'' اور حسب فرمان شریعت مطہرہ ''ضلالت کمیٹی'' اور بہ حکم قرآن عظیم ''لعنت کمیٹی'' اور بہ لحاظ نتیجہ ''ردت کمیٹی'' اور عند التحقیق اپنے چہیتے ماں باپ ''خلافت کمیٹی'' و ''ندوہ کی لاڈلی بیٹی'' ہے''۔ (راز سیرت کمیٹی، مطبوعہ سلطانی پریس بمبئی: ص ۲)

(۲) ''جس سیرت کمیٹی کا سنگ بنیاد یہ کفر وارتداد، دہریت والحاد، کفار و

مشرکین ومنافقین ومرتدین کے ساتھ کھال میل اوراتحاد ہے اس کی تمام تر کاروائیاں مخالف شریعت ومنافی اسلام ہی ہوں گی"۔

"سیرت کمیٹی کے اسی بنیاد کفروارتداد وزندقہ والحاد کا نتیجہ ہے کہ اس کمیٹی کی طرف سے جومتعدد رسایل شایع ہوئے، ان میں بہ کثرت کفریات وضلالات واقع ہوئے۔" (راز سیرت کمیٹی: ص ۷)

(۳)"سیرت کمیٹی مجمع مبتدعین وفجار اور ندوہ مرتدین وملحدین وکفار، دین داروں کو بے دین بنانا، کفرواسلام کافرق اٹھانا۔"(راز سیرت کمیٹی: ص ۵۴)

(۴) یقیناً یہ ایسا کھلا ہوا کفر صریح ہے کہ جو اس کے قایل کے کافر ومرتد ہونے میں اس کے اس قول بدتر از بول پر یقینی اطلاع پانے کے بعد بھی شک وشبہ کرے وہ بھی یقینی کافرومرتد اور بے توبہ مرا تو مستحق نار ابد ولایق لعنت سرمد ہے۔" (راز سیرت کمیٹی: ص ۱۸)

اس کے علاوہ تمام کتاب کفروارتداد کی کشیدہ کاریوں سے رنگین ہے۔ حسب ضرورت ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ آخر میں مسلمانوں کو سیرت کمیٹی کی شرکت سے اس طرح ممانعت کی ہے:

(۱)" بہ حکم شریعت مطہرہ مسلمانوں کو سیرت کمیٹی میں شامل ہونا اور اس کا ممبر ہونا حرام حرام حرام۔" (راز سیرت کمیٹی: ص ۵۵)

(۲)"جو لوگ سیرت کے اقوال کفریہ قطعیہ یقینیہ پر اطلاع یقینی حاصل کر لینے کے بعد بھی ان کے قایلین کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرتے یا ان کے کافر ہونے میں شک رکھتے ہیں وہ تو خود بہ حکم شریعت مطہرہ کافر مرتد ہیں اور جو لوگ ان اقوال کفریہ کے قایلین کو کافر ومرتد جانتے ہیں مگر پھر بھی سیرت کمیٹی میں شامل اس کے ممبروں میں داخل ہیں وہ لوگ بہ حکم شریعت مطہرہ اشدترین فسق وفجار، مستحق غضب جبار، مورد قہر قہار، سزاوار عذاب نار ہیں۔"(راز سیرت کمیٹی: ص ۵۶)

اس کے علاوہ تجانب اہل سنت کے صفحہ ۵۹، ۶۲، میں بھی سیرت کمیٹی کی "تکفیر" کو

واضح کیا گیا ہے۔ رضا خانیت کے اس نام ور سرغنے کے تکفیری فتوے کا یہ لازمی نتیجہ ہوگا کہ ہندوستان میں جتنی سیرت کمیٹیاں بنائی گئیں اور اس کی نگرانی میں میلاد شریف و سیرت پاک کے جتنے جلسے منعقد ہوئے اور اس میں جس قدر مسلمانوں نے شرکت کی یا اس کی امداد و اعانت کی ہے رضا خانیت کے اس "مکفر اعظم" کے نزدیک سب کے سب کافر و مرتد ہو گئے۔ العیاذ باللہ۔

سرسید بانی مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ کی تکفیر:

اگر چہ علمائے حق کو سرسید کے مذہبی خیالات سے سخت اختلاف تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی تفسیری غلطیوں کو علی الاعلان ظاہر کیا اور اس کی سخت سے سخت تردید و تنقید کر کے عام مسلمانوں کو بتلا دیا کہ وہ خیالات اس قابل نہیں ہیں کہ مذہبی حیثیت سے ان کی طرف کچھ بھی توجہ کی جائے، لیکن اس کے باوجود ان کو نہ صرف مسلمان ہی بلکہ مسلمانوں کے ہم درد و خیر خواہ سمجھتے ہیں۔ آج ان کی اس خیر خواہی و ہم دردی کی "روشن یادگار" مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ ہے۔ آج پاک و ہند میں جس قدر مسلم انگریزی اسکول و کالج ہیں وہ سب کے سب اسی مسلم یونی ورسٹی کے علمی فیض سے قایم ہیں۔ اسی طرح ان دونوں ملکوں میں جس قدر مسلم اعلیٰ عہدہ داروں، افسروں، وکیلوں، بیرسٹروں، ڈپٹی کلکٹروں، پروفیسروں، ڈاکٹروں، انجینئروں وغیرہ کی تعداد موجود ہے وہ سب کی سب اسی مسلم یونی ورسٹی کے واسطے یا بالواسطہ تعلیم یافتہ ہیں اور اس کا یہ علمی فیض مسلمانوں کی ترقی و بہبودی میں ہمیشہ جاری رہے گا۔

ایسے شخص کے بارے میں رضا خانیت کے مشہور مُکفِّر مولوی حشمت علی جو بہ قول خود سگ (کتا) بارگاہ رضویہ ہیں، اس انداز سے بول رہے ہیں جو صرف آپ ہی کا حصہ ہے، لیکن اس سے پہلے ان کی بھی سن لیجیے کہ جس کا کتا ہونے پر یہ فخر کرتے ہیں۔

"عرض: بعض علی گڑھ ہی کو سید صاحب کہتے ہیں۔

ارشاد: وہ تو ایک خبیث مرتد تھا۔" (ملفوظات اعلیٰ حضرت: مطبوعہ لکھنو:

ج ۳، ص ۱۷)

(۱) ''نیچریت بھی مادر وہابیت کی دختر نوزائیدہ ہے اور اس کے عقائد اس سے بھی اخبث وانجس ہیں۔ اس کا بانی پیر نیچر سر سید احمد خاں کولی علی گڑھی ہے''۔ (تجانب اہل سنت: ص ۲۰)

(۲) ''بہر حال جو شخص پیر نیچر (سر سید) کے کفریات قطعیہ یقنیہ میں سے کسی ایک ہی کفر پر مطلع ہونے کے بعد اس کا فر مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر و مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی بہ حکم شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً کافر و مرتد اور بے توبہ مرا تو مستحق عذاب ابدی ہے۔''

(تجانب اہل سنت: ص ۸۶)

اس کے علاوہ اسی کتاب کے صفحہ ۲۲، ۲۳ میں آپ کی تکفیر کی گئی ہے۔ صفحہ ۴۵، ۴۹، ۸۵، ۲۱۸، ۲۲۵ میں سر سید مرحوم کو ''مرتد اکفر پیر نیچر'' کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے۔

سر سید مرحوم کے نورتن کی تکفیر:

''جس طرح بے دین بادشاہ اکبر نے اپنے نورتن بنائے تھے جو اس کے وزیران حکومت اور مشیران سلطنت تھے اسی طرح پیر نیچر نے بھی اپنے نو رتن بنا رکھے تھے، جو پیر نیچر کے وزیران نیچریت اور مشیران دہریت اور مبلغین زندیقیت تھے، جن کے نام یہ ہیں: نواب محسن الملک مہدی علی خاں، نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی خاں، نواب انتصار جنگ مولوی مشتاق حسین، مولوی الطاف حسین حالی، شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ، مولوی مہدی حسن، سید محمود خاں، شبلی نعمانی اعظم گڑھی، ڈپٹی نذیر احمد خاں دہلوی''۔ (تجانب اہل سنت: ص ۷-۸۶)

الغرض رضا خانیوں کے اس رسوائے عالم تکفیری فتوے سے سر سید مرحوم اور مذکورہ بالا نو محترم و نامور ہستیاں اور پھر ان کو مسلمان ماننے والے یا علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی سے واسطہ یا بالواسطہ تعلق رکھنے والے جس قدر بے شمار مسلمان ہیں وہ سب کے

سب اس لیے کافر و بے ایمان ہیں کہ وہ سر سید کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

وہ نگاہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں یا رب دل کے پار
جو مری کوتاہیِ قسمت سے مژگاں ہو گئیں

رضاخانیوں کے مدرسۂ منظر الاسلام بریلی میں ایک کانگریسی وصلح کلی لیڈر مسٹر رفیع احمد قدوائی" کے لیے دعائے مغفرت:

چوں کہ قدوائی صاحب مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ کے ایک فاضل گریجویٹ تھے اور اسی جگہ سے آپ کی سیاسی زندگی کا آغاز بھی ہوا ہے، اس وجہ سے آپ کا تذکرہ سر سید مرحوم کے ساتھ مناسب ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ قدوائی صاحب مرحوم کے اچانک انتقال نے ہندوستان کے ہر باشندے کو رنج وغم، درد والم میں مبتلا کر دیا اور ملک وقوم کو وہ شدید نقصان پہنچایا کہ اب اس کی ''تلافی'' ناممکن اور نعم البدل ملنا مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے ہر ادارے اور ہر فرد نے ان کی وفات پر اپنے دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے ان کا سوگ منایا ہے۔ یہاں تک کہ بریلی کے ''بارگاہِ رضویہ'' کے وہ ممتاز رضاخانی جن کو بہت سی وجوہ سے اپنے فرقے میں مرکزیت وامتیازی حیثیت حاصل ہے اور جن کی آنکھوں میں ڈاکٹر مختار احمد انصاریؒ، مولانا محمد علیؒ، شوکت علیؒ، مولانا عبدالماجد بدایونیؒ، مولانا عبدالباری لکھنویؒ، حکیم اجمل خاں صاحبؒ جیسے مشاہیر اسلام اور کانگریسی لیڈران کی وفات پر نہ رنج والم کے آنسو کا کوئی قطرہ آیا، نہ دل کی دھڑکنیں تیز ہوئیں، نہ گھروں میں صف ماتم بچھی، نہ اخباروں میں تعزیتی تجویز چھپی، لیکن حیرت وبر بالائے حیرت ہے کہ اس فرقے کے ممتاز ارکان جو کبھی بھی امت مسلمہ کے کسی مشہور لیڈر کی وفات پر نہ غم گین ہوئے ہیں نہ دردمند وہ آج اپنی روایات اور وضع داری کے بالکل خلاف قدوائی صاحب جیسے پختہ کار کانگریسی رہنما

وصلح کلی لیڈر کی موت پر ان کی آنکھیں اشک بار، دل غم گین، جسم درد والم کا سراپا بنا ہوا ہے اور ہاتھ دعائے مغفرت کے لیے اٹھے ہوئے ہیں ع

ایں طرفہ تماشا ہیں دریا بہ حباب اندر

سب سے پہلے اس سلسلے میں رضا خانیوں کے مدرسۂ منظر اسلام بریلی کے اساتذہ وطلبا، اراکین وممبران کی وہ تعزیتی تجویز ملاحظہ کیجیے جو اخبار قومی آواز لکھنو مورخہ ۳۱ راکتوبر ۱۹۵۴ء جلد ۹، شمارہ ۲۹۰، ص ۳، کالم ۶ میں مندرجۂ ذیل عنوان کے ساتھ درج ہے:

بریلی کے دارالعلوم منظر اسلام میں تعزیتی جلسہ

"بریلی، ۲۹ راکتوبر: دارالعلوم منظر اسلام محلہ سوداگران کا ایک جلسہ ہوا، جس میں ایک تعزیتی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ یہاں کے اساتذہ وطلبا واراکین کمیٹی مدرسہ ہندوستان کے ہر دل عزیز وزیر غزا، ملک وقوم کے مقتدر لیڈر مسٹر رفیع احمد قدوائی کے اچانک انتقال پر اپنے دلی تاثرات اور گہرے رنج والم کا اظہار کرتے ہیں اور غم جان کاہ میں جو اُن کی وفات سے ملک وقوم کو پہنچا ہے برابر کے شریک ہیں اور خداوند کریم سے مرحوم کے واسطے دعائے مغفرت اور مرحوم کی اہلیہ محترمہ اور تمام پس ماندگان کے ساتھ اظہار ہم دردی کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ خداوند کریم انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔"

اگر چہ مرحوم قدوائی صاحب مسلمان تھے اور مسلمانوں کے خیر خواہ تھے، لیکن وہ ملکی معاملات میں ہندوؤں کے ساتھ اتحاد ودوستی کو اتنا ضروری سمجھتے تھے کہ یہ اتحاد ان کی زندگی کے ہر حصے میں نمایاں طور پر ظاہر تھا۔ وہ اسی وجہ سے مسلمانوں میں سخت قسم کے "کانگریسی" وصلح کلی کہلاتے تھے۔ وہ علمائے دیوبند جیسے مولانا حسین احمد مدنیؒ، مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حکیم الامت مولانا تھانویؒ، مولانا سید سلیمان ندویؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، سرحدی گاندھی خان عبدالغفار خانؒ، مولانا عبدالباری فرنگی

محلّی"، سرسید احمد خاں، مسٹر جناح ودیگر رہنمایان ملک وقوم کو نہ صرف مسلمان ہی سمجھتے تھے بلکہ ان میں سے بعض کو اپنا مذہبی پیش وا بھی مانتے تھے۔ حالاں کہ فرقۂ رضاخانی کے امام اکبر مولوی احمد رضاخان صاحب بریلوی نے اپنی کتاب "المحجۃ المؤتمنۃ" اور "الطاری الداری" میں ہندوستان کے ساتھ اتحاد و دوستی کو بہ ذات خود کفر وارتداد بتلایا ہے اور اس کے علاوہ ان مذکورۃ الصدر بزرگان واکابر کے کفر وارتداد پر اس طرح سے فتوی دیا ہے کہ جو ان کے کفر وارتداد میں شک کرے یا ان کو اچھا جانے تو وہ بھی کافر ومرتد ہے۔ جیسا کہ اس کتاب میں کئی جگہ وہ فتوی مذکور ہوا ہے۔ ان حالات میں بریلی کے محلۂ سوداگران کے مرکزی دارالعلوم منظر اسلام کے اساتذہ وطلبا، ارکان ممبران کا مرحوم قدوائی صاحب جیسے کانگریسی وصلح کلی لیڈر کے رنج وغم میں برابر کا شریک ہونا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کرنا عجایبات عالم کا آٹھواں عجوبہ اور اختلافات وتضاد کا ایک نادر مجموعہ ہے کہ ایک طرف اس فرقے کے اعلیٰ حضرت اور مظہر اعلیٰ حضرت دونوں کانگریسی وصلح کلی لیڈروں کی اس شدومد سے تکفیر کرتے ہیں کہ جو ان کے کفر وارتداد میں شک کرے تو وہ بھی کافر ومرتد ہے۔ دوسری طرف ان ہی اعلیٰ حضرت کی بارگاہ ومقبرے کے مجاورین اور منظر اسلام کے علما وطلبا، ارکان وممبران قدوائی صاحب جیسے صلح کلی وکانگریسی لیڈر کے غم والم میں شریک ہوکر ان کے لیے دعائے مغفرت کررہے ہیں۔ تو کیا یہ اپنے امام وپیش وا مولوی احمد رضاخان صاحب کے تکفیری فتوے کی لغویت وبے اعتباری کا اظہار نہیں ہے؟ اگر اعلیٰ حضرت بریلوی کے ان نام ور خادموں ومشہور مولویوں کے نزدیک وہ تکفیری فتوی صحیح ودرست ہے تو اس صورت میں منظر اسلام کے علما وطلبا اس تعزیتی تجویز ودعائے مغفرت کی وجہ سے اسلام میں داخل رہے یا نہیں؟ اور ان کے ازدواجی رشتے قایم رہے یا نہیں؟

بہرحال وہ تکفیری فتوی جو کانگریسی وصلح کلی لیڈروں کے حق میں دیے گئے ہیں صحیح اور درست ہیں تو منظر اسلام بریلی کے علما وطلبا اور دیگر اراکین مرحوم قدوائی

صاحب کی تعزیت ودعائے مغفرت کی وجہ سے نہ اسلام میں داخل رہے اور نہ ان کے ازدواجی رشتے قایم رہے۔ اگر یہ تعزیت ودعائے مغفرت صحیح ودرست ہے تو اعلیٰ حضرت بریلوی کے وہ تکفیری فتوے ایسے جھوٹے اور غلط ہیں کہ جس پر خود ان کے مدرسۂ منظرِ اسلام کے علما کی مہریں ثبت ہیں۔

دوگونہ رنج وعذاب است جاں مجنوں را
بلائے صحبت لیلیٰ وفرقت لیلیٰ

خواجہ حسن نظامی دہلویؒ کی تکفیر:

اگر چہ علمائے حق کو خواجہ صاحبؒ موصوف سے کچھ جزوی اختلافات ہیں، لیکن اس کا نتیجہ کفر وارتداد ہو! یہ نہیں ہے۔ مگر رضا خانیوں کے یہاں تو ہر اختلاف موجب کفر وارتداد ہے۔ اس لیے خواجہ صاحبؒ کی دینی خصوصیات، اسلامی روایات کے حامل ہونے کے باوجود پھر بھی ان کو کافرانہ نگاہوں ہی سے دیکھا گیا ہے۔ پہلے ان کے وہ القاب وخطاب ملاحظہ کیجیے جن سے ان کا تعارف کرایا گیا ہے۔

(۱)" خواجگی کے دعوے دار، کفر کی تبلیغ کے ٹھیکے دار، اسلام کی مخالفت کے علم بردار، کرشن کنہیا کے امتی، مسٹر جٹادھاری خواجہ حسن نظامی دہلوی"۔

(تجانب اہل سنت: ص ۱۳۹)

(۲)" مسلمانو! کیا اب بھی حسن نظامی کے کافر، مرتد (۱)، منافق (۲)، ملحد (۳)، زندیق (۴)، بے دین ہونے میں کچھ شک رہ سکتا ہے"۔

(تجانب اہل سنت: ص ۱۴۶)

(۳)" پیارے بھائیو! انصاف سے کہو، مسلمان کہلانے والوں میں بہ حکم

---

(۱) دین اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرنے والا۔
(۲) دورخی شخص جو مسلمانوں سے مل کر اپنے کو مسلمان بھی کہتا ہوں اور کافروں سے مل کر کفر کا اظہار بھی کرتا ہو۔
(۳) راہِ حق سے پھرا ہوا۔
(۴) جو خدا کی وحدانیت کا قایل نہ ہو۔

شریعت مطہرہ حسن نظامی سے بڑھ کر ذلیل کافر اور کون ہوگا؟" (تجانب اہل سنت: ص ۱۵۰)

(۴) "ہر سنی مسلمان پر روشن وظاہر ہے کہ حسن نظامی اپنے کفریات قطعیہ یقینیہ کثیرہ کے سبب بہ حکم شریعت مطہرہ ایسا مرتد کافر کہ جو شخص اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بہ حکم شریعت اسلامیہ زندیق بے دین، خاسر"۔ (ایضاً: ص ۱۶۰)

اور اسی کتاب تجانب اہل سنت کے صفحہ ۱۲۵، ۱۳۳، ۱۳۵، ۱۳۷، ۱۳۸ و ۱۴۸ میں خواجہ حسن نظامی دہلویؒ پر کفر وارتداد، بے دینی و بے ایمانی کی سخت بارش کی گئی ہے۔ **العیاذ باللہ** .

احمد رضا خان خواجہ صاحبؒ کی نظر میں:

خواجہ حسن نظامیؒ نے احمد رضا خان کا بڑا خوب صورت خاکہ ۱۹۲۲ء میں کھینچا تھا۔ ظرافتِ طبع کے لیے اس اشاعت میں شامل کیا جارہا ہے۔

"درمیانہ قد، دبلا بدن، گندمی رنگ، گنجان اور بڑی داڑھی، متین اور سنجیدہ چہرہ، ستر برس کی عمر میں انتقال کیا۔ بریلی میں رہتے تھے۔ بہت باثر عالم مانے جاتے تھے۔ صوفیانہ مشرب تھا۔ رنگون، کلکتہ، بمبئی، کراچی وغیرہ میں ان کے مرید اور معتقد ہیں۔ صوفیوں اور وہابیوں کے اختلافی مسایل پر بہت بڑا ذخیرہ کتابوں کا چھوڑ گئے۔ دیوبندی گروہ کے سب سے بڑے حریف تھے۔ کفر کا فتویٰ دینے میں بڑی مہارت تھی۔ ایک شخص کو ایک گناہ کے عوض کئی کئی ہزار کے کفر کے فتوے دیتے تھے اور عجیب وغریب باریکیاں کفر سازی کی ان کے ذہن میں آتی تھیں۔ مسئلہ خلافت سے ان کو اختلاف تھا۔ انتقال کے قریب ان کے اخلاف مسلمانوں میں بہت چرچا ہوگیا تھا اور مولانا اشرف علی کی طرح ان کے مرید اور معتقد بھی اختلاف خلافت کے سبب ان سے برگشتہ ہوگئے تھے"۔

(خواجہ حسن نظامی - خاکے اور خاکہ نگاری: ص ۱۰۹)

باب(۱۱)

مجلس احرار اسلام کے ارکان

اور امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، مفتیٔ اعظم مولانا کفایت اللہ دہلویؒ، سرحدی گاندھی عبدالغفار خانؒ پشاوری، امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ، سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلویؒ کی پرزور تکفیر

تجانب اہل سنت: ص ۴۵۳ میں ہندوستان کی اسلامی انجمنوں اور جماعتوں کی تکفیر کی گئی ہے۔ اس میں مجلس احرار اسلام کا ساتواں نمبر ہے۔ اس کے بعد مجلس احرار اسلام اور موصوف الصدر بزرگان ملت کو جن مہذب الفاظ میں یاد کیا گیا ہے وہ رضا خانیت کی تہذیب وشرافت کا ایک روشن منارہ ہے۔

(۱) ''فرقۂ احرار اشرار بھی فرقۂ نیچریت کی ایک شاخ ہے۔ اس ناپاک فرقے کے بڑے بڑے مکلبین یہ ہیں: ملکی جی امام الخوارج مبلغ وہابیہ ایڈیٹر النجم عبدالشکور کاکوروی، صدر مدرسہ دیوبند حسین احمد اجودھیا باشی، شبیر احمد دیوبندی، عطاء اللہ بخاری، حبیب الرحمٰن لدھیانوی، احمد سعید دہلوی، نائی عن الاسلام کفایت اللہ شاہ جہان پوری، عبدالغفار خان سرحدی گاندھی۔ اس فرقہ کا سرغنہ ابوالکلام آزاد ہے جو امام الاحرار کہلاتا ہے۔ مرتد عبدالشکور ایڈیٹر النجم خارجی کاکوروی کے عقاید خبیثہ کی تفصیل بازغ مع رد بالغ ...... ملاحظہ ہو۔'' (تجانب اہل سنت: ص ۱۶۰)

(۲) ''بہر حال جو شخص احراریوں کے ان ناپاک اقوال ملعونہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کے قائلین کے قطعی یقینی کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا ان کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بہ حکم شریعت قطعاً یقیناً

کافر مرتد ہے۔" (تجانب اہل سنت: ص ۱۷۷)

(۳) "ان ناپاک ملعون عبارتوں میں دین سے آزاد مسٹر ابوالکلام مرتد نے صاف صاف بک دیا"۔ (تجانب اہل سنت: ص ۱۶۸)

(۴) "امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کی عبارت کفریہ سے جو ناپاک مطلب کھلم کھلا ظاہر ہے جس کا مرتد ابوالکلام آزاد نے قطعاً یقیناً التزام کیا، اس کا ماننے والا اور ایسا بکنے والا قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے اور بے توبہ مرا تو ابدی حالک وخاسر ہے"۔ (تجانب اہل سنت: ص ۱۷۶)

اور اسی کتاب تجانب اہل سنت کے صفحہ ۸۹، ۱۶۴، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۹، ۱۷۴، ۱۷۶، ۱۷۷ میں امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کو "مرتد ابوالکلام آزاد" کے مہذب لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔

اور مظاہر الحق الاجلی از مولوی حشمت علی کے صفحہ ۴۷ میں یہ الفاظ مندرج ہیں:

"اور اکفر المرتدین امام الاحرار مسٹر ابوالکلام آزاد ..... اور اسی خبیث مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ان کے چیلے لیڈران نابکار کفار احرار اشرار زور لگا رہے ہیں۔"

(۴) "ظاہر ہے کہ مرتد ابوالکلام آزاد کے عقاید نیچریہ میں جو لوگ موافق ہیں وہ سارے کے سارے ملحدین نیاچرہ اور مرتد حسین احمد اجودھیاباشی کے معتقدات دیوبندیہ میں جو لوگ موافق ہیں وہ سارے کے سارے مرتدین دیوبندیہ خواہ مسلم لیگ کے موافق ہوں یا مخالف، کانگریس کے موافق ہوں مخالف، بہرحال بہ حکم شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً کافر مرتد ہیں۔ بہرحال ان کی نماز جنازہ میں شریک ہونا، ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام ہے"۔ (اجمل انوار الرضا: ص ۲۵)

(۵) "ان دونوں عبارتوں سے حسب ذیل امور ثابت ہوئے۔ وہابیہ دیوبندیہ وگاندھویہ کے باہمی بخوائے شیطانیہ سے نائی عن الاسلام کفایت اللہ شاہ جہان پوری صدر جمعیۃ الوہابیہ الگاندھویہ دہلی کے ناپاک فتوے کے مطابق سیرت کمیٹی قایم کی گئی"۔ (راز سیرت کمیٹی: ص ۴۸)

مولوی محبوب علی خان صاحب خطیب جامع مسجد مدن پورہ بمبئی نے ایک کتاب ''برق خداوندی'' نامی لکھی ہے۔ کتاب کیا ہے؟ گالیوں اور لعنتوں کا آشیانہ اور بدکلامیوں و بدزبانیوں کا خزانہ ہے۔ اس میں از اول تا آخر جملہ اکابر دیوبند بالخصوص امام اہل سنت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی مدظلہ العالی کی شان عالی میں ایسے گندے وگھناونے رکیک وخراب الفاظ استعمال کیے ہیں جس کو دیکھ کر شرم وندامت، حیا وغیرت کو بھی پسینہ آجاتا ہے اور حیرت زدہ ہو کر کہتی ہے اللہ اکبر! یہ جبہ ودستار، یہ تسبیح ومصلی، یہ شکل وصورت اور یہ زبان کی درازی اور اخلاق کی کوتاہی جس کی نظیر ومثال، علم وفضل، اخلاق وشرافت کی دنیا میں تلاش بسیار کے بعد بھی نہیں مل سکتی۔ اسی کتاب میں شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی مدظلہ العالی کو ان الفاظ سے یاد کیا گیا ہے:

(۱) ''حسین احمد اجودھیاباشی نے کتنے جھوٹ بولے...... اجودھیاباشی کو یہ فریب کاری، مکاری، عیاری دجال کرنے کی کیا ضرورت پڑی اور اجودھیاباشی جی کذاب، دجال، مکار، عیار اور مستحق لعنت جبار ہوئے۔'' (برق خداوندی: ص۵)

(۲) ''اجودھیاباشی کذاب دجال مکار ملعون غدار ہوئے...... دیوبندیوں کا شیخ الاسلام اتنا کذاب ودجال ہوا کرتا ہے۔'' (برق خداوندی: ص۶)

اس کتاب میں امام اہل سنت مولانا عبدالشکور صاحب مدظلہ العالی کو بلاوجہ وبلا سبب اپنی گالیوں کا آماج گاہ بنایا ہے۔ تمام کتاب آپ ہی کی برائیوں سے بھری پڑی ہے۔ صرف دو صفحے میں آپ کے بارے میں یہ الفاظ لکھے گئے ہیں:

(۱) ''آپ خبیث کافر مرتد ہوئے''۔ (۲) ''آپ کھلے ہوئے کافر مرتد ہوئے''۔ (۳) ''آپ ڈبل کافر مرتد ہوئے''۔ (۴) ''آپ اشد کافر مرتد ہوئے''۔ (۵) ''آپ اقراری کافر مرتد ہوئے''۔ (۶) ''آپ کافر مرتد ہوئے۔'' (برق خداوندی: ص۴۴-۱۴۳)

خانقاہ گولڑہ شریف، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ
اور
علمائے دیوبند

حضرت پیر صاحبؒ کے پاس ایک شخص آیا اور سوال کیا کہ آپ مولوی قاسم صاحب کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں؟ حضرت پیر صاحبؒ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

"تم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھتے ہو؟"

سائل نے عرض کیا: جی ہاں! انہیں کے متعلق۔

حضرت پیر صاحبؒ نے فرمایا:

"وہ حضرت حق کی صفت علم کے مظہر اتم تھے۔"

(اسوۂ اکابر: ص ۲۸)

ضلع جھنگ کا ایک مولوی، علمائے دیوبند کی مخالفت کرتا تھا۔ حضرت کشمیریؒ، حضرت مدنیؒ اور حضرت شاہ جی (بخاریؒ) اور دوسرے علمائے دیوبند کا نام لے کر کافر کہتا اور عام اجتماعات میں ان حضرات پر لعنت کرتا تھا۔ اس معاملے میں ایک صاحب کے سوال پر حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کے مفتی مولانا قاری غلام محمد صاحبؒ نے یہ فتویٰ تحریر فرمایا:

"الجواب! اشخاص مذکورین مومن ہیں اور جو شخص مومن کو کافر کہے اور اس پر لعنت کرے وہ کفر ولعنت اسی پر ہوگی۔"

(علمائے دیوبند اور مشائخ پنجاب: ص ۴۱)

باب (۱۲)

شاہ ابن سعود مرحوم

بادشاہ حجاز والی مکہ مکرمہ ومدینہ طیبہ

اور عام نجدی مسلمانوں کی پرزور تکفیر

شاہ ابن سعود رحمۃ اللہ علیہ کے ایمان واسلام کے صحت وکمال کے لیے یہی دلیل کافی سے زیادہ ہے کہ اللہ تعالے کے فضل وکرم سے تقریباً تیس برس تک حجاز مقدس بالخصوص حرمین شریفین اور اس کے محترم باشندوں اور حجاج کرام کی خدمت کی سعادت نصیب رہی۔ آپ نے ان مقامات مقدسہ اور اس کے رہنے والے سعادت مند مسلمانوں وحجاج کرام کی خدمت بڑی خوش اسلوبی سے انجام دی اور وہاں امن وامان، سکون واطمینان، آرام وراحت، مسرت وشادمانی کی ایسی بہار آفریں فضا پیدا کردی ہے جس کی مثال دنیا کے بڑے بڑے مہذب ملکوں میں بھی نہیں مل سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو شاہ ابن سعودؒ کی یہ مخلصانہ خدمات ایسی پسند آئیں کہ اگرچہ شاہ موصوف دار فانی سے دار بقا کی طرف منتقل ہو گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون)، لیکن حجاز ونجد کی حکومت، حرمین شریفین کی خدمت، ان کے خاندان ہی میں باقی رکھی۔ آج حجاز عرب کی حکومت کی باگ ڈور ان کے بڑے بیٹے شاہ سعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ سنبھالے ہوئے ہیں (۱) اور وہ ماشاء اللہ اپنے والد مرحوم کی اچھی روایات کو قایم رکھتے ہوئے حرمین شریفین اور اس کے مقدس باشندوں، حجاج کرام کی بہترین خدمات کی ادائیگی میں مصروف ہیں۔ ایسے مومن کامل، دیانت دار، خادم دین وملت، مجاور حرمین

---

(۱) مولانا نور محمد مظاہری رحمہ اللہ نے جب یہ کتاب تالیف کی اس وقت شاہ سعود بادشاہ تھے۔ اب اس ایڈیشن کے وقت شاہ عبداللہ ابن عبدالعزیز خادم حرمین شریفین ہیں۔ (ابونافع)

شریفین، شاہ اسلام حضور ابن سعود رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی شان عالی میں جو مہذب الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اس کو صبر وتحمل کے ساتھ ملاحظہ کیجیے۔

پہلے تو اسی کتاب تجانب اہل سنت کے صفحہ ۲۵۷، ۲۵۹ میں شاہ ابن سعودؒ والی حجاز کو "ابن سعود خَذلَهُ الْمَلِكُ الْمَعْبُوْدُ" اور "ابن سَعُوْد قَبَّحَهُ الْمَلِكُ الْوَدُوْدُ" جیسے قبیح الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔اس کے بعد یہ لکھتے ہیں کہ

(۱) ''کفار نجد کے اس مجموعۂ خبیثہ میں اور بھی بہ کثرت کفریات قطعیہ وارتدادات یقینیہ ابلے کھلے پھر رہے ہیں، مگر آدمی کے کافر ومرتد ہوجانے کے لیے معاذ اللہ ایک ہی کفر وارتداد بس ہے''۔

(تجانب اہل سنت: ص ۲۶۳)

(۲) ''بہر حال شک نہیں کہ وہابیہ نجدیہ علیہم اللعنۃ السرمدیہ اپنے ان عقاید کفریہ قطعیہ کے سبب بہ حکم شریعت قطعاً یقیناً کافر ومرتد اور بے توبہ مرے تو مستحق ناراید ہیں''۔ (تجانب اہل سنت: ص ۶۴-۲۶۳)

(۳) ''جب ملحدین نجد اپنے کفریات ملعونہ قطعیہ کو صحیح ودرست مانتے ہوئے عقیدۂ شفاعت پر اپنا ایمان بھی بتاتے ہیں تو بہ حکم شریعت مطہرہ خود اپنے ناپاک فتوے سے بھی کافر ومرتد ہوگئے''۔

(تجانب اہل سنت: ص ۲۶۷)

(۴) ''آپ کو معلوم ہوا کہ دیوبندی ونجدی دونوں ایک ہی طرح کے عقاید کفریہ رکھتے ہیں۔ کفر وارتداد میں دونوں ایک دوسرے کے سگے بھائی ہیں''۔ (تجانب اہل سنت: ص ۲۶۸)

اسی کتاب کے صفحہ ۲۵۹ تا صفحہ ۲۶۹ تک نجدیوں کو مندرجۂ ذیل مہذب الفاظ سے یاد کیا گیا ہے:

(۱) ملاعنہ نجد (۲) کفرہ نجد (۳) مردہ نجد (۴) مرتدین نجد (۵) بے دینان نجد (۶) ملاحدہ نجد (۷) ابائسہ نجد (۸) نجدی مرتدوں۔

مولوی حشمت علی نے صرف شاہ ابن سعودؒ اور ان کے ہم مذہب عالم نجدیوں ہی کے کفروارتداد پر قناعت نہیں فرمائی بلکہ اس میں یہ شدت وغلظت اختیار کی ہے کہ جو ان کے کفروارتداد میں شک کرے یا ان کو اچھا جانے تو وہ بھی کافر ومرتد، بد دین و بے ایمان ہے۔ اس تکفیری منظر کو بھی مولوی حشمت علی ہی کے روشن پشت آئینے میں ملاحظہ کیجیے۔

شاہ ابن سعودؒ کے صاحب زادے کا استقبال کرنے والے امام مسجد زکریا (بمبئی) کی پرزور تکفیر:

شاہ ابن سعودؒ کے ایک صاحب زادے ۱۳۵۹ھ/۱۹۳۹ء میں بہ غرض سیر وسیاحت بمبئی تشریف لائے تھے، حضرت مولانا احمد یوسف صاحب امام مسجد زکریا بمبئی نے ازراہ ہم دردی اور اخوت اسلام ان کا شاہانہ استقبال کرتے ہوئے ان کی خدمت میں ایک سپاس نامہ پیش کیا، بس اتنی سی بات پر رضاخانیت کے نام ور چوب دار اور مشہور علم بردار مولوی حشمت علی بالقابہ کی تکفیری پیشانی پر بل پڑ گئے اور غیظ وغضب سے رخ روشن سیاہ ہوگیا۔ بس اسی حالت میں آپ نے ایک عدد کفرنامہ تیار کر کے امام صاحب موصوف کی خدمت میں پیش کردیا اور وہ تکفیری سعادتوں سے سرفراز ہوگئے۔

اس کفرنامہ کا ایک ننھا سا نام "**سل الصوارم الصمدیہ علی حلیف شیاطین النجدیہ**" ہے۔ تجانب اہل سنت سے چند قابل ذکر عبارتیں درج ذیل ہیں:

> (۱) ''امام زکریا مسجد بمبئی احمد یوسف نے مردود ابن سعود کے بیٹوں کا استقبال اور آداب بجالایا۔ حکومت نجدیہ وابن سعود نجدی اور اس کے بیٹوں کی تعریف کی، نجدی مرتدوں کی مدح وثنا میں قصیدے پڑھے گئے''۔ (تجانب اہل سنت: ص ۲۶۸)
>
> (۲) ''امام مذکور نے صرف اپنے اعمال واقوال سے غضب الٰہی کا

استحقاق ماننے، عرش الٰہی کے لرزانے، اسلام وسنت کو ڈھانے مخلوق خدا کو لعنت خداوندی کی طرف بلانے، سنت سے روک کر بد مذہبی پر جمانے ہی پر اکتفا کیا بلکہ اس نے حکومت شقیہ نجدیہ کی دعوت کو صحیح اور ایسی درست بتا کر جس میں کچھ ونقصان نہیں اور وہابیہ نجدیہ کو مسلمان ٹھہرا کر نجدی مرتدوں کے عقاید کفریہ کی بھی تحسین وتائید کی اور بہ حکم شریعت مطہرہ ایسا شخص کافر ومرتد ہوگیا۔'' (تجانب اہل سنت :ص ۲۷۰)

اگر رضا خانیت کے چوب دار اعظم مولوی حشمت علی بالقابہ کے اس منحوس فتوے کو جو شاہ ابن سعود والیٔ حجاز مقدس اور عام نجدی مسلمانوں بلکہ ان کے مسلمان ماننے والوں کے کفر وارتداد میں دیا گیا ہے تسلیم کرلیا جائے تو اس کے نتیجے میں جو بھیانک منظر سامنے آتا ہے اس کو دیکھ کر اسلامی روح کانپ اٹھتی ہے۔ کیوں کہ اس صورت میں عالم اسلام کے تمام مسلمان اور اسلامی ممالک کے تمام مسلم بادشاہان وتاج داران جو ابن سعودؒ شاہ حجاز کو مسلمان اور ان کی حکومت کو حکومت اسلامیہ مانتے ہیں معاذ اللہ وہ سب کے سب کافر ومرتد ہوجائیں گے۔ اس سے بھی زیادہ غضب ناک صورت یہ ہوگی کہ جس کی نقل سے قلم کی زبان خشک ہوجاتی ہے اور اس کے حلق میں کانٹے پڑ جاتے ہیں، تاہم صبر وتحمل کے دامن کا سہارا لے کر عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ حرمین طیبین یعنی مکۂ مکرمہ ومدینۂ طیبہ زادہما اللہ عزاً وشرفاً کے رہنے والے وہ مقدس مسلمان جن کو بیت اللہ شریف اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وجوار میں رہنے کی انمول سعادت وامتیازی کرامت حاصل ہے، اسی طرح سے ان مقامات مقدسہ کے لکھوکھا مقدس علمائے کرام مشائخ عظام جن کو اللہ ورسول کی بیش بہا مجاورت وصحبت کی سعادت اندوزی کے علاوہ علم وفضل، زہد وتقوی، پاک بازی وپاک طینی کے ایسے مقدس اوصاف سے موصوف ہیں کہ جس کو دیکھ کر عالم قدس کے معصوم فرشتے بھی ان کی ہم نشینی کی تمنا رکھتے ہیں، اور ان کے جبہ ودستار پر اپنی جبین

نیاز کے رکھنے میں فخر محسوس کرتے ہیں، سوان مقامات متبرکہ کے ایسے نادر الوجود محترم وممتاز ہستیاں بھی رضا خانیوں کے اس تکفیری فتوے سے معاذ اللہ کافر و مرتد، بددین و بے ایمان ہو رہی ہیں۔ اس لیے کہ یہ تمام محترم حضرات شاہ ابن سعودؒ کو مسلمان اور ان کی حکومت کو حکومت اسلامیہ بالیقین مانتے ہیں۔ ابھی اس تکفیری فتوے کے آتشیں اثرات وظالمانہ کارنامے اسی حد تک پہنچ کر ختم نہیں ہوئے بلکہ یہ بھی لازم آتا ہے کہ جب سے حکومت سعودیہ حجاز مقدس میں قایم ہوئی ہے اس وقت سے آج تک بے شمار تعداد میں جن مسلمانوں کو حج وزیارت کی شرافت وسعادت حاصل ہوئی ہے یا اس حکومت کے ماتحت آیندہ حج وزیارت سے مشرف ہوں گے وہ تمام مناسک حج وآداب زیارت معاذ اللہ نہ صرف ناجائز وباطل بلکہ نیکی برباد گناہ لازم کے مصداق بن جائیں گے۔ اس وجہ سے کہ جس قدر مسلمان مکۂ مکرمہ ومدینۂ طیبہ حج وزیارت کے لیے جاتے ہیں ان میں سے نہ تو کوئی ابن سعودؒ شاہ حجاز کو کافر و مرتد سمجھتا ہے اور نہ ان کی حکومت کو کافرانہ حکومت۔ پس اس تکفیری فتوے کے پیش نظر جو ابن سعودؒ اور ان کی حکومت کے کفر وارتداد کے ثبوت میں رضا خانیت کے دربار سے صادر کیا گیا ہے:

> ’’جو مسلمان اس حکومت سعودیہ کی موجودگی میں حج وزیارت سے مشرف ہوں گے یا آیندہ اس شرافت کو حاصل کریں گے وہ سب کا سب نہ صرف ناجائز وباطل ہی ہوگا بلکہ وہ خود بھی اپنے ایمان واسلام سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔‘‘(۱)

(۱) ایمان ضائع کردیا: اس فتوے کی رو سے رضا خانی اپنے ایمان کھو بیٹھے۔ آج امت رضا خانی اپنے اعمال وافعال اور زر کثیر ضائع کر رہی ہے۔ رضا المصطفیٰ اعظمی اور حنیف بلو کا بیٹا اس معاملے میں مال کمانے کے لیے سب سے آگے ہے۔ حالاں کہ اس فتوے کی رو سے نہ ہی حج ہو رہا ہے اور نہ ہی حرمین شریفین جانا جائز ہے۔ (ابو نافع)

رضا خانیوں کے نزدیک مکۂ مکرمہ ومدینۂ طیبہ کے تمام معلّمین ومطوفین کافر ومرتد ہیں:

چوں کہ رضا خانیوں کے نزدیک معاذ اللہ شاہ ابن سعودؒ مرتد اور ان کی حکومت مرتدوں کی حکومت ہے، اس لیے ان کے تمام انتظامات ملکی وخدمات ملی سب کے سب ناجائز وباطل ہیں۔ اس بنیاد پر حکومت سعودیہ کی جانب سے مراسم حج کے ادا کرنے اور سکھلانے کے لیے مطوفین ومعلّمین کا جو تقرر ہوتا ہے وہ بھی ناجائز وباطل ہوگا اور چوں کہ ان معلّمین ومطوفین کا مقدس گروہ شاہ ابن سعودؒ اور عام نجدی مسلمانوں کو مسلمان ومومن سمجھتا ہے، اس لیے اس رسوائے عالم تکفیری فتوے سے یہ مقدس گروہ بھی معاذ اللہ کافر ومرتد ہے۔ لہٰذا ان حضرات کے سکھلائے اور بتلائے ہوئے حج وزیارت کے مراسم وارکان بھی ناجائز وحرام ہوئے۔ غرض یہ کہ جب سے حکومت سعودیہ قایم ہوئی اور آیندہ جب تک قایم رہے گی اس وقت تک رضا خانیوں کے نزدیک نہ کسی مسلمان کا حج درست ہے نہ زیارت نہ اسلام سلامت ہے نہ ایمان، بلکہ ان مقامات مقدسہ کے رہنے والے محترم مسلمان بھی شاہ ابن سعود کو مسلمان ماننے کی وجہ سے دایرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ العیاذ باللہ

جب تک کہ نہ دیکھا تھا قد یار کا عالم
میں معتقد فتنۂ محشر نہ ہوا تھا

باب (۱۳)

ممانعت حج کا فتویٰ

حکومت سعودیہ نجدیہ کی موجودگی میں کسی مسلمان پر حج فرض نہیں ہے:

چوں کہ رضا خانیوں کے نزدیک شاہ ابن سعودؒ معاذ اللہ ایسے کافر مرتد ہیں کہ جو ان کے کفر وارتداد میں شک کرے یا ان کو اچھا جانے تو وہ بھی کافر ومرتد ہے۔ اس وجہ سے حرمین طیبین (مکۂ مکرمہ ومدینۂ طیبہ) کے رہنے والے وہ تمام مقدس مسلمان اور معلمین ومطوفین بھی شاہ ابن سعودؒ کے مسلمان ماننے کی وجہ سے دایرۂ اسلام سے خارج ہوگئے۔ اسی طرح بے شمار مسلمانوں کا طواف وحج اور زیارت روضۂ اقدس بھی نہ صرف ناجایز وباطل ہوگیا بلکہ ان حجاج کرام کے ایمان واسلام میں بھی لالے در خنے پڑ گئے اور نیکی برباد گناہ لازم ہوگیا۔ یہی وجہ ہے کہ مولوی مصطفیٰ رضا خان صاحب بالقابہ نے بڑی جرأت وجسارت سے یہ فتویٰ صادر فرمایا ہے کہ جب تک مکۂ مکرمہ ومدینۂ طیبہ میں حکومت سعودیہ نجدیہ موجود رہے اس وقت تک کسی مسلمان پر حج فرض ہی نہیں ہوتا، چہ جائے کہ اس کی عدم ادائے گی سے گناہ لازم ہو۔ چناں چہ آپ نے اس مضمون پر ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے۔ جس کا نام "تنویر الحجة لمن یجوز التواء الحجة" ہے اور مطبع اہل سنت والجماعت بریلی میں طبع ہوکر شایع ہوا۔ اس کی چند قابل تذکرہ عبارتیں درج کی جاتی ہیں۔

سب سے پہلے خان صاحب نے حسب عادت شاہ ابن سعودؒ کے بارے میں ایک بے بنیاد مفروضہ اپنے دماغ وذہن سے یہ تراشا کہ ابن سعودؒ کی حکومت میں بد امنی وغارت گری اور قتل وخون کا بازار گرم ہے، اس لیے کسی مسلمان پر حج فرض نہیں

ہے۔ حالاں کہ اس سے زیادہ بڑا جھوٹ اس دنیا میں کبھی بھی نہ بولا گیا ہوگا۔ سنیے وہ لکھتے ہیں کہ

(۱) ''یہ تو کسی سے مخفی نہیں کہ نجس ابن سعود اور اس کی جماعت تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک جانتی ہے اور ان کے اموال کو شیر مادر سمجھتی ہے۔ ان کا یہ عقیدہ خبیثہ اور ان کا قتل ونہب مسلمین کا عادی ہونا ہی مسلمانوں کے ان سے خوف ضرب ونہب وقتل وغارت کا کافی ذریعہ ہے اور جب کہ وہ سب ان خبثا نے کر کے دکھا دیا جس کی ان کے اس ملعون عقیدے سے قوی امید ہوسکتی تھی، اب تو عدم امن پر یقین کامل ہوگیا۔ جب ظن غالب ہی سقوط فرضیت یا عدم لزوم ادا کے لیے کافی ہے کہ ظن غالب فقہیات میں ملتحق بالیقین ہے تو یقین کامل تو اس سے بھی اعلیٰ ہے۔ اب فرضیت حج یا لزوم ادا کا حکم کیوں کر ہوسکتا ہے؟'' (تنویر الحجہ: ص۱۰)

(۲) ''جب یہ معلوم ہوگیا تو ہم کہتے ہیں اور بہ جزم یقین کہتے ہیں کہ آج جب کہ حجاز مقدس میں ابن سعود منحوس ونامسعود ومخذول ومطرود ومردود اور اس کے ہم راہیان نامحمود کا نحس ورود ہے اور حسب بیان سایل فاضل ودیگر کثیر حضرات حجاج وافاضل امان مفقود ہے، فرضیت ساقط ہے یا ادائے غیر لازم ہے۔'' (تنویر الحجہ: ص۹)

(۳) ''تو یہاں سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر دفع شر اشرار لئام ناممکن ہو تو کسی کے نزدیک بھی اس وقت حج کرنا فرض نہیں رہتا اور ہر وہ شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل اور پہلو میں دل اور دل میں ذرا سا انصاف اور چہرے پر آنکھیں اور آنکھوں میں حق کی روشنی اور کان اور کانوں میں قوت سمع موجود ہے، دیکھتا سنتا سمجھتا اور اعتراف کرتا ہے کہ آج ان نجدیان نافرجام کے اس فتنے کی روک تھام حاجیوں سے ممکن نہیں ہے تو کس طرح ان پر حج کرنا فرض ہوگا''؟ (تنویر الحجہ: ص۱۲)

(۴) ''ہمارے اس واضح بیان روشن تبیاں سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ جو اس

مدت تک حج نہ کریں گے بہ عونہ وکرمہ تعالیٰ فتنۂ ملعونہ نجدیہ کا استیصال ہو اور استیصال فتنہ سے پہلے ان کا وقت آجائے گا وہ آثم (گناہ گار) نہیں مریں گے۔ جب کہ اس فتنۂ ملعونہ سے پہلے ان پر حج فرض نہ ہو گیا اور انہوں نے وقت ادا نہ پالیا ہو کہ اس فتنے کے بعد سے جب تک یہ فتنہ رہے۔ ان پر معلوم ہو چکا کہ فرضیت حج یا لزوم ادا ساقط ہے۔ گناہ تو جب ہو کہ ان پر واجب بھی ہوا ہو، نہ ان کے نزدیک وہ گناہ گار ہیں۔''

(تنویر الحجہ: ص ۲۱)

(۵) ''گرامی برادران! یہ تو آفتاب نصف النہار کی طرح ہر ذی عقل پر روشن اور آشکارا ہو لیا کہ ان دنوں آپ پر حج فرض نہیں یا ادا لازم نہیں۔''

(تنویر الحجہ: ص ۲۴)

اس کے بعد مولوی حشمت علی جو ''مظہر اعلیٰ حضرت'' کہلاتے ہیں وہ مذکورۂ بالا فتوے میں کچھ اضافے کے ساتھ یہ فتوی دیتے ہیں کہ جب تک حجاز مقدس میں حکومت سعودیہ موجود ہے اس وقت تک کوئی مسلمان نہ حج بیت اللہ کرے اور نہ زیارت روضۂ اقدس۔ بلکہ یہ وصیت کر جائے کہ میرے مرنے کے بعد کوئی کٹر و متعصب و متشدد رضا خانی اس کی جانب سے حج بدل ادا کر دے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں کہ

''ناواقف عوام و ضعفائے اہل اسلام جن کے اسلام وسنیت پر فتنے کا خطرہ ہو ان کو یہی حکم شرعی ہے کہ تاخیر (حج) کریں اور وصیت کر جائیں کہ ان کے بعد ان کے مال سے ان کی طرف سے کوئی متصلب فی الدین سنی مسلمان (یعنی رضا خانی) حج بدل ادا کر دے۔''

(فتوی مندرجہ کتاب برق خداوندی: ص ۱۶۰)

جب مولوی مصطفیٰ رضا خان صاحب کے فتوے کے مطابق حکومت سعودیہ نجدیہ کی موجودگی میں کسی مسلمان پر نہ حج فرض ہے نہ ادا لازم، یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان اسی حالت میں مر جائے تو وہ گناہ گار نہیں ہوگا۔ اب اس صورت میں مولوی

حشمت علی کا اپنے فتوے میں ''ناواقف عوام وضعفائے اہل اسلام'' اور'' وصیت کر جائیں'' کی قید لگا کر پہلے فتوے کی مخالفت کرنا ایک نفسانی غرض پر مبنی ہے، اس لیے کہ اس فرقے میں آپ سے زیادہ نہ کوئی متصلب ہے نہ متعصب، نہ متشدد ہے نہ متجبر، نہ کوئی کٹر ہے نہ پھکڑ، اس لیے بہر صورت آپ ہی کی ذات شریف اس وصیت خاص کے لیے موزوں ومناسب ہے ؎

آشیانے سے نہ مطلب ہے نہ گلشن سے غرض
گھر الٰہی مرے صیاد کا آباد رہے

جب پہلے فتوے کے رو سے حکومت سعودیہ نجدیہ کی موجودگی میں کسی مسلمان پر نہ حج فرض ہے نہ ادا لازم تو ایسی صورت میں مولوی حشمت علی کا ناواقف عوام اور ''وصیت کر جائیں'' کی قید لگا کر اپنے علم وفضل کی بڑی ہانڈی کو چوراہے پر پھوڑ کر اغراض نفسانی کا علی الاعلان مظاہرہ کرنا ہے۔ اس کے علاوہ آج تک جس قدر عام رضا خانیوں اور اس فرقے کے چھوٹے بڑے مولویوں بالخصوص مولوی حشمت علی نے بھی جو حج کیے ہیں وہ سب کے سب ناجائز وباطل بلکہ نیکی برباد گناہ لازم کے مصداق ہوئے (۱)۔

(۱) شاہ احمد نورانی اور عبدالستار خان نیازی کو تو میں نے خود دیکھا ہے کہ حج کے موقع پر مسجد نبوی شریف میں اپنی نماز جماعت کے بعد آ کر کراتے تھے۔ سلام صحن سے پڑھتے تھے، فرماتے تھے کہ اندر جانے کی ہمت نہیں ہے۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اندر والے (صلی اللہ علیہ وسلم) قبول نہیں فرماتے۔ ان کے تمام حج اس فتوے کی رو سے نہ صرف یہ کہ نہیں ہوئے بلکہ خلاف اسلام کرنے کی وجہ سے گناہ کبیرہ کے مرتکب الگ ہوئے۔ (محمد طیب)

باب (۱۴)

توہین رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

اور

رضا خانیت

بریلوی فرقے کے علم برداروں نے اپنے اس دردناک طریقے وتباہ کن طرز عمل تکفیر مسلمین اور ممانعت حج سے اسلامی دنیا میں جو فتنۂ عظیم وکہرام بپا کردیا ہے اس کی مثال عہد جاہلیت میں بھی نہیں ملتی۔ اس ناپاک ودل آزار رویے نے توہین رسول اور آپ کے قلب مبارک کی ایذا رسانی وتکلیف دہی کا ایسا خوف ناک وبھیانک منظر پیش کیا ہے جس کے تصور ہی سے ایمانی روح اور اسلامی جذبہ عرق انفعال میں غرق ہوجاتا ہے۔ حالاں کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے والوں کے لیے جو سزائیں تجویز فرمائی ہیں اس کے لیے رضا خانی سپاہیوں اور سپہ سالاروں کو تیار رہنا چاہیے۔ اس کو بھی مولوی احمد رضا خان صاحب کی زبان سے سنیے:

> ''واللہ! واللہ! جو انہیں ایذا دے اس پر دنیا وآخرت میں اللہ جبار وقہار کی لعنت۔ اس کے لیے سختی کا عذاب، شدت کی عقوبت۔ آیت
>
> اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا۝
>
> بے شک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ نے لعنت فرمائی دنیا وآخرت میں اور ان کے لیے بنا رکھا ہے ذلت والا عذاب''۔ (الکوکبۃ الشہابیہ، مطبوعہ بریلی، بار سوم: ص ۳۱)

رضا خانی فرقے میں زیادتی لعنت کے سبب کا انکشاف:

چوں کہ یہ فرقہ تکفیر مسلمین، ممانعت حج اور اپنے دیگر بد کرداریوں کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی و تکلیف دہی میں پیش پیش ہے اس لیے حسب بیان قرآن مجید و تایید اعلیٰ حضرت بریلوی اس فرقے میں لعنت کی آمدنی اور پیداوار زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس فرقے کے سرغنے اور علم بردار اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے بڑی فیاضی اور زیادتی سے اس چار حرفی تحفے کو تقسیم کرتے ہیں۔ خصوصیت سے اس فرقے کے نقیب اعظم مولوی حشمت علی کے دہان مبارک سے تو یہ چار حرفی پھول اتنے زیادہ جھڑتے ہیں کہ لوگ ان کو "شیر بیشۂ لعنت" کے خطاب سے یاد کرتے ہیں۔ بہرحال اس فرقے میں اس لعنتی مد کے زیادتی خرچ اور کثرت استعمال کو دیکھ کر جو لوگ حیرت میں تھے آج مندرجۂ بالا تحریر سے وہ حیرت دور ہوگئی اور یہ سربستہ راز کھل گیا کہ یہ خرچ خاص اپنی بالائی آمدنی کے مطابق ہے۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتا راز سر بستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

رضا خانیوں کے توہین رسول کا دوسرا نمونہ:

اس رضا خانی فرقے کا یہ عقیدہ ہے کہ کائنات عالم میں اس وقت جس کسی کو عزت و بلندی، عظمت و سرفرازی حاصل ہے یا آیندہ کسی کو حاصل ہوگی وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جود و سخا، فیض و عطا، کرم و بخشش ہی کا نتیجہ ہے، کیوں کہ آپ ہی تمام عالم کے با اقتدار حاکم مطلق، مختار کل، متصرف کامل ہیں۔ جس کو چاہیں دیں اور جس سے چاہیں چھین لیں۔ آپ کے تصرف و حکم کا نہ کوئی روکنے والا ہے نہ پھیرنے والا۔ چناں چہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اس عقیدے کا اس طرح اظہار کرتے ہیں:

"اور نصوص متواترہ اولیائے کرام وائمہ عظام وعلمائے اعلام سے مبرہن

ہو چکا ہے کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر، صغیر یا کبیر، جسمانی یا روحانی، دینی یا دنیوی روز اول سے اب تک اور اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت تک، آخرت سے ابد تک، مومن یا کافر، مطیع یا فاجر، ملک وانسان، جن یا حیوان بلکہ ماسوائے اللہ میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی، اس کی کلی انہیں کے صبائے کرم سے کھلی اور کھلتی ہے اور کھلے گی۔ انہیں کے ہاتھوں پر بٹی اور بٹتی ہے اور بٹے گی" (جزاء اللہ عدوہ: ص ۲۴)

اوران کے مرید خاص مولوی امجد علی اعظمی صاحب لکھتے ہیں کہ

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نایب مطلق ہیں، تمام جہاں حضور کے تحت تصرف کر دیا گیا، جو چاہیں واپس لیں۔ تمام جہاں میں ان کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں۔ تمام جہاں ان کا محکوم ہے۔ تمام زمین ان کی ملک ہے، تمام جنت ان کی جاگیر ہے، ملکوت السموت والارض حضور کے زیر فرمان، جنت ونار کی کنجیاں دست اقدس میں دیدی گئیں۔ رزق وخیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیاوآخرت، حضور کی عطا کا ایک حصہ ہے"۔

(بہار شریعت، طبع ششم: ج ا، ص ۲۲)

یہ روز روشن کی طرح سب کو معلوم ہے کہ اسلامی حکومت بجائے خود اللہ تعالی کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ خصوصیت سے حرمین شریفین مکۂ مکرمہ اور مدینۂ طیبہ کی اسلامی حکومت تو ایسی بیش بہا نعمت اور امتیازی عزت ہے کہ جو اس رتبۂ بلند سے سرفراز ہو جائے گا وہ رہتی دنیا تک اپنی اس سربلندی پر ناز وفخر کرے گا۔ رضا خانیت کے مندرجۂ بالا عقیدے کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نظر مبارک نے نجد وحجاز اور مکۂ مکرمہ اور مدینۂ طیبہ کی حکومت وخدمت کے لیے شاہ ابن سعودؒ اوران کے خاندان ہی کو منتخب فرمایا ہے۔ از راہ کرم گستری اور ذرہ نوازی اللہ کے گھر اور اپنے شہر کی حفاظت وخدمت کی تمام تر ذمہ داری

ابن سعودؒ کو مرحمت فرما کر ان کی عزت و عظمت، ایمان و اسلام میں چار چاند لگا دیے ہیں، تو اس کے ساتھ ہی اس کا بھی اظہار فرما دیا ہے کہ ابن سعودؒ ہمارا پسندیدہ اور پیارا خادم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شہر اور اللہ کے گھر کی حفاظت و خدمت کے لیے کسی کافر و مرتد کو نہ منتخب کر سکتے ہیں نہ اس سے اپنی رضا مندی و پسندیدگی کا اظہار فرما سکتے ہیں۔ اس صورت میں رضا خانیوں کا ابن سعودؒ کو کافر و مرتد کہنے کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو ان مقامات مقدسہ کی حکومت و خدمت مرحمت فرما کر اس کے ایمان و اسلام کی صحت و کمال پر اپنی پسندیدگی اور رضا مندی کی مہر ثبت کر دی ہے تو ایسے مومن کامل و محبوب رسول کی تکفیر کر کے آپ کی پسند و انتخاب، رضا و مشیت پر ضرب کاری لگائی جا رہی ہے اور اپنے اس تکفیری طرز عمل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب و بخشش کو غلط و نامناسب ظاہر کر کے آپ کی سخت توہین و تحقیر کی جا رہی ہے۔ حالاں کہ اس فرقے کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ

''حضور کے کسی قول و فعل و عمل و حالت کو جو بہ نظر حقارت دیکھے کافر ہے''۔ (بہار شریعت: ج۱، ص۲۲)

چوں کہ رضا خانیت کے علم برداروں نے شاہ ابن سعودؒ والی مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ کی دیدہ و دانستہ تکفیر کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل و عمل، رضا و مشیت، انتخاب و بخشش کی سخت توہین و تحقیر کی ہے، اس لیے مندرجہ بالا فتوے کے پیش نظر یہ رضا خانی فرقہ بھی اسلام سے خارج ہو گیا۔

نہ خوش ہو دیکھ کر آوارہ پروانوں کی لاشوں کو
کبھی اے شمع تیری لاش بھی محفل سے نکلے گی

توہین رسول کا تیسرا نمونہ:

اگر رضا خانیوں کا وہ رسوائے عالم تکفیری فتوی جو شاہ ابن سعودؒ اور عام نجدی

مسلمانوں کے بارے میں دیا گیا ہے صحیح تسلیم کرلیا جائے تو اس کا یہ لازمی نتیجہ ماننا ضروری ہوگا کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ رضا ورغبت، بہ خوشی ومسرت ایک عرصۂ دراز سے ابن سعودؔ جیسے کافرومرتد کی کافرانہ حکومت اور اس کے نظام باطل کے تسلط کو قبول اور پسند کررکھا ہے۔ اسی کے زیر سایہ اپنی مبارک زندگی اس طرح سے گذار رہے ہیں کہ اس کافرانہ حکومت کی تمام تر معصیت کاریوں وبدکاریوں کو بہ چشم خود ملاحظہ کررہے ہیں اور اپنے حاکمانہ اقتدار کو حرکت میں لاکر اس کو نیست ونابود، تباہ وبرباد نہیں کردیتے۔ حالاں کہ یہ سب کے نزدیک مسلم ہے کہ ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کی تمام برائیوں وعیبوں سے پاک ومنزہ ہے۔ اس کے باوجود رضا خانیوں کی یہ افترا پردازی شان عالی میں ایسی کھلی ہوئی توہین وتنقیص ہے کہ جس کی سزا ہی قادر وتوانا خدا دے گا، جس کے قبضہ وقدرت میں ''سب کچھ'' ہے۔ کیوں کہ یہ سب کو معلوم ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس ظاہری اور دنیاوی پاک زندگی میں کبھی بھی کافرانہ حکومت اور اس کے نظام باطل کو قبول کرنا یا اس کے زیر سایہ زندگی گذارنا تو درکنار بلکہ اس کو اتنا مذموم وخراب سمجھا کہ اس کے منحوس سائے کو دور کرنے کے لیے اپنی بے سروسامانی کے باوجود کافروں کی مضبوط طاقتوں اور فولادی قوتوں سے ٹکرا گئے اور پھر دنیا نے دیکھا کہ ایک کم زور وبے سروسامان نے اس باطل وکافر حکومت کی آہنی طاقتوں سے اس بے جگری وبہادری کے ساتھ جنگ کی، اگرچہ خود ذات گرامی خون میں نہا اٹھی اور زخموں سے چور چور ہوگئی، اس کے علاوہ نہیں معلوم کتنے اپنے جگر گوشوں اور پیاروں کو اس قربان گاہ پر چڑھا کر جام شہادت پلا دیا، لیکن کسی کافر کی حکومت اور تسلط باطل کو قبول نہیں کیا۔ بالآخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس چند سالہ جدوجہد، جنگ وجہاد کا یہ نتیجہ ہوا کہ کفر وارتداد اور اس کا استیلا باطل، ابرو باختہ وشکست خوردہ ہوکر جزیرۂ عرب سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہوگیا۔

انبیا علیہم السلام اپنی قبور مبارکہ میں زندہ ہیں:

رضا خانیوں کے اعلیٰ حضرت بریلوی بھی یہ مانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں اسی دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں۔ لکھتے ہیں کہ

(۱) انبیا علیہم السلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے، ان پر تصدیق وعدۂ الہیہ کے لیے محض ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے، پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرد ی جاتی ہے، اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں، ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا، ان کی ازواج کو نکاح حرام، نیز ازواج مطہراتؓ پر عدت نہیں، وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے، نماز پڑھتے ہیں"۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت: ج ۳، ص ۳۰)

(۲) اور اس فرقے کے مظہر اعلیٰ حضرت پیلی بھیتی بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ

"لاجرم علمائے امت کا اجماع واتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ جمیع انبیا علیہم السلام اپنی قبور مطہرہ میں ایسے زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے۔ ان کی یہ زندگی دنیوی حقیقی حسی جسمانی زندگی ہے، جس میں مجاز کا شایبہ اور تاویل کا توہم بھی نہیں"۔ (تجانب اہل سنت: ص ۱۰۵)

اس کے علاوہ کتاب بہار شریعت: ج ۱، ص ۱۷ مطبوعہ آگرہ اور کتاب برق خداوندی، مطبوعہ کان پور: ص ۳۶ میں بھی یہی عقیدہ مذکور ہے۔

جب رضا خانیوں کے بڑے اور چھوٹے دونوں حضرات کی تحریروں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آج بھی اور قیامت تک اپنی قبر مبارک میں اسی دنیاوی حقیقی حسی جسمانی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں جس طرح دنیا میں تھے اور جس میں مجاز کا شایبہ اور تاویل کا توہم بھی نہیں اور سیرت نبوی کا ایک اجماعی واتفاقی لیکن روشن پہلو یہ بھی ہے جس سے رضا خانیوں کو بھی انکار نہیں ہے کہ حضرت رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام تر یہ دنیاوی زندگی کافرانہ نظام و باطل حکومت کے توڑنے اور ہٹانے میں مصروف کر رکھی تھی، آپ نے ایک لمحے کے لیے کسی باطل

حکومت کے سائے میں رہنا گوارانہیں فرمایا تھا، یہاں تک کہ کفروارتداد شکست کھا کر جزیرۂ عرب سے نکل بھاگے اور سرزمین عرب پر محمدی پرچم لہرانے لگا، اسلام کی حکومت قایم ہوگئی اور آج ابن سعودؒ اسی محمدی ترکے کا وارث بن کر نجد وحجاز وحرمین شریفین کی خدمت کی انجام دہی میں مصروف ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک یادگار کو تازہ کیے ہوئے ہے، جس مقدس رسول نے اپنی اس ظاہری اور دنیاوی زندگی میں جزیرۂ عرب اور مکۂ مکرمہ ومدینۂ طیبہ پر کسی کافرومرتد کی باطل حکومت کو ایک لمحے کے لیے کسی حال میں برداشت نہیں کیا تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اپنی اس باطنی زندگی میں جو کسی طرح بھی یک سرمو اس ظاہری زندگی سے جدا نہیں ہے؟ حرمین طیبین پر کسی کافرومرتد کی حکومت کو گوارا کریں گے؟ چہ جائے کہ اس کے زیر سایہ ایک عرصۂ دراز سے اپنی پاک زندگی کے مبارک لمحات بہ رضاورغبت بسر فرمائیں۔

الغرض رضاخانیوں نے اپنے تکفیری فتوے سے جو شاہ ابن سعودؒ اوران کے خاندان کے متعلق دیا گیا ہے حضرت رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن وصاف ستھری زندگی کو ایک کافرمرتد کی حکومت کی پسندیدگی سے آلودہ کردیا ہے اوراس کافرانہ نظام کی گوارگی وپسندیدگی سے شان اقدس کی ایسی کھلی ہوئی توہین وتنقیص ہے کہ جس کے تصور سے اسلامی جذبے میں لرزہ ورعشہ پیدا ہوجاتا ہے، لیکن یہ رضاخانی فرقہ تکفیر ابن سعودؒ کے ذریعے توہین رسول جیسے سنگین جرم کا اس دلیری وبے باکی سے ارتکاب کررہا ہے کہ جس میں ''احساس ندامت'' کا شایبہ تک نہیں ہے۔ افسوس کہ ان رضاخانی سرغنوں وپیش کاروں کی اسلامی برتری وایمانی وضع داری کا یہ عالم ہے کہ توہین رسول جیسے بدترین جرم کو گوارا کرلیں گے، لیکن تکفیر مسلمین سے نہ منہ موڑیں گے نہ ہاتھ، اس کے باوجود عاشق رسول بھی ہیں اور محبت رسول کے دعویدار بھی۔ بہرحال یہ حضرات تکفیر ابن سعودؒ کے پردے میں توہین رسول کا جو ارتکاب کررہے ہیں تو اس صورت میں یہ لوگ بھی اسی کفروارتداد میں برابر کے حصہ دار ہیں، جس کو دنیا میں بڑی

فیاضی سے تقسیم کر رہے ہیں۔

جو رونا یہی ہے تو پھوٹیں گی آنکھیں
مجھے اب تو آنکھوں کا رونا پڑا ہے

توہین رسول کا چوتھا نمونہ:

یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ رضا خانیوں کا ابن سعودؒ شاہ حجاز کے کافر و مرتد بنانے کی وجہ سے تمام مسلمان و عمایدین عرب بالخصوص مکۂ مکرمہ و مدینۂ طیبہ کے مقدس علمائے کرام و عام محترم مسلمانوں کی تکفیر و تفسیق قطعی طور پر لازم آتی ہے تو ان تمام عمایدو علمائے عرب و حجاز کو کافر و مرتد، فاسق و بے ایمان کہنا ان سے سخت بغض و عداوت رکھنا اور ان کی کھلی ہوئی توہین و تذلیل کرنا ہے اور ان مقدس حضرات کی توہین تذلیل ہو یا بغض و عداوت، تکفیر و تفسیق ہو یا سب و شتم، ان میں سے ہر ایک حسب فتوی اعلیٰ حضرت بریلوی کفر و ارتداد کا باعث اور دل آزاری رسول کا موجب ہے۔

اب خان صاحب بریلوی کا وہ جبروتی فتوی ملاحظہ کیجیے اور انصاف سے فرمایئے کہ اس فرقے کا اسلام میں کچھ حصہ ہے یا نہیں؟

(۱) غرض کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ان کو (رضا خانیوں کو) تکفیر ابن سعود کی وجہ سے) تمام عمایدو علمائے عرب و حجاز سے سخت بغض و عداوت ہے......

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بُغضُ الْعَرَبِ نِفَاقٌ

جو اہل عرب سے عداوت رکھے منافق ہے......

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو اہل عرب کو سب و شتم کریں وہ خاص مشرک ہیں ...... مدینۂ طیبہ کو جزیرۂ عرب پر جس قدر فضیلت ہے اسی قدر ان کی (رضا خانیوں کی تکفیر ابن سعودؒ کی وجہ سے) عداوت و بدخواہی کو اہل مدینہ کے ساتھ زیادت ہے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کوئی شخص اہل مدینہ کے ساتھ بداندیشہ نہ کرے

گا مگر یہ کہ ایسا گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں...... جو مدینہ والوں کو ایذا دے اللہ تعالیٰ اسے مصیبت میں ڈالے اور اس پر خدا اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کا نفل قبول کرے نہ فرض"۔

(النہی الاکید: مطبوعہ بریلی، طبع سوم: ص۲۹-۲۸)

غرض یہ کہ رضا خانیوں کا وہ تکفیری فتویٰ جو شاہ حجاز ونجد ابن سعودؒ و عام نجدی مسلمانوں کے متعلق دیا گیا ہے وہ عرب بالخصوص مکۂ مکرمہ و مدینۂ طیبہ کے مقدس مسلمانوں کی ایذا رسانی کا باعث، بغض و عداوت اور سبّ وشتم کی انتہائی صورت ہے، اس لیے یہ رضا خانی فرقہ اپنے ہی امام وپیش وا کے فتوے کے مطابق نہ صرف خدا ورسول، انسان و فرشتے کی لعنتوں کا مستحق ہے بلکہ بارگاہ خداوندی میں نہ اس کا کوئی فرض عمل قبول ہے نہ نفل۔

یہ کہہ کے آخر شب شمع ہوگئی خاموش
کسی کی زندگی لینے سے زندگی نہ ملی

توہین رسول کا پانچواں نمونہ:

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے حضرات غیر مقلدین کو چیلنج دیتے ہوئے لکھا تھا کہ آؤ ہم اور تم دونوں اپنے "جملہ اختلافی مسایل" میں حرمین طیبین کے علمائے کرام کو اپنا حکم ومنصف تسلیم کرتے ہوئے ایک ایسی تحریر لکھ دیں کہ جو مسلک وفیصلہ ان مقامات مقدسہ کے "علمائے کرام" کا ہوگا اس کو ہم دونوں فریق بہ رضا ورغبت تسلیم کرلیں گے اگر وہ لوگ اس سے رضا مند ہو جائیں تو بہت ہی خوشی ومسرت کی بات ہوگی اور ملک میں اتحاد مسلک و یک جہتی خیال کی ایک لہر دوڑ جائے گی۔ اگر حضرات غیر مقلدین اس کو منظور نہیں کرتے ہیں تو سمجھ لیجیے کہ یہ لوگ یقیناً حرمین شریفین کے مقدس مسلمانوں اور علمائے کرام کے نہ صرف مخالف مذہب ہیں بلکہ ان کو بھی کافر ومرتد، گم راہ وبددین جانتے ہیں۔ چناں چہ آپ لکھتے ہیں کہ

''اگر یہ حضرات (غیر مقلدین) ان امور (مختلف فیہا) سے انکار کریں تو کیا مضایقہ؟ ان سے (غیر مقلدین سے) کہیے

تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ

ہم اور تم سب مل کر مہر کردیں کہ مسایل مذہبی میں جو مسلک علمائے حرمین طیبین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً کا ہے فریقین کو مقبول ہوگا۔ اگر بے تکلف اس پر راضی ہوجائیں فبہا ورنہ جان لیجیے کہ یہ قطعاً اہل حرمین کے مخالف مذہب وسنیان ہند وغیرہ کے مثل ان پاک شہروں کے علما کو بھی معاذ اللہ مشرک وگم راہ اور بددین جانتے ہیں، پھر عداوت وبدخواہی نہ ہونا کیا معنی''؟ (النھی الاکید: ص ۳۰-۲۹)

اعلیٰ حضرت بریلوی کے عملی نمونے سے رضاخانیوں کا انکار:

حرمین شریفین مکۂ مکرمہ ومدینۂ طیبہ کے ''مقدس علما ومشایخ کرام'' کے حاکم ومنصف، معتبر ومستند ہونے کے سلسلے میں خان صاحب بریلوی کا یہ مسلک وطرز عمل تھا کہ جب آپ نے اکابر علمائے دیوبند کی جانب جھوٹے عقیدے منسوب کرکے ایک تکفیری فتوی المعتمد المستند کے نام سے مرتب کرکے اس کو ہندوستان میں شایع کیا تھا اور پھر ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں اس تکفیری فتوے کو لے کر حرمین شریفین گئے اور وہاں کے حضرات علمائے کرام ومفتیان عظام سے بڑی ہوشیاری وفریب کاری سے اس پر مہر تصدیق ثبت کرائی، پھر اس کو حسام الحرمین کے نام سے ہندوستان میں شایع کرکے مسلمانوں کے اتحادی فضا میں آگ لگادی اور ہر طرف مسلمانوں میں کفر وارتداد، لعن وطعن، جنگ وجدل، شر وفساد کا ایک بے پناہ طوفان کھڑا کردیا، جس کی مٹی ہوئی لکیروں کو ان کے نام ور خدام اپنی زبان وقلم کی لاٹھیوں سے پیٹ پیٹ کر اس کی یاد تازہ کیے ہوئے ہیں۔ بڑے خان صاحب نے حرمین شریفین کے علمائے کرام کے اس تکفیری فتوے پر تصدیقی مہریں حاصل کرکے اس لیے شایع کی تھیں تاکہ عام مسلمانوں کی نگاہوں میں اس فتوے کی اعتباری واستنادی حیثیت دوبالا ہوجائے اور

ان کو اپنے ’’دام تزویر‘‘ کا شکار بنانے میں آسانی ہو۔ چناں چہ آپ لکھتے ہیں کہ

’’ ہمارے عوام بھائیوں کو مہریں دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مہریں علمائے کرام حرمین طیبین سے زائد کہاں کی ہوں گی جہاں سے دین کا آغاز ہوا اور بہ حکم احادیث صحیحہ کبھی وہاں شیطان کا دور دورہ نہ ہوگا۔ لہٰذا اپنے عام بھائیوں کی زیادت اطمینان کو مکۂ معظمہ و مدینۂ طیبہ کے علمائے کرام ومفتیان عظام کے حضور فتوی پیش ہوا، جس خوبی وخوش اسلوبی وجوش دہی سے ان عمایدین اسلام نے تصدیقیں فرمائیں‘‘۔ (تمہید ایمان، مطبوعہ بریلی، طبع چہارم: ص۴۶)

(۲) حرم محترم مکۂ معظمہ وحرم اکرم مدینۂ منورہ زادہا اللہ شرفاً وتکریماً وزاد اہلہما عزاً وتعظیماً منشا و ملجائے دین متین میں ان کے حق میں شہادات علیہ سید المرسلین ہیں صلی اللہ علیہ وسلم وشرف ومجد وعظم وکرم کہ وہ دین کے مرجع وماوئ ہیں۔ عبادت شیطان سے منزہ وجدا ہیں۔ ان دونوں شہر کریم کے علمائے اعلام وعظمائے کرام کرمائے عظام متفق یک زبان بہ جزم وایقان کچھ کلمات ایمان تمہیں سناتے اور تمہاری بھلائی تمہاری خیر خواہی کو حق وباطل کا فرق دکھاتے ہیں۔ خوشی اور شادمانی اسے کہ سنے اور مانے اور حسرت وپشیمانی اسے کہ نہ سنے یا سن کر حق نہ پہچانے‘‘۔

(تمہید ایمان: ص۴۸)

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی رضا خانیوں کے ایسے مستند ومعتمد ’’امام وپیش وا‘‘ ہیں جن کی پیروی وفرماں برداری اس فرقے کے لیے فرض ہے۔ اہم فرض اور ضرورت سے زیادہ ضروری ہے۔ اس صورت میں آپ کا وہ تحریری ’’چیلنج‘‘ جو غیر مقلدین کی بابت دیا گیا ہے اور عملی نمونہ جو علمائے دیوبند کے بارے میں پیش کیا اور وہ فضائل ومناقب جو علمائے حرمین کے متعلق تحریر فرمایا ہے اس قابل تقلید وعملی نمونے کے ہوتے ہوئے مولوی حشمت علی بالقابہ کے لیے فرض عین سے زیادہ ضروری اور ان

کی شان مظہریت کا لازمی مقتضا تھا کہ وہ بھی اپنے اس تکفیری فتوے پر جو شاہ ابن سعودؒ والیٔ حجاز و عام نجدی مسلمانوں کے بارے میں دیا ہے، حرمین شریفین کے علمائے اعلام و مفتیان کرام کی تصدیقی مہریں ثبت کرا کر شایع کرتے، تاکہ اگر ایک طرف اس کی اعتباری و اعتمادی حیثیت عام مسلمانوں کی نگاہوں میں بڑھ کر اطمینان قلب و زیادتی یقین کا باعث ہوتا تو دوسری طرف ان کو اپنے اعلیٰ حضرت کے اسوہ کی پیروی کی سعادت بھی مل جاتی اور ان کی یہ فرماں برداری ان کی کسی مظہریت کے لیے بے حد مفید و نافع ہوتی۔ حالاں کہ آپ ایک نہیں دو مرتبہ شاہ حجاز ابن سعودؒ کی زندگی اور ان کی حکومت میں مکۂ مکرمہ و مدینۂ طیبہ بہ غرض حج و زیارت گئے ہیں اور وہاں کے مقدس علمائے کرام سے ملاقاتیں و تبادلۂ خیالات بھی کیے ہیں، پھر ایسی حالت میں آپ بڑی آسانی و سہولت کے ساتھ اپنے اس تکفیر ابن سعودؒ والے فتوے پر ان مقامات مقدسہ کے علمائے کرام کی تصدیقیں حاصل کر سکتے تھے۔ اگر وہ اس ضروری خدمت کو علانیہ و کھلم کھلا انجام نہیں دے سکتے تھے تو پوشیدہ و خفیہ طور پر انجام دینے میں ان کو ہر طرح کی سہولت حاصل تھی، لیکن یہ سب کو معلوم ہے کہ ان تمام سہولتوں و آسانیوں کے ہوتے ہوئے آپ نے اپنے اس تکفیری فتوے پر جو شاہ ابن سعودؒ و عام نجدی مسلمانوں کے بارے میں شایع کیا ہے دیدہ و دانستہ حرمین شریفین کے علمائے کرام کی مہری تصدیقیں نہیں حاصل کیں، اس لیے مولوی حشمت علی بالقابہ حسب فرمان اعلیٰ حضرت بریلوی:

> ''قطعاً اہل حرمین کے مخالف مذہب وسنیان ہند وغیرہ کے مثل ان پاک مبارک شہروں کے علما کو بھی معاذ اللہ مشرک و گم راہ و بد دین جانتے ہیں، پھر بھی عداوت و بدخواہی نہ ہونا چہ معنی؟'' (النہی الاکید: ص ۲۹)

چوں کہ مولوی حشمت علی بالقابہ اپنے فتوے کے عدم تصدیق کی وجہ سے حرمین طیبین کے مسلک کے نہ صرف مخالف ہی ہیں بلکہ ان سے بغض و عداوت رکھنے والے

اور ان معصوم ومحترم عالموں کو کافر ومرتد بنانے والے ہیں۔ اہل حرمین کی تکفیر ہو یا بغض وعداوت یا ان پر لعن وطعن ہو یا سب وشتم، یہ سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دل آزاری وتوہین وتذلیل کا موجب ہے۔

مولوی حشمت علی احمد رضا کے فتوے سے کافر ہوگئے:

جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے یا آپ کی روح پر فتوح کو صدمہ وتکلیف پہنچائے اس کے لیے مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی یہ فرماتے ہیں کہ

"اللہ ورسول جل وعلیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر ہے۔ جو انہیں کافر نہ کہے، جو ان کا پاس لحاظ رکھے، جو ان کی استادی یا رشتے یا دوستی کا خیال کرے وہ بھی انہیں میں سے انہیں کی طرح کافر ہے"۔ (تمہید ایمان: ص ۴۵)

اب اس اعلیٰ حضرتی فتوے کے مطابق مولوی حشمت علی اور ان کے تمام ساتھی اسلام کے احاطے میں ہیں یا نہیں؟ خود ہی فیصلہ کرلیں۔ کیوں کہ ؎

آپ ہی اپنے ذرا جور وستم کو دیکھیں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

توہین رسول کا چھٹا نمونہ:

رضا خانیوں کے اعلیٰ حضرت بریلوی نے مکۂ مکرمہ ومدینۂ طیبہ کی منقبت وفضیلت میں یہ لکھا ہے

"جہاں سے دین آغاز ہوا اور بہ حکم احادیث صحیحہ کبھی وہاں شیطان کا دور دورہ نہ ہوگا"۔ (تمہید ایمان: ص ۴۶)

(۲) "حرم محترم مکۂ معظمہ وحرم اکرم مدینۂ منورہ زادھما اللہ شرفاً وتکریماً وزاد اہلھما عزاً وتعظیماً منشاء وملجائے دین متین ہیں، ان کے حق میں شہادت علیہ سید المرسلین ہیں...... صلی اللہ علیہ وسلم وشرف ومجد وعظم وکرم کہ وہ دین کے مرجع وماویٰ ہیں عبادت شیطان منزہ وجدا ہیں" (تمہید ایمان: ص ۴۸)

جب رضا خانیت کے امام صاحب بریلوی کی تحریر کے مطابق مکۂ معظمہ و مدینۂ طیبہ منشا و ملجائے دین متین ہیں اور عبادت شیطان سے منزہ و جدا ہیں اور بہ حکم احادیث صحیحہ کبھی وہاں شیطان کا دور دورہ نہ ہوگا تو اس صورت میں اگر مولوی حشمت علی بالقابہ کے تکفیری فتوے کے مطابق ابن سعودؒ شاہ حجاز کو معاذ اللہ کافر و مرتد اور اس کی حکومت کو کافرانہ حکومت تسلیم کیا جائے تو اس کا صاف وکھلا ہوا مطلب بہ الفاظ دیگر یہ ہوگا کہ مکۂ مکرمہ و مدینۂ طیبہ جیسے مقامات مقدسہ پر شیطان کا دور دورہ اور اس کی حکومت وسلطنت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے حکومت سعودیہ اور ان کے خان دان کے حضرات کو ''ابائسہ نجد''، ''شیاطین نجد''، ''کفرہ نجد''، ''مردہ نجد'' (دیکھو تجانب اہل سنت: از صفحہ ۲۵۹ تا ۲۶۹) کے غیر مہذب الفاظ سے خطاب کر کے ثابت کر دیا کہ سچ مچ ان مقامات مقدسہ پر شیطان کا دور دورہ اور اسی کی حکومت وسلطنت ہے۔ العیاذ باللہ۔

اب ناظرین کرام انصاف سے فرمائیں کیا یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ کی تکذیب وتردید اور آپ کی کھلی ہوئی توہین وتنقیص نہیں ہے؟ ہے اور ضرور ہے تو رضا خانیوں کے اس قول کے پیش نظر کہ

''حضور کے کسی قول یا فعل وعلم وحالت کو جو بہ نظر حقارت دیکھے کافر ہے۔''

(بہار شریعت: ج ۱، ص ۲۲)

یہ فرقہ اور اس کے مشہور سرغنے اسلام میں داخل نہیں رہے۔

تائید جنون میں ہیں کچھ عقل کے مارے بھی
اس ہوش کی دنیا میں تنہا نہیں دیوانہ

رضاخانیوں کے ''ایمان واسلام'' کا آخری فیصلہ:

مولوی حشمت علی بالقابہ نے شاہ ابن سعودؒ و عام نجدی مسلمانوں کے کفر وارتداد کے منحوس سلسلے میں نہ صرف حرمین شریفین اور وہاں کے مقدس مسلمانوں اور علمائے کرام کے ساتھ بغض وعداوت، ذلت واہانت کا ایک بھیانک مظاہرہ کیا، بلکہ غضب

یہ کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ کی کھلی ہوئی تکذیب و تردید اور آپ کی شانِ اقدس میں ایسی صاف وصریح گستاخی اور دل آزاری کی ہے جس کے تصور سے اسلامی دنیا سراپا درد والم بن جاتی ہے۔ رضا خانیت کے سرغنوں نے اللہ ورسول کی شان اعلیٰ میں جو گستاخیاں اور دل آزاریاں کی ہیں اس کے چند نمونے اس کتاب میں پیش خدمت کر چکا ہوں، اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ رضا خانیت کی ''ایمانی دیگ'' پختہ ہے یا خام۔ تاہم ان لوگوں کے ایمان واسلام کا آخری فیصلہ ان کے ''آخری امام'' ہی کی زبان سے سن لیجیے:

(۱) ''جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دُشنام (گالیاں) دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا۔ اس کی جورو (بیوی) اس کے نکاح سے نکل گئی۔ دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے اس کی جورو نکاح سے نکل جاتی ہے''۔

(تمہید ایمان: ص ۲۷)

(۲) ''تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے''۔ (تمہید ایمان: ص ۲۸)

مولوی حشمت علی صاحب بھی اپنے پیش وائے اعظم کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخی کرے اس کا کافر ومرتد ہونا ضروریات دین میں سے ہے''۔

(تجانب اہل سنت: ص ۸)

مندرجۂ بالا تحریروں کی روشنی میں رضا خانیت کے آخری امام مولوی احمد رضا

خان صاحب بریلوی نے خود ہی اپنے ہاتھوں سے اپنے اس فرقے کے ایمانی تابوت میں کفر وارتداد کی "آخری میخ" ٹھونک کر قطعی فیصلہ کردیا کہ یہ رضا خانی گروہ بھی اسلام سے خارج ہے۔ اس لیے ان سے بھی میل وجول، دوستی ومحبت، شادی وبیاہ سب حرام ہے ۔

جھنجلا کے مجھ کو ذبح تو صیاد نے کیا
اب رورہا ہے منہ کو قفس پر دھرے ہوئے

باب (۱۵)

مسٹر جناح، مسلم لیگ
اور
رضا خانیت

مسٹر محمد علی جناح کی تکفیر:

اگر چہ بعض مسلمانوں کو مسٹر جناح سے سخت سیاسی اختلاف تھا، لیکن اس کے باوجود ان کو مسلم لیگ کا جس میں مسلمانوں کی ایک بڑی اکثریت شریک تھی قاید اعظم تسلیم کرتے تھے، لیکن رضا خانیوں کے مظہر اعلیٰ حضرت مولوی حشمت علی بالقابہ نے جو کچھ آپ کے بارے میں مہذب وشایستہ الفاظ استعمال کیے ہیں ان کو ذرا صبر وتحمل سے ملاحظہ کیجیے:

(۱) ''اور مسٹر جینا ان کا قاید اعظم ہے، اگر صرف انہیں دو کفروں پر اکتفا کرتا تو قاید اعظم کی خصوصیت ہی کیا رہتی؟ لہٰذا وہ اپنی اسپیچوں اپنے لکچروں میں نئے نئے کفریات قطعیہ بکتا رہتا ہے''۔

(تجانب اہل سنت: ص ۱۱۹)

(۲) ''بہ حکم شریعت مسٹر جینا اپنے ان عقاید کفریہ قطعیہ خبیثہ کی بنا پر قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ جو شخص اس کے کفروں پر مطلع ہونے کے بعد اس کو مسلمان جانے یا اس کے کافر و مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر و مرتد اور شر اللئام اور بے توبہ مرا تو مستحق لعنت عزیز علام''۔ (تجانب اہل سنت: ص ۱۲۲)

(۳) ''مسٹر جینا جیسے کھلے ہوئے مرتد کو ہندو مسلم اتحاد کا پیغام بر بلکہ سیاسی پیغمبر کہہ دیتا ہے۔'' (مظاہر الحق الاجلی: ص ۳۳)

اس کے علاوہ کتاب قہر القادر علی الکفار اللیاذر مولوی محمد طیب دانا پوری کے صفحہ ۴، ۱۲، ۱۸ میں بھی مسٹر جناح کی تکفیر کی گئی ہے۔

رضا خانیت کے اس تکفیری حکم کی صحت و درستگی کی روشنی میں پاک و ہند کے وہ بے شمار مسلمان جو آج بھی مسٹر جناح کو مسلمان مانتے ہیں کافر و مرتد ہو جائیں گے۔

اسی طرح ممالک اسلامیہ مصر، سوڈان، ایران، افغانستان، ترکستان، فلسطین، انڈونیشیا، ملایا اور اسلامی مراکز مکۂ مکرمہ و مدینۂ طیبہ کے کروڑہا کروڑ مسلمان اس لیے کافر و مرتد ہو جائیں گے کہ وہ آج بھی پاکستان کے موجد اور مسلم لیگ کے مربی مسٹر جناح کو مسلمانوں کا قاید اعظم مانتے و جانتے ہیں۔

مسلم لیگ اور اس کے عام ممبران کی تکفیر:

اسلام کے ان پیشہ ور مکفروں کی تکفیری حرص و ہوس مذکورۂ بالا محترم و ممتاز اور نام ور ہستیوں کی تکفیر سازی سے آسودہ نہ ہو سکی تو اس نے اپنے دست تکفیر کو مسلم لیگ کی طرف دراز کیا، یہاں تک کہ اس کو بھی اپنی ''تکفیری خراد'' پر چڑھا کر ایمان و اسلام سے بالکل صاف کر دیا۔

مسلم لیگ اور اس کے عام ممبران کی تکفیر لازمی و حقیقی دو طریقوں سے کی گئی ہے۔

اول اس طرح سے کہ جب رضا خانیت کے مظہر اعلیٰ حضرت مولوی حشمت علی نے مسٹر جناح کے بارے میں یہ فتویٰ دیا ہے کہ وہ ایسے کافر ہیں کہ جو ان کے کفر میں شک کرے یا ان کو اچھا جانے تو وہ بھی کافر و بے ایمان ہے، تو اس صورت میں مسلم لیگ کے تمام ارکان و ممبران اور خیر خواہان کفر و ارتداد کے دایرے میں داخل ہو گئے۔ کیوں کہ یہ لوگ مسٹر جناح کو نہ صرف مسلمان ہی بلکہ ان کو مسلمانوں کا امام و قاید مانتے ہیں تو مسلم لیگ کے ارکان و ممبران کی یہ تکفیر بہ واسطہ مسٹر جناح کے ہوئی۔

اب اس کی براہ راست و مستقل تکفیر ملاحظہ کیجیے:

(۱) مولوی حشمت علی نے تجانب اہل سنت: ص ۹۰ میں تحریر کیا ہے، جس کا

خلاصہ یہ ہے کہ نیچری مرتدین نے جن انجمنوں اور جماعتوں کو اپنے کفری مقاصد کی ترویج واشاعت کے لیے اپنا آلۂ کار بنایا ہے اس میں نواں نمبر مسلم لیگ کا ہے۔

(۲) تجانب اہل سنت: ص ۴۵۳ میں جن جماعتوں اور گروہوں کی تکفیر کی گئی ہے اس میں تیرھواں نمبر لیگ کا رکھا گیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ

ولیگیہ غالیہ وصلح کلیہ غالیہ اپنے عقاید کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر بہ حکم شریعت قطعاً یقیناً اسلام سے خارج اور کفار ومرتدین اور جو مدعیٔ اسلام ان میں سے کسی کے قطعی یقینی کفر، یقینی اطلاع رکھتے ہوئے بھی اس کو مسلمان کہے یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی یقیناً کافر مرتد ہے اور بے توبہ مرا تو مستحق نار ابد"۔

(۳) اور اگر وہ ندوہ و مسلم لیگ و سیرت کمیٹی و تحریک خاک سار و مجلس احرار کے ان حرکات و کلمات کفر و ضلال کو معاذ اللہ حق و صحیح مانتے ہیں تو جو کفر کو حق مانے وہ خود کافر ہے"۔ (تجانب اہل سنت: ص ۱۱۴)

اگر چہ مسلم لیگ اور اس کے ممبران وارکان، خیر خواہان وہم دردان کے کفر وارتداد کے ثبوت میں مندرجۂ بالا عبارتیں کافی تھیں، تاہم مزید اطمینان کے لیے رضا خانیت کے نام ور مکفروں کی چند تکفیری عبارتیں اور بھی ملاحظہ کیجیے، تا کہ "سمند ناز پر ایک اور تازیانہ سہی" کا کام دے سکے۔

مولوی حشمت علی، سید شاہ اولاد رسول محمد میاں مار ہروی، سید آل مصطفیٰ مار ہروی کے استفتائی جوابات کا وہ مجموعہ جو مسلم لیگ کے بارے میں کتابی صورت میں شایع کیا گیا ہے، اس کا ایک چھوٹا سا نام الجوابات السنیة علی زھاء السوالات اللیگیہ ہے، جس کے وہ فضایل ومحاسن جو اس کے سرورق پر لکھے ہوئے ہیں اس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ

"مسلم لیگ کی کفر نوازیوں سے بچانے والا"۔

اس کتاب میں اول سے آخر تک مسلم لیگ کی کفر نوازیوں، ضلالتوں اور

خباثتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد اس کی شرکت کو نہ صرف ناجائز وحرام بلکہ اس میں شریک ہونے والوں کو بددین، منافق، فاسق، کافر ومرتد کہا ہے۔ بہ طور نمونہ اس کی بھی چند تکفیری وتحریمی عبارتیں لکھی جاتی ہیں۔ ملاحظہ کیجیے۔ مسلم لیگ کے دستوری اور اساسی اغراض ومقاصد پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

(۱) ''اور یہ سب اغراض ومقاصد صریح محرمات شرعیہ پر مشتمل اور حرام قطعی اور منجر (کھینچنے والا) باشد وبال ونکال کفر وضلال ہیں اور ان کے ہوتے ہوئے لیگ کی شرکت ورکنیت سخت ممنوع وحرام ہے''۔

(الجوابات السنیۃ علی زہاء السوالات الملیکیہ: ص۳)

(۲) ''تو لیگ کے مقصد اولین اچھوتوں، سکھوں، پارسیوں، ہندوستانی یہودیوں، ہندوستانی عیسائیوں کے ادیان باطلہ ومذاہب کفریہ وعقاید شرکیہ کی تبلیغ واشاعت کی مکمل وموثر حفاظت کرنا بھی داخل ٹھہرا، یہ کھلا ہوا کفر وارتداد ہوگا''۔ (الجوابات السنیۃ ......: ص۴)

(۳) ''اور لیگ مسلمانوں کی ان سے اخوت قایم کرائی، ان کو مومن ومسلمان کہتی اور بتاتی ہے، لہٰذا اس میں بھی شرکت اس کی بھی رکنیت اشد حرام اور منجر بہ کفر وعصیان ہے''۔ (الجوابات السنیۃ ......: ص۹)

(۴) مسلم لیگ کی مکاریوں، کفرنوازیوں اور دنیا بھر کے تمام کفار ومشرکین کی چیرہ دستیوں سے کامل نجات اور سچی آزادی اور مستقل کامیابی کا بالکل صحیح اور سچا اور قطعاً بے خطر راستہ یہی ہے اور صرف یہی ہے۔ جسے اس مبارک راستے پر چلنے سے کامیابی وفوز وفلاح ملنے پر ایقان نہیں درحقیقت اس کا کلام الٰہی پر ایمان نہیں۔ پھر اگرچہ کلمہ گو ومدعی اسلام ہو کافر ومرتد ہے۔

اس کے علاوہ خاص مسلم لیگ کے متعلق ایک سوال کے جواب میں مولوی حشمت علی نے جو فتویٰ صادر کیا ہے وہ کتابی صورت میں اجمل انوار الرضا، مطبوعہ

انتظامی پریس کان پور، بار اول، ماہ دسمبر ۱۹۴۵ء جماعت اہل سنت پہلی بھیت کی جانب سے شائع کیا گیا ہے۔اس کے بھی الفاظ ملاحظہ کر لیجیے:

(۱)''ہر سنی مسلمان پر شریعت مطہرہ کی روشنی میں روشن کہ یہ سب اغراض ومقاصد صریح محرمات شرعیہ پر مشتمل اور حرام قطعی اور منجر باشد وبال ونکال وکفر وضلال ہیں اور ان کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ کی شرکت ورکنیت امداد واعانت بہ حکم شریعت مطہرہ اسی طرح گناہ وممنوع وحرام وناجائز ہے جس طرح ندوہ وکانگریس کی شرکت ورکنیت وامداد واعانت شرعاً حرام وگناہ ہے۔اس میں شریک ہونے والا ایسے ہی فاسق ہے جیسے ندوہ وکانگریس میں شریک ہونے والا فاسق ہے۔''

(اجمل انوارالرضا:ص ۳)

(۲)''رہا مطالبۂ پاکستان یعنی تقسیم ملک کہ اتنا لیگیوں کا اتنا ہندوؤں کا، اس صورت میں احکام کفر ملک کے بڑے حصے میں لیگیوں کی رضا سے جاری ہوں گے کہ وہی اس تقسیم پر راضی اور اس کے طالب ہیں۔احکام کفر پر رضا کفر اور کم از کم سخت بے دینی ہے''۔(اجمل انوارالرضا:ص ۳)

خانقاہ سیال شریف

اور

علمائے دیوبند

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تحذیر الناس کی عبارت کے متعلق کسی نے سوال کیا تو جواب میں ارشاد فرمایا:

''معترضین ان کی عبارت سمجھے نہیں، میں علمائے دیوبند کی تکفیر سے بری ہوں''۔(علمائے دیوبند اور مشائخ پنجاب: ص۲۹)

حضرت خواجہ صاحبؒ حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کے متعلق فرماتے ہیں:

''مولانا انور شاہ صاحبؒ کا حافظہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔''(علمائے پنجاب اور مشائخ پنجاب: ص۳۰)

باب (۱۶)

ہندوستان کی تمام مسلم جماعتوں
اور
اسلامی انجمنوں کی پرزور تکفیر

رضا خانیت کے ان جبہ پوش کفر باز ملاؤں کی ہوس تکفیر تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر و مرتد (معاذ اللہ) بنانے اور خود بھی اس میں غوطہ کھانے کے بعد بھی پوری نہ ہوئی تو وہ اسلامی جماعتیں اور مسلم انجمنیں جو اپنی اپنی جگہوں پر اسلام و اہل اسلام کی افادی خدمتوں میں مصروف تھیں بالآخر ان کا دست تکفیر دراز ہوا اور ان بے چاری مظلوم انجمنوں اور غریب مسلم جماعتوں کو بے خطا و بے قصور ایک ہی وار میں کفر وارتداد کے گھاٹ اتار دیا۔

رضا خانیوں کے اس ظالمانہ تکفیری قتل عام سے تو اسلامی طبقہ رنجیدہ و غم گین، افسردہ و آزردہ ہے، لیکن یہ تکفیری بہادر اپنے اس بے رحمانہ و بے دردانہ طرز تکفیر پر اپنے گھروں میں خوشی و مسرت کے شادیانے بجا رہے ہیں۔ مزاروں و قبروں پر روغن تلخ (کڑوے تیل) کے چراغ جلا کر چڑھاؤں کے سمیٹنے میں مصروف ہیں اور اپنے تکفیری مقتولوں سے مخاطب ہو کر یہ فرما رہے ہیں کہ دیکھو میں ابوالفتح بھی ہوں اور شیر بیشۂ تکفیر بھی۔ حالاں کہ شاید ان کو معلوم نہیں کہ۔

کفر کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں
ناؤ کاغذ کی کبھی چلتی نہیں

چناں چہ یہی تکفیری ابوالفتح بڑے فاتحانہ انداز میں اسلامی انجمنوں کے تکفیری

قتل نامے پر دستخط کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

اسی پیرنیچر (سرسید مرحوم) کے اذناب ومتبعین ومقلدین ومرتدین نیاچرہ ہیں، جو مسلمانوں کے دین وایمان اوران کے دنیوی سروسامان پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے ہمیشہ نئی نئی کمپنیاں نئی نئی پارٹیاں گھڑتے رہتے ہیں اور کبھی بندگان زراور بدنام کنندہ نکونامے چندنام کے مولویوں کواپنے کفری مقاصد کی ترویج واشاعت کے لیے اپنا آلہ کار بنالیتے ہیں۔ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس وندوۃ العلماؤ خدام کعبہ وخلافت کمیٹی وجمعیت علمائے ہندوخدام الحرمین واتحادملت، مجلس احرارومسلم لیگ واتحادکانفرنس ومسلم آزادکانفرنس ونوجوان کانفرنس ونمازی فوج وجمعیۃ تبلیغ الاسلام انبالہ وسیرت کمیٹی پٹی ضلع لاہوروامارت شرعیہ بہارشریف وآل پارٹیز کانفرنس وغیرہ کمپنیاں اسی مقصد کے لیے انہیں کفرونیاچرہ نے اپنی نیچریت ودہریت پھیلانے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو دین سے آزاداوردنیوی سروسامان سے بھی تہی دست بنانے کے لیے وقتاً فوقتاً خوداپنے ہاتھوں سے یادوسرے بددینوں وبدمذہبوں کواپناشریک کار بناکر یابعض جاہلوں، سادہ لوح بےوقوفوں یاچنددین فروش ونیاچرہ ونیاخرملانوں کو اپنے دام فریب میں پھانس کرانہیں اپناآلہ کار بناکرگڑھی ہیں"۔

(تجانب اہل سنت: ص۹۰)

ابھی ان معزز پیٹ کے مرغن وصیت کرنے والوں کی تکفیری بھوک کواس تکفیر عام کے باوجودآسودگی نہیں ہوئی تودیکھا کہ ابھی ملک میں چندمسلم برادریوں کی کچھ قومی انجمنیں اور جماعتیں بچی کچھی رہ گئی ہیں، اس کودیکھ کربس یہ تکفیری شیر جوش غضب میں تلملا اٹھے اوراپنے کفروارتداد کے خونی پنجوں سے ان بےچاری مظلوم قومی انجمنوں پربھی ایساغضب ناک حملہ کیا کہ وہ بھی اپنی جگہ شہیدناز ہوکررہ گئیں۔

لاؤ تو قتل نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں
کس کس کا نام ہے سر محضر لکھا ہوا

چناں چہ ہر ایک کا الگ الگ نام لے کر نکلتے ہیں کہ

''اور نیچری مرتدوں کو اپنی ہنگامہ آرائیوں کے لیے ایسے بھولے بھالے سنی مسلمانوں، دین پاک کے نام پر جی جان سے قربان ہونے والوں کی ضرورت تھی تو ان بے ایمانوں نے ان عوام مسلمین کے پھانسنے کے لیے اصلاح قوم کے نام سے قومی عصبیت کو آڑ بنا کر بننے والوں کی مومن کانفرنس، جمعیۃ المومنین، جمعیۃ الانصار، روئی دھنکنے والوں کی جمعیۃ المنصور، کپڑا سینے والوں کی جمعیۃ الادریسیہ، قصابوں کی جمعیۃ القریش، سبزی فروشوں کی جمعیۃ الراعین، پٹھانوں کی افغان کانفرنس، میمنوں (۱) کی میمن کانفرنس، مسلم کھتریوں کی مسلم کانفرنس، عباسیوں کی جمعیۃ آل عباس، کنبوہوں کی آل انڈیا کنبوہ کانفرنس، پنجابیوں کی آل انڈیا پنجابی کانفرنس وغیرہ کمیٹیاں خود گڑ ہیں یا اپنے دام افتادوں سے گڑھوائیں، تاکہ غریب دین دار مسلمانوں کو قومی جکڑ بندیوں میں جکڑ کر قومی ترقی، قومی اصلاح وفلاح کا سبز باغ دکھا کر ان کو گم راہ کیا جا سکے اور ایسی کمیٹیوں کی بنا محض قومیت پر رکھی۔ دین ومذہب کو نظر انداز کر دیا گیا اور ایسے عمل درآمد رکھے گئے کہ اپنی قوم کا ہر فرد اگر چہ وہ دیوبندی ہو نیچری ہو یا خارجی رافضی ہو یا لیگی خاکسار ہو یا احراری قادیانی ہو یا گاندھوی کانگریسی ہو وہ اپنا قومی بھائی، اپنے خان دان والا اپنا رشتہ دار ہے۔ اگر چہ وہ کافر مرتد ہو لیکن قومیت کی بنا پر وہ صلۂ رحم کے تمام احکام کا حق دار ہے''۔ (تجانب اہل سنت: ص ۹۱)

(۱) آج بریلوی جماعت کے لیے سب سے فعال، اپنا وقت اور پیسہ لگانے والے یہی میمن برادری ہے، جس پر احمد رضا بریلوی کے سگ (کتے) نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے اور یہ قوم اس فتویٰ کی وجہ سے کافر قرار پائی۔ کاش کہ میمن برادری یہ بات جان لے کہ جس فرقے میں انہوں نے شمولیت اختیار کر رکھی ہے اس نے انہیں کافر کہا۔ ان کی بیویاں ان کے نکاح سے نکل گئیں اور ان کے بچے ولد الزنا (حرامی) قرار پائے صرف اور صرف احمد رضا بریلوی کے سگ (کتے) حشمت علی کے فتوے کی بنا پر۔ (ابو نافع)

جب یہ رضا خانی قاتل اپنے کفروارتداد کی دو دھاری تلوار سے عالم اسلام کے تمام مسلمانوں اوران کی مذہبی وقومی سیاسی جماعتوں کو موت کے گھاٹ اتار چکے اور ان کو یہ اطمینان ہوگیا کہ اب ہماری مٹھی بھر اور گنتی کے چند آدمیوں کے سوا دنیا کے پردے میں کوئی کلمہ گو مسلمان باقی نہیں رہا تب آخر میں ان تکفیری شہیدوں کی ایک فہرست لکھتے ہوئے اپنے رضا خانیوں کو ایک معنی خیز نصیحت کی ہے۔

"جواب سوال پانزدہم! وہابیہ، دیوبندیہ وقادیانیہ وروافض دنیا چرہ وخاک سار یہ دچکڑالویہ واحراریہ وجناد ہاریہ وآغا خانی وہابیہ بہابیہ، وہابیہ غیرمقلدین، وہابیہ نجدیہ ولیگیہ غالیہ وصلح کلیہ غالیہ اپنے عقاید کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر بہ حکم شریعت قطعاً یقیناً اسلام سے خارج اور کفار ومرتدین جو مدعی اسلام ان میں سے کسی کے قطعی یقینی کفر یقینی اطلاع رکھتے ہوئے بھی اس کو مسلمان کہے یا اس کے کافر ومرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی یقیناً کافر مرتد ہے اور بے توبہ مرا تو مستحق نارابد۔" (تجانب اہل سنت: ص ۴۵۲)

(۲) "نیچریت اگر چہ فی الحقیقت وہابیت ہی کی ایک شاخ ہے، مگر آج کھلے طور پر اسلام کی بیخ کنی اور مسلمانوں کی دینی ودنیوی ضرر رسانی میں نیچریہ مرتدین ان وہابیہ (۱) ملعونین سے بدر جہا بڑھے چڑھے ہوئے ہیں۔ بھولے بھالے سنی مسلمانو! بچو تم گم راہوں اور گم گروں سے۔"

(تجانب اہل سنت: ص ۹۴)

(۳) سنی مسلمانوں پر فرض شرعی دینی مذہبی قرآنی ایمانی قطعی یقینی ہے کہ اس قسم کے تمام مرتدوں اور بے دینوں سے اگر چہ وہ ان کے باپ یا بھائی

(۱) اس جگہ تجانب اہل سنت نے نیچریوں کو سب سے بڑا دشمن دین وایمان بتلایا۔ حالاں کہ اُن کے اعلیٰ حضرت بریلوی نے نیچریوں سے بھی بڑھ کر سب سے بڑا دشمن دین وایمان دیوبندیوں کو کہا ہے۔ چناں چہ آپ نیچری، وہابی، رافضی سے دور رہنے کی نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ خصوصاً وہابیہ دیوبندیہ یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں۔ (احکام شریعت: ج ۱، ص ۷۷) اب مرید وپیر کی اس اختلافی کش کش کو کون دور کرے گا؟ (نور محمد)

یا بیٹے ہوں یا ان کے کنبے قبیلے والے ہوں خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لیے قطعاً علاحدہ و بے زار رہیں۔ ان سے نفرت ومجانبت برتیں۔ ان سے مسلمانوں کے سے جملہ تعلقات قطعاً قطع کردیں۔ ان کو اپنی اپنی جماعت و برادری سے خارج کردیں۔ اسی میں ان کے ایمان کی سلامتی ہے..... اور جو شخص اس حکم شرعی کو حق نہ مانے اور اس کو جھگڑا اور فساد اور نااتفاقی بتائے وہ بہ حکم قرآن عظیم انہیں بے ایمانوں کے حکم میں ہے، انہیں کی طرح کافر ہے۔ قیامت کے روز انہیں کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا، انہیں کے ساتھ ابدی نار میں داخل ہوگا۔ اور جو شخص اس حکم شرعی کو حق مانتا ہو مگر دنیوی راحت وآرام وآسایش کی خاطر باوصف قدرت واستطاعت اس پر عمل نہ کرے وہ سخت ترین فاسق، شدید ترین گناہ گار، مستحق غضب جبار لایق دخول نار سزاوار لعنت کردار ہے۔'' (تجانب اہل سنت: ص۴۵۴)

خاتمہ

قارئین کرام! آپ حضرات نے اول سے آخر تک رضا خانیت کے علم برداروں اور اسلام کے پیشہ ور ٹھیکے داروں کے ان تمام تکفیری فتوؤں کو ملاحظہ کرلیا ہوگا، جو اسلام کی نامور ممتاز ہستیوں و عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کے بارے میں دیا گیا ہے۔ اگر ان تباہ کن اور رسوائے عالم تکفیری فتوؤں کو حق و صحیح تسلیم کرلیا جائے تو اس کا لازمی نتیجہ اس قدر خوف ناک برآمد ہوتا ہے کہ جس کے تصور سے بھی اسلامی روح کانپ اٹھتی اور ایمانی غیرت شرمندہ ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جاں نثار حضرات صحابۂ کرام علیہم الرضوان و بزرگان اسلام علیہم الرحمۃ نے بڑی بڑی مشقت اور عظیم تر مصیبت کو برداشت کر کے، یہاں تک کہ اپنی عزیز جان، قیمتی و انمول خون کو پانی کی طرح بہا کر اسلام کے مقدس کلمے کی ایسی اشاعت کی کہ آج اس کی نورانی شعاعوں سے دنیا کے ہر گوشے اور حصے کو جگمگا دیا ہے۔ آج اسی مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر اکابر اسلام کی اس بیش بہا متاع گراں قدر سرمایۂ لازوال کمائی کو جو کلمہ گو مسلمان اور امت محمدیہ کی شکل میں دنیا کے ہر حصے میں موجود ہے، ان تکفیری ملاّنوں و کفر ساز ملاؤں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے بڑے گراں مایہ کو اپنی تکفیری قلم کی ایک جنبش سے سب کو کافر و مرتد بنا ڈالا ہے۔

ان تکفیری فتوؤں نے نہ صرف حضرات علمائے دیوبند (۱) ہی کو بلکہ عالم اسلام

---

(۱) احمد رضا خود اپنے فتوے سے کافر ہو گئے:

دیوبندیوں کو احمد رضا نے کافر کہا ہے، جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

احمد رضا خان نے حضرت مولانا عبدالسمیع دیوبندیؒ سے ابتدائی کتابیں درس نظامی کی پڑھی تھیں۔ وہ اپنے استاذ محترم کو خط میں بڑے تعظیمی الفاظ سے یاد کرتا رہا ہے۔ اس کے یہ خطوط استاذ محترم کے صاحب زادۂ محترم مولانا عبدالرشید کے پاس محفوظ ہیں۔ جب دیوبندی استاذ کی تعظیم کی تو انہیں مسلمان سمجھا اور جب دیوبندی کو مسلمان سمجھا تو خود ہی اپنے فتوے کی تیز روشنی میں کافر ہو گئے۔ حوالے کے لیے دیکھیے "تاریخ دارالعلوم دیوبند"۔

کے لاکھوں لاکھ اولیائے کرام مشائخ عظام علمائے امت واساطین ملت اوران کے کروڑہا مریدین ومتعلقین کو اس گناہ پر کفر وارتداد کی دودھاری تلوار سے قتل کردیا ہے کہ وہ گناہ گار نہ تھے۔ جس مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صفت رحمۃ للعالمینی کا یہ مظاہرہ کیا کہ اپنے راستے میں کانٹے بچھانے والوں اور خون کے پیاسوں کو بھی کسی بڑے اور سخت لفظ سے مخاطب نہیں کیا۔

آہ! کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آج ایک فرقہ اسی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہوئے اور آپ کے دامن رحمت کو اپنے ہاتھ میں لے کر یہ غضب ڈھا رہا ہے کہ پاکستان وہندوستان، ایران وافغانستان، مصر وسوڈان، چین وجاپان، فلسطین وترکستان، بلخ وبخارا، انڈونیشیا وملایا، لنکا وبرما، یہاں تک کہ مکۂ مکرمہ ومدینۂ منورہ میں کروڑہا کروڑ جو مسلمان آباد ہیں وہ معاذ اللہ سب کے سب اس لیے کافر ومرتد ہیں کہ وہ رضا خانیوں کے تکفیری فتوؤں کو نہیں مانتے اور ان کے غلط مذہبی خیالات کی ہم نوائی نہیں کرتے، لیکن قدرت خداوندی کا غیر مرئی کرشمہ وپوشیدہ ہاتھ ایسے مفسدوں، مفتریوں، باطل پرستوں، کاذبوں کے رد واستیصال تکذیب وابطال کے لیے اندر ہی اندر خود ان ہی کے ہاتھوں سے اتنا سامان جمع کرادیتا ہے کہ اس کی ذلت ورسوائی، تباہی وبربادی کے واسطے بیرونی حملوں اور خارجی ضربوں کی حاجت نہیں ہوتی، بلکہ اس گھر کو گھر کے چراغ ہی سے آگ لگ جاتی ہے۔ اس کاذب ومفتری کا تکفیری وخیالی پرشکوہ قصر ذرا دیر میں خاکستر ہوکر عبرت گہ عالم بن جاتا ہے۔ سچ ہے! خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں۔ اور

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

چناں چہ اسی قانون قدرت کے مطابق رضا خانیت کے گوشے گوشے کی خانہ تلاشی کی گئی تو معلوم ہوا کہ قدرت کے فیاض ہاتھوں نے رضا خانیت کی ذلت

ورسوائی، تباہی و بربادی کا خود ان کے بڑوں اور بانیوں کے ہاتھوں سے اتنا سامان جمع کرادیا ہے کہ اس گم راہ فرقے کی تردید وتکذیب کے لیے کسی بیرونی امداد کی ضرورت نہیں ہے۔ کیوں کہ مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کی امت کے خانۂ زندگی کا اکثر حصہ کفریات وتکفیریات کے ناہموار انبار بھرا ہوا ہے اور باقی حصے میں اتہامات والزامات، بدعات وخرافات کا ایک بدنما ڈھیر ہے۔ اگر چہ یہ اسباب تو خود ہی رضا خانیت کی تردید وتکذیب کی روشن ومضبوط دلیل ہیں، لیکن ان لوگوں کا تکفیر مسلمین کا امتیازی عقیدہ کریلا اور نیم چڑھا کا مظاہرہ کررہا ہے۔

ضمایم

چند ایسی حقیقتیں جن کا اس کتاب میں اندراج مفید معلوم ہوا، انہیں ضمیموں کی شکل میں شامل کیا جارہا ہے۔

مقامات مقدسہ کی بربادی، خلافت اسلامیہ عثمانیہ کی تباہی اور ترکی سلطنت کی شکست وریخت پر ۱۹۱۸ء میں انگریز جب اپنی فتح کی کامیابی کے نشے میں مست ہو کر محو رقص وسرور تھے تو پنجاب کے سرکردہ بریلوی رہنماؤں اور پیروں نے ایک غیر سرکاری تقریب میں گورنر پنجاب مسٹر ایڈوایر ولیڈی ایڈوایر کو مہمان خصوصی کے طور پر دعوت شمولیت دی اور حسب ذیل سپاس نامہ جو درحقیقت سیاہ نامہ تھا، ایڈوایر اور لیڈی ایڈوایر کو پیش کیا۔

یہ مسٹر ایڈوایر وہی ہے جس نے اپریل ۱۹۱۹ء میں جلیاں والہ باغ میں گولی چلوا کر ہندوستانیوں کے خون سے ہولی کھیلی تھی۔ مشائخ سو اور علمائے سو کی انگریزوں کے لیے خدمات اور اس کا منہ بولتا ثبوت محترم فقیر امیر علی قریشیؒ نے برٹش میوزیم لندن سے حاصل کیا تھا اور اس کو شائع بھی کیا تھا۔

(۱)

سپاس نامہ

بہ حضور نواب ہز آنر سر مائیکل فرانسس ایڈوایر۔ جی، سی، آئی، ای، کے، سی، آئی، ایس! گورنر پنجاب، حضور والا!

ہم خادم الفقراء سجادہ نشیناں وعلما مع متعلقین شرکائے حاضر الوقت مغربی حصۂ پنجاب نہایت ادب وعجز وانکسار سے یہ ایڈریس لے کر خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے ہیں اور ہمیں یقین کامل ہے کہ حضور انور جن کی ذات عالی صفات میں قدرت نے دل جوئی، ذرہ نوازی اور انصاف پسندی کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے، ہم خاک ساران باوفا

کے اظہار دل کو توجہ سے سماعت فرما کر ہمارے کلاہ فخر کو چار چاند لگا دیں گے۔

سب سے پہلے ہم ایک دفعہ پھر حضور والا کو مبارک باد کہتے ہیں کہ جس عالم گیر اور خوف ناک جنگ کا آغاز حضور کے عہد حکومت میں ہوا، اس نے حضور ہی کے زمانے میں بہ خیر وخوبی انجام پایا اور یہ بابرکت وباحشمت سلطنت جس پر پہلے بھی کبھی سورج غروب نہیں ہوا تھا، اب آگے سے زیادہ روشن اور اعلیٰ عظمت کے ساتھ جنگ سے فارغ ہوئی، جیسا کہ شہنشاہ معظم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہے۔

واقعی برطانوی تلوار اس وقت نیام میں داخل ہوئی جب دنیا کی آزادی امن وامان اور چھوٹی چھوٹی قوموں کی بہبودی مکمل طور پر حاصل ہو کر بالآخر سچائی کا بول بالا ہو گیا۔

حضور کا زمانہ ایک نہایت نازک زمانہ تھا اور پنجاب کی خوش قسمتی تھی کہ اس کی عنانِ حکومت اس زمانے میں حضور جیسے صاحب استقلال، بے دار مغز، عالی دماغ حاکم کے مضبوط ہاتھوں میں رہی۔ جس نے نہ صرف اندرونی امن ہی قایم رکھا، بلکہ حضور کی دانش مندانہ رہنمائی میں پنجاب نے اپنا ایثار وفاداری اور جاں نثاری کا وہ ثبوت دیا جس سے شمشیرِ سلطنت کا قابل فخر وعزت کا لقب پایا۔ بھرتی کا معراج، صلیبِ احمر کی اعجاز دست گیری، قیام امن کی تدبیر، تعلیم کی ترقی سب حضور کی بہ دولت ہمیں حاصل ہوئیں۔ حضور ہی ہیں کہ جنہوں نے ہر موقع وہر وقت پنجاب کی خدمات وحقوق پر زور دیا۔ صرف جنابِ والا ہی کو ہماری بہبودی مطلوب نہ تھی بلکہ صلیب احمر نسواں کے نیک کام میں حضور کی ہم دم وہم راز جنابہ لیڈی ایڈوایر صاحبہ نے جن کو ہم مروت کی زندہ تصویر سمجھتے ہیں، ہمارا ہاتھ بٹایا اور ہندوستانی مستورات پر احسان کر کے ثوابِ دارین حاصل کیا۔ ہماری ادب سے التجا ہے کہ ہمارا دلی شکریہ قبول فرمائیں۔

حضور انور! جس وقت ہم اپنی آزادیوں کی طرف خیال کرتے ہیں، جو ہمیں سلطنتِ برطانیہ کی طفیل حاصل ہوئی ہیں، جب ہم ان دخانی جہازوں کو سطح سمندر پر

اٹھکیلیاں کرتے دیکھتے ہیں جن کی طفیل ہمیں اس مہیب جنگ میں امن وامان حاصل رہا، جب ہم تار برقی کے کرشموں پر علی گڑھ واسلامیہ کالج لاہور وپشاور جیسے اسلامی کالجوں اور دیگر قومی درس گاہوں پر نظر ڈالتے ہیں تو پھر جب ہم بے نظیر برطانوی انصاف کو دیکھتے ہیں جس کی حکومت میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پی رہے ہیں تو پھر ہر طرف احسان ہی احسان دکھائی دے رہا ہے۔

بہشت آں جا کہ آزارے نہ باشد
کسے را با کسے کارے نہ باشد

باوجود فوجی قانون کے جو خود فتنہ پردازوں کی شرارت کا نتیجہ تھا، مسلمانوں کے مذہبی احساس کا ہر لحاظ سے خیال رکھا گیا۔ شب برأت کے موقع پر انہیں خاص رعایتیں دیں، رمضان المبارک کے واسطے حالاں کہ اہل اسلام کی درخواست یہ تھی کہ فوجی قانون ساڑھے گیارہ بجے شب سے دو بجے تک مسدود کیا جائے، لیکن سرکار حکام نے یہ وقت بارہ بجے سے دو بجے کر دیا۔ مسجد شاہی جونی الاصل قلعہ سے متعلق تھی جو ابتدائی عمل داری سرکار ہی میں واگذار ہوئی تھی، اہالیان لاہور نے اس مقدس جگہ کو ناجائز سیاسی امور کے واسطے استعمال کیا، جس پر متولیان مسجد نے جو خود مفسدہ پردازوں کو روک نہیں سکتے تھے سرکار سے امداد چاہی، یہی وجہ تھی کہ سرکار نے ایسا ناجائز استعمال بند کرادیا، ہم تہہ دل سے مشکور ہیں کہ حضور والا نے پھر اس کو واگزار کر دیا ہے۔

سرکار نے حج کے متعلق جو مہربانی کی ہے اس سے ہم ناآشنا نہیں اور مشکور ہیں۔ ہم سچ عرض کرتے ہیں کہ جو برکات ہمیں اس سلطنت کی بہ دولت حاصل ہیں، اگر ہمیں عمرِ خضر بھی نصیب ہو تو ہم ان احسانات کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔

ہندوستان کے لیے سلطنت برطانیہ ابرِ رحمت کی طرح نازل ہوئی اور ہمارے ایک بزرگ نے جس نے پہلے زمانے کی خانہ جنگیاں اور بدامنیاں اپنی آنکھوں سے

دیکھی تھیں اس سلطنت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے ۔

ہوئیں بدنظمیاں سب دور انگریزی عمل آیا
بجا آیا، بہ استحقاق آیا، برمحل آیا

ہم وہ احسان کبھی نہیں بھول سکتے جب ترکوں نے ہمارے مشورے کے خلاف کوتاہ اندیشی سے دشمنوں کی رفاقت اختیار کی تو ہمارے شہنشاہ نے ازراہِ کرم ہم کو یقین دلایا کہ ہمارے مقدس مقامات کی حرمت میں سرمو فرق نہیں آئے گا، اس الطاف خسروانہ نے ہماری وفا میں نئی روح پھونک دی، هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (احسان کا بدلہ احسان کے سوانہیں ہے)۔

ہم ان احسانوں کو کبھی نہیں بھول سکتے۔ اب اس جنگ کے خاتمے پر صلح کانفرنس سلطنت ترکیہ کی نسبت جلد فیصلہ ہونے والا ہے، ممکن ہے یہ فیصلہ مسلمانوں کی امیدوں کے برخلاف ہو، لیکن ہم بہ خوبی جانتے ہیں کہ اس فیصلے میں سرکار برطانیہ اکیلی مختار کار نہیں ہے بلکہ بہت سی طاقتوں کا بھی اس میں ہاتھ ہے۔ شہنشاہ معظم کے وزرا جو کوششیں ترکی کے حق میں کرتے رہے ہم اس کے واسطے سے ان کے بہرحال مشکور ہیں۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ یہ جنگ مذہبی اغراض پر مبنی نہ تھی اور اپنے اپنے عمل کا اور اس کے نتائج کا ہر ایک ذمے دار ہے ۔

رموزِ مملکت خویش خسرواں دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

مگر ہمیں پوری توقع ہے کہ ہماری گورنمنٹ اس بات کا خیال رکھے گی کہ مقاماتِ مقدسہ کا اندرونی نظم ونسق مسلمانوں ہی کے ہاتھوں میں رہے اور ہم حضور سے درخواست کرتے ہیں کہ جب حضور وطن کو تشریف لے جائیں تو اس نام ورتاج دار ہندوستان کو یقین دلائیں کہ چاہے کیسا ہی انقلاب کیوں نہ ہو ہماری وفاداری میں سرمو فرق نہ آیا ہے اور نہ آسکتا ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ ہم اور ہمارے پیروان اور

مریدان فوجی وغیرہ جن پر سرکار برطانیہ کے بے شمار احسانات ہیں ہمیشہ سرکار کے حلقہ بہ گوش اور جاں نثار رہیں گے۔

ہمیں نہایت رنج وافسوس ہے کہ نا تجربہ کار نوجوان امیر امان اللہ خان والئ کابل نے کسی غلط مشورے سے عہد ناموں کے اور اپنے باپ دادا کے طرزِ عمل کی خلاف ورزی کر کے خدا تعالیٰ کے صریح حکم وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (یعنی وعدے کا ایفا کرو، ضرور وعدے کے متعلق پوچھا جائے گا) کی نافرمانی کی۔ ہم جناب والا کو یقین دلاتے ہیں کہ امیر امان اللہ کے اس طرزِ عمل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

ہم اہالیانِ پنجاب احمد شاہ کے حملوں اور نادر شاہی قتل وغارت گری کو نہیں بھول سکتے۔ ہم اس غلط اعلان کی جس میں اس نے سراسر خلاف واقعہ لکھا ہے کہ اس سلطنت کی مذہبی آزادی میں خدانخواستہ رکاوٹ واقعہ ہوئی، تردید کرتے ہیں۔ امیر امان اللہ خان کا خان دان سرکار انگلشیہ کی بہ دولت بنا اور اس کی احسان فراموشی کفرانِ نعمت سے کم نہیں۔

ہم کو ان کوتاہ اندیش دشمنان ملک پر بھی سخت افسوس ہے، جن کی سازش سے تمام ملک میں بدامنی پھیلی ہے اور جنہوں نے اپنی حرکات ناشایستہ سے پنجاب کے نیک نام پر دھبہ لگایا ہے۔ مقابلہ آخر مقابلہ ہی ہے اور کبھی خموش نہیں رہ سکتا۔ یہ حضور والا ہی کا زبردست ہاتھ تھا جس نے بے چینی اور بدامنی کا اپنے حُسن تدبر سے فی الفور قلع قمع کر دیا۔ ان بدبختوں سے ازراہِ بدبختی فاش غلطیاں سرزد ہوئیں، لیکن حضور ابرِ رحمت ہیں اور ابرِ رحمت زرخیز اور شور زمین دونوں پر یک ساں برستا ہے۔ ہم حضور کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان گم راہ لوگوں کی مجنونانہ اور جاہلانہ حرکات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، کیوں کہ ہمارے قرآن کریم میں یہی تلقین کی گئی ہے۔

لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ یعنی دنیا میں فساد اور بدامنی مت پیدا کرو اور اِنَّ اللّٰهَ

لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ یعنی بے شک خدا فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔

حضور انور! اگرچہ آپ کی مفارقت کا ہمیں کمال رنج ہے۔

سر غم سے کھنچے کیوں نہ سردار ہمارا
لو ہم سے چھٹا جاتا ہے سردار ہمارا

لیکن ساتھ ہی ہماری خوش نصیبی ہے کہ حضور کے جانشین سر ایڈورڈ میکلیگن بہ القابہم جن کے نام نامی سے پنجاب کا بچہ بچہ واقف ہے، جن کا حسنِ اخلاق، رعایا نوازی میں شہرۂ آفاق ہے، جو ہمارے لیے حضور کے پورے نعم البدل ہیں، ہم ان کا دلی خیر مقدم کرتے ہیں اور ان کی خدمت میں یقین دلاتے ہیں کہ ہم مثل سابق اپنی عقیدت و وفاداری کا ثبوت دیتے رہیں گے۔

حضور اب وطن کو تشریف لے جانے والے ہیں، ہم دعا گویان جناب باری میں دُعا کرتے ہیں کہ حضور مع لیڈی صاحبہ و جمیع متعلقین مع الخیر اپنے پیارے وطن پہنچیں، تادیر سلامت رہیں اور وہاں جا کر ہم کو دل سے نہ اتار دیں ع

ایں دعا از ما واز جملہ جہاں آمین باد

المستدعیان (۱)

مخدوم حسن بخش قریشی، مخدوم غلام قاسم سجادہ نشین خانقاہ، مخدوم شیخ محمد نواب حسن، مخدوم سید حسن علی، سید ریاض الدین شاہ، پیر غلام عباس شاہ دیوان سید محمد پاک پٹن، خان بہادر مخدوم حسن بخش آف ملتان، مخدوم صدر الدین شاہ آف ملتان، میاں نور احمد سجادہ نشین، پیر محمد رشید، شیخ شہاب الدین، خان بہادر شیخ احمد، سید محمد حسین شاہ شیر گڑھ ضلع منٹگمری (ساہیوال)، مخدوم شیخ محمد راجو آف ملتان، دیوان محمد غوث، محمد مہر علی شاہ جلال پور، پیر محمد خضر حیات شاہ، صاحبزادہ محمد سعد اللہ آف سیال شریف، سید غلام محی الدین آف گولڑہ شریف، سید قطب علی شاہ آف ملتان، پیر چراغ علی آف

(۱) اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا کہ بریلوی انگریزوں کے ایجنٹ ہیں۔ (ابو نافع)

ملتان، پیر ناصر الدین شاہ آف شاہ پور، پیر غلام احمد شاہ آف شاہ پور، مخدوم غلام قاسم سجادہ نشین، سید نوازش حسین شاہ آف شیر گڑھ ضلع منٹگمری، مولوی غلام محمد خادم گولڑہ شریف، سید فدا حسین ضلع کیمبل پور، محمد اکبر شاہ آف شیر شاہ ملتان، غلام قاسم شاہ آف شیر شاہ ملتان، مولوی سید زین العابدین شاہ آف ملتان، پیر چراغ شاہ کوٹ سدھانہ جھنگ، محبوب عالم خادم گولڑہ شریف، منشی حیات محمد گولڑہ شریف، برہان الدین خادم گولڑہ شریف۔

[illegible]

(۲)

علامہ اقبالؒ پر بریلویوں کی تکفیر:

مصور پاکستان علامہ اقبالؒ مرحوم (م ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء) پر بریلویوں کے فتویٰ کفر کے سلسلے میں عبدالمجید سالک (م ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۵۹ء) رقم طراز ہیں:

''سلطان ابن سعود کی تطہیر حجاز کے غلغلے نے ہندوستان میں مسلمانوں کو دو مذہبی کیمپوں میں تقسیم کر رکھا تھا...... علامہ اقبالؒ سلطان ابن سعود کی حمایت میں بیان دے چکے تھے اور بدعتی علما ان کے خلاف خار کھائے بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک خوش طبع مسلمان کو دل لگی سوجھی، اس نے ایک استفتا مرتب کر کے مولانا ابو محمد سید دیدار علی شاہ خطیب مسجد وزیر خاں لاہور کو بھیج دیا۔ یہ صاحب اپنے شوقِ تکفیر کے لیے بے حد مشہور تھے۔ چناں چہ متعدد اکابر مسلمین کو کافر بنا چکے تھے۔ اس خوش طبع مسلمان نے اپنا نام ''پیرزادہ محمد صدیق سہارن پوریؒ'' تجویز کیا۔''

(ذکر اقبال: ص ۱۲۷)

چناں چہ احمد رضا خان صاحب کے خلیفہ اور بریلویوں کے ''امام المحدثین'' مولوی دیدار علی صاحب بانی مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور نے علامہ اقبالؒ مرحوم کو کافر قرار دے دیا اور ساتھ ہی ان کے بائیکاٹ کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''جب تک ان کفریات سے قایل اشعار مذکور توبہ نہ کرے اس سے ملنا جلنا تمام مسلمان ترک کر دیں ورنہ سخت گناہ گار ہوں گے۔''

(ذکر اقبال: ص ۱۲۹، سرگذشت اقبال: ص ۱۹۱)

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید اس پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''یہ ایک بہت بڑی دھاندلی تھی، چناں چہ چاروں طرف شور مچ گیا، مولوی دیدار علی صاحب پر لعن طعن و ملامت ہوئی، مولانا سید سلیمان ندویؒ

(خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی) نے اس فتوے کو جاہلانہ فتویٰ قرار دیا"۔

چوں کہ اقبالؒ مرحوم پر کفر کا فتویٰ لگانے والے بریلوی عالم ریاست الور کے رہنے والے تھے، اس لیے علامہؒ نے الور کے عنوان سے مفتی مذکور کے خلاف درج ذیل چار اشعار سپرد قلم فرمائے اور اسے انسانیت سے عاری اور اس کی اس حرکت کو گدھاپن قرار دیا۔

گر فلک در الور انداز وترا!
اے کہ می داری تمیز خوب وزشت
گویمت در مصرعۂ برجستہ
آں کہ بر قرطاسِ دل باید نوشت
آدمیت در زمین او مجو!
آسمان این دانہ در الور نہ کشت
کشت اگر زآب وہو خرستۂ است
زاں کہ خاکش را خرے آمد سرشت

(روزگار فقیر: ج۲،ص۲۳۲)

مولانا ظفر علی خانؒ پر فتویٰ کفر:

مولانا ظفر علی خانؒ (م ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء) کی جانب جب بریلوی علمائے کرام کی عنایات متوجہ ہوئیں تو موصوف کو بھی فتویٰ تکفیر کا نشانہ بننا پڑا۔ چناں چہ احمد رضا خان صاحب کے صاحب زادے اور بریلویوں کے مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب نے مولانا ظفر علی خان: پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ جسے بعد میں بریلویوں کے سابق مفتی اعظم پاکستان اور شیخ الحدیث دار العلوم حزب الاحناف لاہور سید ابو البرکات صاحب نے پچیس سے زاید دیگر بریلوی علما سے دستخط کرانے کے بعد کتابی صورت

میں شایع کیا اور اس کا نام رکھا ''سیف الجبار علی کفر زمیندار'' مسمیٰ بہ نام تاریخی ''القسورۃ علی ادوار الحمر الکفرۃ'' ملقب بہ لقب تاریخی ''ظفر علی رمۃ من کفر''۔ اس فتوے پر دستخط کرنے والوں میں بریلویوں کے صدر الشریعۃ مولوی محمد امجد علی صاحب مصنف ''بہار شریعت'' اور ان کے صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی اور شاہ احمد نورانی کے تایا جان مولوی مختار احمد صدیقی میرٹھی بھی شامل ہیں۔ اسی فتوے پر مولانا ظفر علی خان مرحوم نے فرمایا تھا۔

کوئی ترکی لے گیا اور کوئی ایران لے گیا
کوئی دامن لے گیا کوئی گریبان لے گیا
رہ گیا تھا نام باقی اک فقط اسلام کا
وہ بھی ہم سے چھین کر حامد رضا خان لے گیا

مولانا ظفر علی خانؒ کی جب تکفیر کی گئی تو مولانا محمد علی جوہرؒ نے اپنے اخبار ''ہمدرد'' میں اس کے بارے میں ایک مضمون شایع فرمایا تھا۔

(یہ مضمون ضمیمہ نمبر ۳ میں دیکھیے)

(۴)

شغل تکفیر

بیسویں صدی ایجادات کے لیے مشہور ہے۔ دنیا کی آنکھوں نے اس صدی میں بہت سی ایجادات دیکھی ہیں۔ ہندوستان جنت نشان کے بعض خاص قسم کے علما اگر کوئی خاص قسم کی ایجاد نہ کر سکتے تھے تو کیا ان کے لیے بھی ناممکن تھا کہ فتوائے کفر کے پرانے طریقے کو جلا دے کر اس میں الٹی سیدھی کوئی جدت پیدا کر سکتے۔ ایسے زمانے تو بہت کم ہیں کہ جب علما کا کوئی طبقہ ایسا موجود نہ ہو جو مسلمانوں کو کافر بنائے، لیکن ہمارے ہندوستان کے مولویوں کے اس طبقے نے جس کا دار الصدر بریلی شریف ہے اس سلسلے میں خاص نام پیدا کیا ہے۔ شغلِ کفر ہی ان کا دلچسپ مشغلہ ہے۔ مسلمان مریں یا جئیں، ان کی حالت تباہ ہو یا برباد، ان کے لیے ایک اور صرف ایک کام ہے، یعنی اچھے خاصے مسلمانوں کو کافر بنانا، اس صنعت کفر سازی میں خوبیاں پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ چناں چہ یہ جدت بھی یقیناً قابل تعریف ہے کہ تو کافر۔ تجھے کافر نہ سمجھنے والا کافر۔ تیری بیوی پر طلاق۔ تجھے کافر نہ سمجھنے والے کی بیوی پر طلاق۔ غنیمت یہ ہے کہ ابھی تک سلسلہ اس سے آگے نہیں بڑھا۔ اگر طبع رسا زیادہ جولانیاں دکھانے لگے تو خدا معلوم سوائے کافر بنانے والے مولانا کے اور کوئی مسلمان باقی رہے بھی یا نہیں؟ یہ تو کچھ مشکل ہی نہیں کہ تو کافر، تیری اولاد کافر، تیری اولاد کی اولاد کافر، تیری بیوی پر طلاق، تیری اولاد کی بیویوں پر طلاق وغیرہ وغیرہ۔ اگر لیل ونہار یہی ہیں تو اندیشہ ہے کہ کفر اور طلاق کے اعلان بالجبر کا مرض بہت بڑھ جائے گا۔ اگر آپ نام نہاد انجمن حزب الاحناف کی کارروائیوں کو پڑھیں تو آپ ہماری طرح اس اندیشے میں گرفتار ہو جائیں گے۔ واقعہ یہ ہے کہ "سیاست" و "زمین دار" کے مقاطعہ کی تجویز حزب الاحناف میں پیش کی گئی۔ جرم یہ تھا کہ علما کے خلاف لکھتے ہیں۔ تجویز پر گفتگو

میں بات کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی۔ مولوی دیدار علی صاحب شعر پڑھنے لگے۔ مولوی ظفر علی خان کے اشعار کفر کی دلیل میں پیش کیے گئے۔ پھر کیا تھا جو اٹھتا تھا کافر بناتا ہوا اٹھتا تھا۔ کافر بنانے والے بڑے باپ کے بڑے بیٹے حامد رضا خان صاحب بھلا اس میں کیوں کر حصہ نہ لیتے؟ انہیں تو بڑا حصہ لینا چاہیے تھا۔ کفر کے فتوے میں کون سی دیر لگتی ہے۔ ظفر علی خان کافر، اس کی بیوی پر طلاق ہے، کافر نہ سمجھنے والا کافر، اس کی بیوی پر بھی طلاق۔ یہ تھا فتویٰ۔

پنجاب کے بڑے پیر جماعت علی شاہ صاحب نے بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس فتوئی پر مہر تصدیق ثبت کی۔ اصل تجویز تو کچھ بہت پیچھے سی پڑ گئی البتہ کافر گری کا شغل بہت نمایاں ہو گیا۔ لیکن جب کچھ دیر بعد ہوش آیا تو مقاطعہ کی تجویز پھر یاد آ گئی۔ وعدے ہوئے، دعوے ہوئے اور تجویز پاس ہو گئی۔ غرض یہ کہ یہ جلسہ ختم ہو گیا، ممکن ہے کہ بعض لوگوں کو یہ خیال ہو کہ ہم نے بڑا کام کیا۔ لیکن جو شخص سوچ سمجھ سکتا ہے وہ تو اس جلسے کا حال سن کر خون کے آنسو روئے گا۔ آج مسلمانوں کی جو کچھ حالت ہے کیا اس کا اقتضا یہ ہے کہ اس قسم کی لغویات میں وقت ضایع کیا جائے؟ اور ایسی مثالیں دنیا کے سامنے پیش کی جائیں جس سے مسلمان شرمندہ ہوں؟ اور دشمنان اسلام خوش۔

(ہمدرد بہ حوالۂ روزنامہ سیاست: ۴؍جون ۱۹۲۵ء: ص ۷)

(۴)

مولانا محمد علی جوہرؒ اور مولانا شوکت علیؒ کی تکفیر:

علی برادران بھی بریلویوں کے خنجر تکفیر سے نہ بچ سکے چناں چہ مولانا شوکت علی صاحبؒ کو کسی شخص نے حامیانِ اسلام میں سے کہا تو اس پر ارشاد ہوتا ہے:

''شوکت علی صاحب کو حامیان اسلام میں گنا ہے، مگر یہ وہی ہیں جنہوں مشرکین کی خوش نودی خدا کی خوش نودی مانی۔ رام دہائی پکاری، خدا کی رسی مضبوط پکڑنے پر دین جاتا رہنا ممکن بتایا''۔ (دوامع الحمیر: ص۲۱)

نیز ان دونوں حضرات کے وجوہِ کفر میں سے ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے:

''میرٹھ میں پنڈت سیتارام پریذیڈنٹ جلسہ نے ایک قابلانہ تقریر کی اور شوکت علی کو پنڈت اور محمد علی کو لالہ کے خطاب سے منسوب کیا، جس پر ان دونوں نے اظہارِ مسرت کیا۔'' (تحقیقات قادریہ: ص۴۲)

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

''جب انہوں (علی برادران) نے مشرک کو اپنا امام ورہنما مانا تو امام اوپر ہونا ہی چاہیے اور یہ سب اس کے نیچے ضرور ہوں گے۔ لہٰذا یہ تشبیہ دینی ضرور تھی کہ دماغ (گاندھی) اوپر مخدوم اور ہاتھ (علی برادران) نیچے اور دماغ کے خادم ہیں۔'' (تحقیقات قادریہ: ص۴۵)

چوں کہ بریلوی حضرات کے نزدیک یہ دونوں حضرات کافر و مرتد تھے اس لیے ان کی وفات کے بعد بریلوی صاحبان غیر مسلموں کے مانند لفظ'' آں جہانی'' سے ان حضرات کو یاد کرتے رہے ہیں۔ چناں چہ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس والوں کے کفر وارتداد پر احمد رضا خان صاحب کے فتوے **''الدلائل القاہرہ علی الکفرۃ النیاشرہ''** کو جب ۱۹۴۲ء میں مسلم لیگ پر چسپاں کر کے شائع کیا گیا تو اس میں درج تھا:

"ستمبر ۱۹۱۷ء کے سالانہ اجلاس میں مسلم لیگ میں مشہور گاندھی لیڈر محمد علی آں جہانی اس کے صدر ہوئے مگر جب وہ بہ وجہ ممانعت گورنمنٹ شریک نہ ہو سکے تو کرسی صدارت پر ان کا فوٹو آویزاں کر دیا گیا۔"

(الدلائل القاہرہ، طبع بمبئی ۱۹۴۲ء: ص ۳)

یہ مسلم لیگ کے خلاف وہ فتویٰ ہے جس پر ۸۰ رضا خانی علما کے دستخط ثبت ہیں، لیکن افسوس کہ اب لاہور کے ایک بریلوی مکتبہ نے مسلم لیگ کے خلاف مواد خارج کر کے شایع کیا ہے۔ مگر الحمد للہ! انجمن ارشاد المسلمین لاہور نے رسالۂ مذکورہ کا ۱۹۴۲ء والا ایڈیشن عکسی صورت میں شایع کر دیا ہے۔ مولانا شوکت علی صاحبؒ کے بارے میں بریلویوں کے شیر بیشۂ سنت مولوی حشمت علی صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

"لیگیوں کے ایک بڑے بھاری بھرکم لیڈر آں جہانی بابائے خلافت الخ"

(احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ: ص ۲۵)

بریلوی حضرات کے فتوے کی رو سے اب جو لوگ ان بزرگوں کو کافر قرار نہیں دیں گے وہ خود کافر ہو جائیں گے (مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ اور علی برادران کے بارے میں توبہ کا جو ڈھونگ آج کل کے بریلویوں نے رچایا ہے، اس کے مکمل اور صحیح پوسٹ مارٹم کے لیے "مجموعہ رسایل چاند پوری: جلد اول ص ۴۶ تا ۵۱ حاشیہ ملاحظہ فرمالیں)۔

مولانا آزاد سبحانیؒ پر کفر کا فتویٰ:

مولانا آزاد سبحانیؒ (م ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۷ء) نے لاہور میں طلبہ کے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"کیا وہ راستہ جو ملت اسلامیہ کے اجماع کا راستہ ہے اور جس پر تمام علمائے ہند اور حضرت مولانا محمود حسنؒ جیسے شیخ الاسلام اور صدق و امانت کے حامل آپ کے رہنما ہیں کسی حالت میں گمراہی کا راستہ ہو سکتا ہے؟

اس پر جماعت مبارکہ رضائے مصطفیٰ بریلی کی طرف سے درج ذیل فتویٰ شائع کیا گیا:

> ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' یہ محمود الحسن وہی جناب ہیں جن کی مذہبی خباثت نمبر ۵۴ میں گذر چکی ہے۔ کیا اسلام ایسے مرتد کو شیخ الاسلام یا صدق وامانت کا حامل یا رہنما یا حضرت مولانا کے لفظ سے تعبیر کرنے کی اجازت کرسکتا ہے؟ کیا جو مرتد کی ایسی تعریف کرے خود کافر مرتد خارج از اسلام نہ ہو گیا؟ مسلمانو! تمہیں انصاف سے کہنا خدا لگتی''۔
>
> (تحقیقات قادریہ: ص ۴۲، شائع کردہ جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی)

مولانا عبدالماجد بدایونیؒ کی تکفیر:

مولانا عبدالماجد بدایونی (م ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) پر بھی بریلوی حضرات نے کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ ملاحظہ ہو اراکین جماعت مبارکہ رضائے مصطفیٰ کی طرف سے شائع کردہ مضمون بہ عنوان ''روداد مناظرہ جناب مولانا مولوی سید سلیمان اشرف صاحب ومولوی ابوالکلام آزاد''، جو ماہ نامہ ''الرضا'' کے شمارہ رجب ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء میں شائع ہوا تھا۔ اس مناظرے کے بارے میں بریلویوں کے صدر الافاضل نعیم الدین مرادآبادی (م ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) نے احمد رضا خان صاحب کو ایک خط تحریر کیا تھا، جو ''الرضا'' کے شمارۂ مذکورہ میں طبع ہوا تھا، مذکورہ خط میں بریلویوں کے صدر الافاضل نعیم الدین مرادآبادی نے فتویٰ مذکورہ کی تائید کرتے ہوئے مولانا عبدالماجد بدایونیؒ کے علاوہ مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ وغیرہ کو بھی کافر قرار دیا ہے۔

ایک جلسے میں مولانا عبدالماجد بدایونی نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کو صدر جلسہ منتخب کرنے کی پرزور تحریک فرمائی اور دیگر علما کی تائید سے حضرت موصوف صدر جلسہ منتخب ہو گئے۔ اس پر جماعت مبارکہ رضائے مصطفیٰ بریلی کی طرف سے مولانا عبدالماجد بدایونیؒ کے اس فعل کو کفر قرار دیا گیا اور لکھا گیا کہ

''مرتد کی اس درجہ تعظیم کہ وہ ساری پارٹی کے اوپر ہو اور ساری پارٹی اس کے نیچے ہو، کس درجہ موجب لعنت الٰہی ہوگی؟ افسوس کہ ایسے ہی جلسے میں علمائے اہل سنت کو شرکت کی دعوت دی جاتی تھی ع

مسلمانو! تمہیں انصاف سے کہنا خدا لگتی

عالم تو عالم کیا ناخواندہ سنی مسلمان بھی (جس کے دل میں اسلام کا درد اللہ اور رسول سے محبت، دشمنانِ خدا اور رسول سے بہ حکم خدا اور رسول عداوت ہو) ایسے جلسے میں شرکت روا رکھے گا؟ اس پر یہ شور مچایا جاتا ہے کہ اس جلسے میں پانچ سو علما شریک تھے، کیا یہ سب بے دین تھے؟......''

الخ (تحقیقاتِ قادریہ: ص ۴۰، شائع کردہ جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی)

مولانا عبدالقدیر بدایونیؒ کی تکفیر

''جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کی شائع کردہ کتاب ''تحقیقاتِ قادریہ ملقب بہ پاسبان مذہب وملت'' کے ابتدائی ۱۶ صفحات میں ان تمام بدایونی بزرگوں کو خوب لتاڑا گیا ہے جو تحریک خلافت میں حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ کام کرتے رہے ہیں۔ چناں چہ ان حضرات کی تکفیر کر کے ان کا تعلق اپنے سے کاٹتے ہوئے لکھا گیا کہ

''جس نے وہابیہ، دیوبندیہ نیچریہ وغیرہم بدمذہبوں سے علاقہ رکھا اس کا علاقہ ہمارے اکابر کرام سے ٹوٹ گیا۔ وہ قادری برکاتی دایرے سے خارج ہو گیا، بلکہ مدح وستائش کفار پر یہ فرمادیا گیا کہ کفار کی تعریف کرنے والا انہیں کفار کے شمار میں ہے، انہیں کی رسی میں ہے، انہیں کفار کے ساتھ حشر ہوگا۔'' (ص ۹)

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

''يَوْمَ نَدْعُوْ كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ'' ارشاد باری ہے: اس (قیامت) دن ہم پکاریں گے ہر گروہ کو اس کے امام کے نام سے۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ کون بواحسینی آل رسولی برکاتی قادری محمدی کہہ کر پکارا جاتا ہے اور

کون گاندھوی تکی شیخ الہندوی کہہ کر پکارا جاتا ہے؟''

ایک اور جگہ لکھا گیا ہے۔

''جس وقت مرتد کو شیخ الہند وصدر جلسہ بنایا ہوگا مشرکین ومرتدین وہابیہ، دیوبندیہ، نیچریہ غیر مقلدین کو مسند وعظ پر بٹھایا ہوگا، جس وقت ان کو ایڈریس دیے ہوں گے، جس وقت ان کی مدح وثنا کے خطبے پڑھے ہوں گے ۔ سچ کہہ دینا ورنہ دل ہی میں شرما کر توبہ کا اعلان دیدینا کہ اس وقت مسلمانوں کے آقا قاتل المشرکین والکفار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسا صدمۂ عظیم ہوا ہوگا...... مارہرہ مطہرہ کے مشائخ کرام کی ارواح طیبات پر کیا گزری ہوگی؟ خصوصاً حضرت نوری میاں صاحب قبلہ کیسے غضبناک ہوئے ہوں گے؟ سیدی تاج الفحول بدایونی اور مولوی عبدالقیوم صاحب بدایونی کی ارواح کیسی بے چین وبے قرار ہوئی ہوں گی؟ قبریں لرز گئی ہوں گی۔

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

کیا شان الٰہی ہے۔ کل جن حضرات کے گھر سے بدمذہبوں کا چمکتا رد ہو رہا تھا۔ مشرکین وکفار پر لعنت برسائی جاتی تھی، تکفیر کفار کی مشینیں سرگرم تکفیر تھی، آج اس گھر میں بالعکس اس کے مشرکین وکفار ومرتدین وبدمذہباں سے اتحاد، اتفاق، دوستی محبت، مودت وموالات قایم اور ان کے نیچے کام کیا جا رہا ہے''۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا (۱۰،۹)

ایک اور مقام پر یوں گوہر افشانی کی جاتی ہے۔

''کدھر ہیں پارٹی والے قادری برکاتی نوری ہونے کے مدعی؟ خصوصاً جلسہ جمعیت علمائے مجموعہ وہابیہ دیوبندیہ غیر مقلدین نیچریہ مشرکین وغیرہ دہلی میں شریک ہو کر اتحادی تقریریں کرنے والے مرتد (حضرت شیخ الہند

مولانا محمود حسن) کو اپنا صدر بنانے والے مشرک کو ہادی و مذکر مبعوث من اللہ کہنے والے اور علمائے اہل سنت ایدہم اللہ یعنی رضا خانیوں کو مخالف اسلام، نصاریٰ کا تنخواہ دار دشمن سلطان اسلام بتانے والے؟ ذرا گریبان میں منہ ڈال کر شرمائیں اور خود ہی انصاف کرلیں کہ حضرت میاں صاحب قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان واثا شان کے مطابق شاہ ابو البرکات وجملہ مشائخ کرام سلسلہ مارہرہ سے علاقہ رہا یا قطع ہو گیا۔

بہن کہ از کہ بریدی وبا کہ پیوستی!

ولیوں سے جدا ہوا ستم گر

ایمان نکل گیا ستم گر

(شعرہ تحقیقات قادریہ: ص۸)

مولانا عبدالماجد بدایونیؒ اور مولانا عبدالقدیر بدایونیؒ وغیرہ پر مزید غصہ نکالتے ہوئے لکھا جاتا ہے:

''مسلمانو! دیکھا کہ جناب مولوی عبدالماجد صاحب بدایونیؒ کے پردادا اور مولوی عبدالقدیر صاحب کے والد ماجد حضرت تاج الفحول بدایونی علیہ الرحمۃ نے وعظ میں کیا نصیحت کی کہ کفار مرتدین وہابیہ، نیچریہ روافض وغیرہم جیسے لوگوں کے ساتھ شدت بغض وعناد وعداوت کہ فعل صحابہؓ کرام فرمایا۔ (صفحہ ۱۱)

اسی بنا پر حضرت مولانا محمد منظور نعمانی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا تھا

''(احمد رضا) خان صاحب کی روح اور ان کی موجودہ ذریت مجھے معاف فرمائے کہ جس دن سے افتا کا قلمدان خان صاحب کے بے باک ہاتھوں میں گیا ہے اس روز سے تو کفر اتنا سستا ہو گیا کہ اللہ کی پناہ! ندوۃ العلماء والے کافر، جو انہیں کافر نہ کہے وہ کافر۔ علمائے دیوبند کافر، جو انہیں کافر نہ کہے وہ کافر۔ غیر مقلدین اہل حدیث کافر۔ مولانا عبدالباری صاحب

فرنگی محلیؒ کافر اور تو اور تحریک خلافت میں شرکت کے جرم میں اپنے برادران طریقت مولوی عبدالماجد صاحبؒ بدایونی کافر، مولوی عبدالقدیر صاحبؒ بدایونی کافر۔ کفر کی وہ بے پناہ مشین گن چلی کہ الٰہی توبہ! بریلی کے ڈھائی نفر انسانوں کے سوا کوئی بھی مسلمان نہ رہا''۔

(فیصلہ کن مناظرہ: ص ۷۵)

مولانا نعمانی مدظلہ نے ڈھائی نفر مسلمانوں کا جو استثنا فرمایا ہے وہ بھی صرف ظاہری اعتبار سے ہے، ورنہ احمد رضا خان صاحب نے کفر کی ایسی زبردست مشین گن چلائی کہ اس کی زد سے خود بھی نہ بچ سکے۔ ملاحظہ ہو: **احدی التسعة والتسعین** اور شکوۃ الحادجو مجموعہ رسایل چاند پوری جلد اول میں شامل ہیں۔

بہر حال اپنے بدایونی پیر بھائیوں کی تکفیر پر آج بھی بریلوی حضرات اظہار ندامت کے بجائے خوش ہیں، بلکہ اس کو احمد رضا خان صاحب کی حقانیت اور کمال ایمان کی علامت قرار دیتے ہیں۔ چناں چہ ارشاد ہوتا ہے:

''شریعت غرا کے مقابلے میں ان کا کوئی اپنا نہ تھا نہ کوئی پرایا، نہ یگانہ تھا نہ بیگانہ، نہ رشتہ تھا نہ کنبہ، نہ ہم خیال نہ مخالف، نہ پیر بھائی تھا نہ کوئی استاد بھائی......اس ہنر وخوبی کے اعتراف کے بجائے دشمن دین وایمان اس کو اعلیٰ حضرت کے لیے معایب ومطاعن کے طور پر استعمال کرتے ہیں کہ یہ سب کو العیاذ باللہ کافر کہتے ہیں۔ نہ پیر بھائیوں کو چھوڑا نہ ہم خیال علما کو بخشا......حالاں کہ یہی ان کا ایمان کمال گواہی دے رہا ہے کہ آں جناب کو کسی سے ذاتی پرخاش نہ تھی......اگر ایسا نہ ہوتا تو البتہ دیوبندی حضرات کہتے کہ دیکھیے! میرا اور فلاں کا جرم ایک ہے لیکن ہماری تکفیر کی، فلاں صاحب ان کے ہم عقیدہ وہم خیال تھے اس لیے ان کی تکفیر نہیں کی، یہ دو رنگی محض اغراض دنیاوی کی بنا پر ہے۔'' (انوار رضا: ص ۲۲۴)

مولانا معین الدین اجمیریؒ کی تکفیر:

سلسلہ خیرآبادی کے خاتم حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ (۱) اکابر علمائے دیوبند کو سچا پکا مسلمان سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ''فیصلہ خصومات'' میں علمائے دیوبند کے سچے پکے حنفی اہل سنت و جماعت ہونے پر جن چھ سو سے زاید اکابر علما کے دستخط موجود ہیں۔ ان میں نمبر ۱۳۷ پر مولانا موصوف کے دستخط موجود ہیں۔ نیز مولانا موصوف نے احمد رضا خان صاحب کے خلاف ایک رسالہ ''**القول الاظهر فيما يتعلق بمسئلة الاذان عند المنبر**'' تالیف فرمایا تھا بعد ازاں احمد رضا خان صاحب کے فرزند ارجمند جناب حامد رضا خان نے مولانا معین الدین اجمیریؒ کے خلاف ایک رسالہ تحریر کیا، اس میں لکھا:

---

(۱) سلسلۂ چشتیہ عالیہ کی مشہور خانقاہ ''سیال شریف'' کے موجودہ سجادہ نشین جناب خواجہ قمر الدین سیالوی مولانا معین الدین اجمیریؒ کے شاگرد ہیں اور خواجہ صاحبؒ کو اپنے گرامی قدر استاذ کے ساتھ عشق کی حد تک محبت ہے۔
ایک بار اپنے استاد کی علمی شان بیان کرتے ہوئے حضرت خواجہ صاحب نے ارشاد فرمایا:

''میں بہ لحاظ علم و فضل انہیں (احمد رضا خان صاحب کو) اپنے استاذ علامہ معین الدین اجمیریؒ کے برابر نہیں سمجھتا''۔ (الرشید دارالعلوم دیوبند نمبر: ص ۶۷۷)

جناب محمود احمد برکاتی علامہ معین الدین اجمیریؒ کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''مولانا فضل حق نے عدالت کے سامنے اپنی بے گناہی کے سلسلے میں جو کچھ کہا اور اپنی رہائی کے لیے جو کچھ کیا، صاف کہتا ہوں کہ یہ خلاف عزیمت فعل تھا اور حیات فضل حق میں یہ ورق کاش سیاہ ہو جاتا...... کاش مولانا فضل حق اپنے شاگرد کے شاگرد مولانا معین الدین اجمیریؒ کی طرح اپنے جرم کا اعتراف فرما لیتے ... مولانا نے حکومت کو چیلنج دیا کہ ''ہم اس کے اقتدار کو تسلیم نہیں کرتے اور اس کو تباہ کر دینا چاہتے ہیں۔'' (فضل حق خیرآبادی اور سن ستاون: ص ۱۸-۱۷)

یاد رہے کہ مولانا اجمیریؒ جمعیت علمائے ہند میں اکابر علمائے دیوبند کے ساتھ کام کرتے رہے ہیں اور ''امروہہ'' کے اجلاس جمعیت میں خطبۂ صدارت بھی موصوف ہی نے پڑھا تھا۔ جب موصوف نے سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر لی تب جمعیت علمائے ہند کے سیاسی پلیٹ فارم سے جناب موصوف علاحدہ ہو گئے۔ علامہ اجمیریؒ کا انتقال ۱۰ محرم الحرام ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء کو ہوا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ (انوار احمد)

''القول الاظہر سے ظاہر ومترشح ہے کہ اس کے مصنف کے نزدیک حد
درجے کے مفسدین فی الدین گنگوہی وتھانوی ونانوتوی ودیوبندی
مرتدین مسلمان ہیں''۔(اجلی انوار رضا: ص۱۳)

اور جو شخص حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ وحضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو مسلمان سمجھے اس کے بارے میں احمد رضا خان صاحب کا فتوی یہ ہے کہ

''جو شخص ان کو مسلمان سمجھے یا ان کے کفر میں شک رکھے یا ان کے کفر میں
توقف کرے وہ بھی کافر ہے''۔(حسام الحرمین: ص۶ ملخصاً)

کیا خوب کہا گیا ہے۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں !!

(۵)

پاک بھارت کرکٹ میچ دیکھنے والے سب کافر ہیں

پاک بھارت کرکٹ میچ دیکھنے والوں کے بارے میں بریلویوں کے حکیم الامت کے فرزند ارجمند مفتی مختار احمد صاحب گجراتی نے فتوی دیا ہے کہ یہ سب کافر ہیں۔ جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔ یاد رہے کہ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے بھی پاک بھارت کرکٹ میچ دیکھا تھا۔ گویا پورا ملک پاکستان مع صدر مملکت کے کفر کی آغوش میں چلا گیا۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔ اصل فتوی ملاحظہ ہو جو روزنامہ امروز میں شایع ہوا تھا۔

> ''سیال کوٹ (۱۴ را کتوبر اپ پ) جمعیت علمائے پاکستان کے ممتاز لیڈر اور جامع مسجد کے خطیب مفتی ممتاز احمد گجراتی نے ہندوستان اور پاکستان کے درمیان کرکٹ میچ دیکھنے والوں کو دایرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ انہوں نے فتوی دیا ہے کہ جو شخص پاکستان اور ہندوستان کے درمیان کرکٹ میچ دیکھتا ہے اسے دایرۂ اسلام سے خارج سمجھا جائے۔''
>
> (روزنامہ ''امروز'' لاہور، ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۸: ص اول کالم ۸)

مولانا ظفر علی خان مرحوم نے بریلویوں کے فتاوی کفر کے بارے میں بالکل درست اور بجا فرمایا تھا۔

جب سے پھوٹی ہے بریلی سے کرن تکفیر کی
دبد کے قابل ہے اس کا انعکاس وانعطاف
مشغلہ ان کا ہے تکفیر مسلمانان ہند!
ہے وہ کافر جس کو ہو ان سے ذرا بھی اختلاف

(۶)

ائمہ حرمین شریفین بریلوی فتووں کی زد میں

۱-استفتاء: کیا حکم شرعی ہے مسئلہ ہذا میں کہ شیخ عبدالعزیز ابن صالح امام مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہمارے علمائے اہل سنت و جماعت فرماتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔اس کے بارے میں حکم شرعی ارشاد فرمائیں۔غلام حسین

الجواب هو الموافق للصواب

صورت مسؤل عنہا میں معلوم ہو کہ مذکور امام صاحب وہابی عقاید رکھتے ہیں اور وہابی حضرات اہل سنت و جماعت کو مشرک قرار دیتے ہیں۔ایسی صورت میں ان کی اقتدا میں اہل سنت کس طرح نماز ادا کر سکتے ہیں؟ اگر تفصیل دیکھنا ہو تو محمد ابن عبدالوہاب نجدی کی کتب میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔نیز اس کے بعد جو علما اس مسلک کے متبع رہے ہیں ان کی کتابوں سے معلوم ہو سکتی ہے۔

فقط: العبد المجیب سید شجاعت علی قادری

۲۹ر فروری ۱۹۷۶ء





۲-استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے متعلق کہ زید حج کو جارہا ہے اور وہ سنی حنفی بریلوی مسلک سے تعلق رکھتا ہے۔ اس نے حج اور مدینہ پاک کی حاضر کے مسائل علما سے سیکھنے شروع کیے۔ ایک عالم یہ فرماتے ہیں کہ حرمین کی حاضری کے دوران بیت اللہ شریف اور مدینہ پاک میں جماعت سے نماز نہ پڑھنا، اس لیے کہ وہاں کے امام سنی بریلوی نہیں اور نہ ہی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کے مسلک سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے پیچھے نماز بالکل نہیں ہوتی، لہٰذا نماز علاحدہ ہی پڑھنا اور دوسرے عالم فرماتے ہیں کہ حتی الامکان کوشش جدا نماز پڑھنے کی کرنا، کیوں کہ وہ امام وہابی اور گستاخ ہیں۔ اگر مجبوراً نماز ان کے پیچھے پڑھنی پڑ جائے تو ہو جائے گی۔ براہ کرم آپ بادلیل واضح فرمائیں کہ زید (یعنی بندہ خود) حج پر جارہا ہے نماز کیسے ادا کرے؟ فتوے سے ذرا جلد نوازیں کیوں کہ بندہ خود حج پر جارہا ہے۔ فقط والسلام مع الاکرام۔

معرفت عبدالرسول ہاشمی۔ مکان نمبر ۲۶، بلاک A، وہاڑی بازار، بورے والا (ملتان)

الجواب وھوالموافق للصواب

حرمین شریفین خلدھما اللہ تعالیٰ کے امام غیر مقلد نجدی ہیں، لہٰذا ان کے علاوہ سنی علما جو دوسرے ملکوں سے حج کے لیے جاتے ہیں اکثر اپنی جماعت علاحدہ کراتے ہیں، لہٰذا وہاں کوشش کرنا کہ اہل سنت کا کوئی گروہ مل جائے تو ان کے ساتھ جماعت سے پڑھتے رہیں اور کوئی سنی امام نہ ملے تو پھر اکیلے فریضہ بغیر جماعت ادا کرتے رہنا۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

ابوالخلیل غفرلہ خادم الافتاء جامعہ رضویہ، لائل پور

۲۵ر نومبر ۱۹۷۵ء

(۷)

جنرل ضیاء الحق صدر پاکستان، جنرل سوار خان گورنر پنجاب چوہدری ظہور الٰہی سابق وفاقی وزیر، اور پیر پگاڑا وغیرہ پر کفر کا فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت (بریلوی ان بارہ میں کہ)

موجودہ گورنمنٹ جنرل ضیاء الحق جنرل سوار خان ظہور الٰہی پیر پگاڑا وغیرہ جو کہ اپنے آپ کو [illegible] دیوبندیوں وہابیوں [illegible] کو مسلمان سمجھتے ہیں اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں؟ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور ان کے متبعین علماء اہل سنت کے فتویٰ کے مطابق مسلمان ہیں یا کافر و مرتد ہیں

جمیل احمد [illegible] سیالکوٹ

الجواب

حضرت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر علمائے اہلسنت والجماعت کے فتویٰ کے مطابق دیوبندیوں وہابیوں [illegible] مرزائیوں رافضیوں وغیرہ مرتدین کو مسلمان سمجھنے والے اور ان کے پیچھے نماز ادا کرنے والے [illegible] کافر و مرتد ہیں خواہ کوئی بھی ہو [illegible]۔

فقط العبد المجیب

سید شجاعت علی قادری

24.9.78

(۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لولیہ والصلوۃ علی اھلھا

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا (سورۂ نحل:۹۲)

خدائی فرمان ہے کہ اس عورت کی چال مت چلو جس نے پہلے اپنا سوت کاتا پھر اسے توڑ کر ریشہ ریشہ کردیا۔

رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ (مع قولہ تعالی) فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ (سورۂ یوسف:۴۲،۳۳)

یوسفی دعا ہے کہ

"اے بار خدایا! میں مدتوں تک جیل کی تنگ اور تاریک کوٹھڑی میں قید وبند ہوکر رہنا قبول کرلوں گا مگر عفت اور سچائی کو ہرگز نہ چھوڑوں گا...... پھر بھلا دیا اس کو شیطان نے ذکر کرنا اپنے خاوند سے، پھر کئی سال قید میں رہا۔"

ابن الوقت ولایت شاہ
اور
اس کے پیر کی مذبوحی حرکات

احباب کو معلوم ہے کہ تحریک احرار کے سلسلے میں ہزاروں نفوس اور صدہا قابل ہستیوں نے گھربار چھوڑ ثبات قدمی سے جیلوں میں اس طرح جاڈیرے ڈالے کہ

كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ (سورۂ قمر:۷)

"نکل پڑیں قبروں سے جیسے ٹڈی۔"

تحریک کامیاب ہوئی یا ناکام؟ اس پر بحث کا یہ موقع نہیں۔ اس وقت تو مجھے یہ ظاہر کرنا ہے کہ اہالیان گجرات نے بھی ادنیٰ سے اعلیٰ تک اس میں کافی حصہ لیا اور پیر

ولایت شاہ صاحب لیڈر بن کر اس میں پیش پیش تھے۔

جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّهٗ لَا یُكَلِّمُهُمْ وَلَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًا

(سورۂ اعراف:۱۴۸)

''ایک بدن کہ اس میں گائے کی آواز تھی، کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ وہ ان سے بات بھی نہیں کرتا اور راستہ بھی نہیں بتلاتا؟''

ان دنوں تحریک گجرات میں زوروں پر تھی، جتھے پیر صاحب کی مسجد سے بن کر نکلا کرتے تھے اور جلوس خوب دھوم دھام سے بہ مع باجہ بازاروں کا گشت لگاتا ہوا سٹی تھانے کی طرف روانہ ہوا کرتا تھا۔ پیر صاحب بھی جتھے کو رخصت کرنے کے لیے اس کے ہم راہ تشریف لاتے اور کبھی پرانی جیل کے قریب اس کا استقبال فرمایا کرتے۔ پھر وہاں فوارے پر کھڑے ہو کر پڑھے لکھے بغیر ہی خداداد قابلیت سے فاضلانہ تقریر بھی اپنے ارادت مندوں کو سنایا کرتے کہ

لَا غَالِبَ لَكُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّكُمْ۔ (سورۂ انفال:۴۸)

''کوئی بھی غالب نہ ہوگا تم پر آج کے دن لوگوں میں سے اور میں تمہارا حمایتی ہوں۔''

چوں کہ بمطابق

یُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا (سورۂ آل عمران:۱۸۸)

''تعریف چاہتے ہیں بلا کچھ کیے۔''

اور یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰی۔ (سورۂ اعراف:۱۶۹)

''لے لیتے ہیں اسباب اس ادنیٰ زندگانی۔''

پیر صاحب کے دل میں ایک تڑپ تھی، پھر روشن ضمیر بھی تھے، اس لیے نہایت دور اندیشی سے بہ مطابق فر من المطر وقام تحت المیزاب ایک جتھے میں نہایت طمطراق اور کر وفر کے ساتھ زندہ باد کے فلک شگاف نعروں میں پھولوں سے لدے لدائے گھوڑے پر سوار ہو کر مبلغات علیہا السلام سے مصافحہ کرتے ہوئے روانہ ہوئے۔

فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِہٖ فِیْ زِیْنَتِہٖ (سورۂ قصص:۷۹)

''اور پھر نکلا اپنی قوم کے سامنے بڑے ٹھاٹھ سے۔''

اور یہ مع مریدان باصفا گرفتار ہو گئے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ (سورۂ قصص:۷۶)

''اللہ کو پسند نہیں ہیں اترانے والے۔''

اور انبالہ جیل میں کچھ دن رہ کر عوام سے برائے نام خراج تحسین حاصل کر لیا۔ مگر چوں کہ خدا تعالیٰ آپ کی حقیقی پوزیشن ظاہر فرمانا چاہتا تھا اس لیے اس نے مقدمہ کی تصویر کا دوسرا رخ آپ کے سامنے پیش کر دیا، جس میں آپ کی اصلی عزت مضمر تھی۔

بس پھر کیا تھا! پیر صاحب لگے ادھر ادھر جھانکنے تاکنے کہ این المفر، ہائے کہاں بھاگوں؟ آخر سفارش کی سوجھی۔

فَھَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَیَشْفَعُوْا لَنَآ (سورۂ اعراف:۵۳)

''سو اب کوئی ہماری سفارش کرنے والے ہیں تو سفارش کریں۔''

سفارش پر سفارش ہوئی اور آپ کے گواہوں نے بھی آپ کی خاطر خوب دل کھول کر دروغ بافیاں کیں، مگر ادھر سے یہی جواب ملتا رہا کہ

اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ۔ اِنَّہٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ

''اس کے عمل اور گمراہی میں کوئی شک نہیں تھا۔''

آہ یہ وہ مقام ہے(۱) کہ جہاں ہر نقلی ولایت اور فرضی کرامت کا خاتمہ اور حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے اور یہاں ہی سے مشرکانہ استمداد کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے۔

لَبِئْسَ الْمَوْلٰی وَلَبِئْسَ الْعَشِیْرُ۝

---

(۱) سنا گیا ہے کہ عدالت میں پیش ہوتے وقت ماتھے پر تعویذ لٹکا لیا کرتے تھے۔ اس کی بے اثری سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تر کی گالیوں کی حفاظت کے لیے ہوگا، غلطی سے اس جگہ کو لیا گیا۔

فَبِئْسَ الْقَرِیْنُ

ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ

جس طرح دنیا میں پیر صاحب اپنے ارادت مندوں کے پیش پیش نظر آتے رہے اسی طرح وہ قیامت کو بھی ان کے پیش رو ہوں گے۔ گو یہاں پر آپ نے مشکل کشائی اور دستگیری کی بجائے ان سے علاحدگی اختیار کرتے ہوئے معافی کے ذریعے اپنی جان بچا کر قدرے نیک نامی اور شہرت حاصل کر لی ہے۔ مگر وہاں پر یہ عزت دار علی رؤس الاشہاد دو چند ہو کر پورے طور پر آپ کے گلے کا ہار ہوگی، اور اپنے مریدوں سے ایک لمحہ بھر بھی کبھی جدا نہ ہوں گے۔

يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ○ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ (سورۂ ہود: ۹۸:۹۹)

"آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کا دن، پھر پہنچائے گا ان کو آگ پر اور برا گھاٹ ہے جس پر پہنچے۔ اور پیچھے سے ملتی رہی اس دنیا میں لعنت اور قیامت کے دن بھی، برا انعام ہے جو ان کو ملا۔"

جب پیر صاحب کو ہر طرف سے مایوس ہو کر مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ اور وَلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ پر پورا الیقین ہو گیا تو اپنے پیر و مرشد (۱) کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنا معافی

---

(۱) اخبارات میں شائع ہو چکا ہے اور حجاج کی زبان سے بھی معلوم ہوا ہے کہ پیر جماعت علی شاہ کو مسجد نبوی میں مقرر امام سے پیشتر علاحدہ جماعت کرانے اور اس کا کنواں توڑنے پر جب شہر بدر کیا گیا تو آپ نے معافی مانگ کر واپس آنے کی اجازت حاصل کر لی۔ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ (سورۂ حشر:۲)

نامہ جو کئی ایک پاکیزہ جھوٹوں پر مشتمل ہے، عدالت میں داخل کر دیا۔ مَا اعتدینا، ما کنا نعمل من سوء۔ مگر چوں کہ جھوٹ کے قدم نہیں ہوتے، اس لیے آپ کو دوسرا معافی نامہ صاف اور صریح لفظوں میں پیش کرنا پڑا۔ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَى خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ۞

فَهَلْ إِلَى مَرَدٍّ مِّن سَبِيلٍ۞

جس کی منظوری آپ کے حلقۂ ارادت میں ایک شان دار اور سب (۱) سے پہلی کرامت ہوگی اور ہم بھی آپ کو اس پر مبارک باد عرض کرتے ہیں کہ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا

گر قبول افتد زہے عزو شرف

ذیل میں ہر دو معافی ناموں کا مصدقہ نقل بہ مع بیان پراسیکوٹنگ انسپکٹر پولیس و حکم جناب قاضی محمد رحمت اللہ صاحب مجسٹریٹ درجۂ اول گجرات پیش خدمت ہے۔

اِقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا (سورۂ بنی اسرائیل:۱۴)

''پڑھ لے نامۂ اعمال اپنا لکھا ہوا، تو بس کافی ہے آج کے دن اپنا حساب لینے والا۔''

قارئین خصوصاً اہالیان گجرات سے التماس ہے کہ وہ پیر صاحب کی چشم دید کوششوں کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کے ہر دو معافی ناموں کو بالمقابل ملاحظہ فرما کر آپ کے صدق و صفا اور اولوالعزمی کی داد دیں۔

(۱) پہلی نہیں دوسری بلکہ تیسری نہیں بلکہ چوتھی ہے۔ پہلی کرامت تو آپ کی وہ تھی جب سائیں کرم الٰہی مجذوب کی وفات پر آپ نے اس کے غسل اور استنجا کا پانی متبرک سمجھ کر پیا اور پلایا۔ اور دوسری کرامت آپ کی وہ تھی جو دیوبندیوں حنفیوں سے مناظرہ کر کے آپ کے مناظر نے ایک شان دار ہزیمت دلوائی تھی۔ اور تیسری کرامت آپ کی وہ ہے جو آپ کے جاہلانہ وعظوں اور غیر مہذبانہ خطبوں سے متاثر ہو کر اطراف کے شیعوں میں جوش پیدا ہو گیا۔ چناں چہ نواحی شیعوں نے اب سینہ کوبی اور تبرا بازی کے لیے امام باڑہ تیار کرا کر گھوڑا بھی نکالنا شروع کر دیا ہے۔ پھر آپ کا کذبات پر مشتمل معافی نامہ کیا کم کار خیر ہے۔ ایدینا یوجھہ لاپلت بخیر (الآیۃ)

نقل معافی نامہ مشمولہ مسل

بہ مقدمہ ذیل بہ عدالت فوج داری بہ اجلاس جناب قاضی محمد رحمت اللہ صاحب بہادر بی۔اے مجسٹریٹ درجۂ اول بہ مقام صدر گجرات

نمبر مقدمہ فوج داری ۹۹۱۲ تاریخ رجوعہ ۳۱/۱۲/۱۲ تاریخ فیصلہ ۳۲/۵/۲ بہ مقدمہ سرکار دولت مدار بہ نام سید ولایت شاہ سکنہ گجرات ملزم (چالان زیر دفعہ ۱۱۷ التعزیرات ہند)

جناب عالی! مظہر حسب ذیل عرض کرتا ہے:

مظہر ایک مذہبی واعظ ہے جس کا کام قرآن شریف اور احادیث سے عوام الناس میں مذہبی تلقین کرنا ہے۔ مظہر نے سرکار عالیہ کی کبھی کوئی مخالفت نہیں کی اور نہ ہی کسی ریاست کے خلاف کبھی لوگوں کو اکسایا ہے اور نہ ہی لوگوں کو جتھے بنا کر ریاست میں بھیجنے کی انگیخت کی ہے اور نہ ہی آیندہ ایسا کرنے کا ارادہ ہے، بلکہ مظہر رعایا کا ایک وفادار فرد ہے۔ مظہر نے اپنی دانست میں کبھی حدود قانون سرکار سے تجاوز نہیں کیا بلکہ صرف مذہب اسلام کی اشاعت پر ہی اکتفا کیا ہے اور قرآن مجید پڑھ کر لوگوں کو سنایا ہے۔ اگر مظہر کی طرف سے کوئی ایسا فعل سرکار کی رائے میں سرزد ہوا ہو جو قانون کی زد میں آ جاتا ہے تو اس کا از حد افسوس ہے اور مظہر سرکار کو یقین دلاتا ہے کہ کبھی دانستہ ایسے فعل کا مرتکب نہیں ہوا اور نادانستہ قانون شکنی کی وجہ سے معافی کا خواستگار ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ آیندہ غلط فہمی کا موقع پیدا نہ ہونے دوں گا۔ ۳۲/۴/۲۹

عرضے

ولایت شاہ سکنہ شہر گجرات بہ ذریعہ ملک عبدالرفیع صاحب پلیڈر صاحب پلیڈر

۳۲/۴/۲۹ دستخط بہ حروف اردو ولایت شاہ بہ قلم خود

(تصدیق زبان انگریزی)

میرے روبرو دستخط کیے گئے۔ دستخط ولایت شاہ بہ قلم خود۔

دستخط قاضی رحمت اللہ صاحب بہادر بی اے مجسٹریٹ درجۂ اول بہ مقام صدر گجرات۔

نقل معافی نامہ مشمولہ مسل

بہ مقدمہ ذیل بہ عدالت فوج داری بہ اجلاس جناب قاضی محمد رحمت اللہ صاحب بہادر بی۔اے مجسٹریٹ درجۂ اول بہ مقام صدر گجرات بہ مقدمہ سرکار دولت مدار بہ نام سید ولایت شاہ سکنہ گجرات ملزم (چالان زیر دفعہ ۱۱۷ التعزیرات ہند)

جناب عالی!

میں اپنے سابقہ فعل کی معافی چاہتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ آیندہ کسی تحریک خلاف موجودہ گورنمنٹ میں حصہ نہیں لوں گا۔ میں پہلے بھی گورنمنٹ کے خلاف نہیں تھا اور آیندہ بھی نہ ہوں گا۔ میں صرف مذہبی واعظ ہوں اور اشاعت اسلام کرتا ہوں۔

دستخط ولایت شاہ بہ قلم خود گجرات ۲/۵/۳۲

دستخط بہ حروف انگریزی سید محمد شفیع پلیڈر۔

نقل بیان پراسیکیوٹنگ انسپکٹر پولیس

مشمولہ مسل بہ مقدمہ ذیل بہ عدالت فوج داری بہ اجلاس جناب قاضی محمد رحمت اللہ صاحب بہادر مجسٹریٹ درجۂ اول بہ مقام صدر گجرات

نمبر مقدمہ فوج داری ۹۹/۲ تاریخ ۱۲/۱۲/۳۱ تاریخ فیصلہ ۲/۵/۳۲

بہ مقدمہ سرکار دولت مدار بہ نام سید ولایت شاہ سکنہ گجرات۔ ملزم (چالان زیر دفعہ ۱۱۷ التعزیرات ہند)

بیان پراسیکیوٹنگ انسپکٹر پولیس

چوں کہ سید ولایت شاہ ملزم نے معافی مانگ لی ہے، اس لیے بہ حکم صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر گجرات مقدمہ برخلاف ولایت شاہ ملزم بہ منشا زیر دفعہ ۴۹۴ ضابطہ فوج داری واپس لینا چاہتا ہوں۔ اجازت بخشی جاوے۔ ۲/۵/۳۲

دستخط به حروف انگریزی پراسیکیوٹنگ انسپکٹر صاحب پولیس
دستخط به حروف انگریزی قاضی محمد رحمت اللہ صاحب بہادر مجسٹریٹ درجۂ اول گجرات

دلاتے جو تھے ہم کو جوش غزا
سنا کر ہمیں قصہ کربلا
وہی پیٹھ اپنی گئے ہیں دکھا
جو پیش آیا اک ادنی سا ابتلا
ہوئے ایسی معافی کے وہ خواستگار
کہ نام غزا بھی نہ لیں زینہار

نقل حکم آخیر

به عدالت فوج داری اجلاس جناب قاضی رحمت اللہ صاحب بہادر مجسٹریٹ درجۂ اول به مقام صدر گجرات

نمبر مقدمہ فوج داری ۹۹۱۲ تاریخ رجوعہ ۳۱/۱۲/۱۲ تاریخ فیصلہ ۲۳/۵/۲

به مقدمہ سرکار دولت مدار به نام سید ولایت شاہ سکنہ گجرات ملزم (چالان زیر دفعہ ۱۱۷ تعزیرات ہند)

حکم

حسب بیان پراسیکیوٹنگ انسپکٹر پولیس ملزم ولایت شاہ زیر دفعہ ۴۹۴ ضابطہ فوج داری بری ہووے۔ ۳۲/۵/۳۔ مسل بعد تکمیل داخل دفتر ہووے ۳۲/۵/۲

دستخط به حروف انگریزی جناب قاضی محمد رحمت اللہ صاحب بہادر مجسٹریٹ درجہ اول صدر گجرات۔

بس جی بس معلوم شد بافندگی!
المشتہر:۔ منشی اللہ دتا عرایض نویس گجرات (طبع اول ۱۹۳۲ء)

(۹)

فتوائے مبارکہ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زید کا خیال ہے کہ ضرورت وقت کا خیال کرتے ہوئے تمام کلمہ گو کو ایک جگہ پر ہو جانا چاہیے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو۔

اور بکر یہ کہتا ہے کہ جب شریعت مطہرہ نے اہل بدعت اور اہل ہوا سے اتفاق و اتحاد کرنا ناجائز و ممنوع رکھا ہے تو وہ تمام ۷۲ فرقے جو ہیں یا اہل ہوا اور اہل بدعت ہی نہیں بلکہ اکثر و بیشتر منافقین و مرتدین شامل ہیں ان کے اتحاد و اتفاق کیونکر درست ہو سکتا ہے اہل مذہب کے خیال لیسا اقوال بھی اسی طرح کے تھے کہ کسی کی تکفیر جائز نہیں۔ تاہم کلمہ گو حق پر ہیں۔ جو مدعیان اسلام خواہ وہ کسی مذہب و مشرب کے ہوں سب متفق ہو جائیں۔ مگر علمائے حق طیبین نے ان کو گمراہ خارج از اسلام بتایا۔ ان کے ساتھ مجالست و موافقت کو قطعاً حرام بیان کیا اور ان کو کفر کے فتوے دیے۔ لہٰذا علمائے سنت ان چند باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے غیر جانبدارانہ بحکم شرع جواب عنایت فرماویں۔

(۱) یہ جماعت مسلم لیگ کیسی ہے۔ کیا اس سے ہم اہل سنت کا اتفاق اتحاد شرعاً جائز ہے؟ اور کیا ان لیڈروں کا رہنما ہونا درست ہے اور ان پر اعتبار صحیح ہے؟

(۲) مسلم لیگ کی حمایت کرنی اس میں چندہ دینا اس کا ممبر بننا اس کی اشاعت و تبلیغ کرنا کیسا ہے؟

(۳) ان کے اقوال و افعال سے گمراہی ظاہر و ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

(۴) جبکہ ہندو یہ سب یکساں اور مسلمانوں کے دشمن ہیں تو موجودہ صورت میں شریعت مطہرہ یہ اجازت دیتی ہے کہ تمام کلمہ گو جن میں رافضی خارجی قادیانی وہابی نیچری وغیرہ سبھی ہیں۔ اہل سنت کو ان سب سے متفق و متحد ہونا چاہیے؟

(۵) کیا ایسی صورت میں مصلحت وقت اجازت دیتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان واجب الاذعان فلا تواکلوہم ولا تشاربوہم ولا تصلوا علیہم ولا تصلوا معہم کو پس پشت ڈال دیا جائے۔

(۶) جو شخص اپنے کو سنی کہتا ہو اور پھر مسٹر جناح کو رافضی بلکہ نیچری جانتے ہوئے اپنا پیشوا مانے اور قائد اعظم کہے اور اس کی حمایت کرے، تبلیغ کرے اور لوگوں کو اس کی طرف ترغیب دلائے وہ کیسا ہے اور اس کے لیے کیا حکم ہے؟

(۷) زید و بکر میں سے اپنے اپنے قول میں کون حق پر ہے۔ بینوا توجروا عند المولی الجلیل

الجواب ھو الموفق للصواب

اس میں کچھ شک نہیں کہ کانگریس کھلے ہوئے کفار و مشرکین کی جماعت ہے جس کا مخالف احکام شرعیہ و منافی اصول اسلامیہ ہونا اس کی کارروائیوں سے ظاہر ہو رہا ہے۔ کہیں زنار اور قشقہ شانے کا زور، کہیں کفریہ و شرکیہ ترانہ "بندے ماترم" کا شور، کہیں مسلمانوں کے بچوں کو پکڑ کر ودیا مندر میں لیجا کر ان معصوموں کی پوجا کرانے کی کوشش، کہیں شکستی رنگ کے کانگریسی جھنڈے کی تعظیم و تکریم کرانے کی پرزور کوشش، کہیں اسکولوں کی تعلیمی کتابوں میں پیشوایان اسلام کے تذکرے نکال کر ان کی جگہ مشرکین کے دیوتاؤں کی تعریف و توصیف داخل کرانے کا جنون، کہیں ہندوؤں کی مطلق العنان حکومت ہندوستان میں قائم کرنے کا خواب۔ بس کانگریس اپنی اکثریت کے لحاظ سے کفار و مشرکین کی ایک جماعت ہے۔ اس میں مسلمان کہلانے والے جو شامل ہیں وہ لوگ غدار مذہب و ملت دین فروش ہیں جو حطام دنیا کے عوض کانگریس کے ہاتھوں بک چکے ہیں۔

اور اپنے باپو گاندھی کے اشاروں پر چلنے والے ہوئے ہیں۔ ان مسلمان کہلانے والے ممبران وحامیان کانگریس میں حسین احمد اجودھیا باشی شبیر احمد دیوبندی۔ اور ثناء اللہ امرتسری ... الاسلام ... جہاں نما ... مسٹر ابوالکلام آزاد وغیرہ ... گاندھی اور اس کے متبعین ... ہندوستان میں ... ضرورت تھی کہ مخالفین اسلام کے مقابلہ میں اسلام و مسلمین کی بھلائی کے لئے کوئی جماعت قائم ہوتی۔ ایسے نازک دور میں ... مسلم لیگ ... اور اس نے ... اعلاء دین کا دعویٰ کیا۔ ... مسلمانوں نے اسکو اپنا سہارا ... بھی مسرت ہوئی کہ وہ لیڈران قوم جو کل تک ہندو مسلم اتحاد کے نشے میں متوالے تھے اور اسی نشے کی بدمستی میں ... اسلام کش افعال ... اب ... آئے ہیں اور گناہ و شرک ... و مرتدات و الحاد و خرافات کی ... احکام الٰہیہ ... قوم کو ... اسلام کش ... مسلم لیگ کا دستور اساسی ... مسلم لیگ کی بنا ہوئی ہے جس کو ... مسلم لیگ کا ممبر ... احکام اسلامیہ کے منافی ... ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اولا مسلم لیگ کا سب سے پہلا مقصد یہ تھا کہ ہندوستان میں ... پاکستان کا قیام ... مسلمانوں کے ... حقوق و مفاد کی ... مکمل حفاظت ... اس بات کی کوشش ... مقصد ہے کہ ہندوستان کو انگریزوں کے قبضہ سے ... اور پھر ہندوستان کی تمام قوموں کے باہمی اتفاق سے جمہوری سلطنت قائم کی جائے جس کی کونسل میں تناسب آبادی کے لحاظ سے ہندوستان کے ہر مذہب و قوم کے نمائندے شامل کیے جائیں۔ ... دستور میں مسلمانوں ... ہندوستانی ... مکمل حفاظت ... مسلم لیگ ... قربانیوں کا مطالبہ ... سب سے پہلا مقصد ہے کہ ... ایسی ... جمہوری سلطنت قائم ہو ... اب ملاحظہ ہو کیا اسلام و قرآن و رسول و رحمٰن جل جلالہ ... اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ... نے بھی مسلمانوں کی جانی و مالی قربانیوں کا یہی مقصد بتایا ہے کہ ہندوستان میں ایک کونسل کی حکومت ہو جس میں تناسب آبادی کے لحاظ سے مسلمانوں ہندوؤں ... سکھوں ... ممبران شامل ہوں اور وہ بہ کثرت رائے حکومت کریں حاشا ثم حاشا ہرگز نہیں۔

قرآن پاک تو مسلمانوں کی قربانی جہاد و قتال کا مقصد یہ بتاتا ہے کہ حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ یعنی ... یہاں تک جانی و مالی قربانی پیش کرو کہ کفر و شرک باقی نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کا ہو جائے اور فرماتا ہے کہ حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون یعنی ... جانی و مالی قربانیاں یہاں تک پیش کرو کہ کفار ذلیل ہو کر اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں۔ قرآن پاک نے مسلمانوں کی جانی و مالی قربانیوں کا مقصد صرف یہی قرار دیا ہے کہ ... اسلام ... آزادی کامل سے ... مگر مسلم لیگ ایسی حکومت کے قیام کے لیے مسلمانوں سے جانی و مالی قربانیاں چاہتی ہے جس میں ... شرک ... آزادی ... حاصل ہوگی۔ ثانیا یہ کہ تناسب آبادی کے لحاظ سے کفار و مشرکین ہی کو مسلمانوں پر حکومت و فرمانروائی حاصل ہوگی کیونکہ کونسل میں ہر قوم کے ممبر مردم شماری کے اعتبار سے تناسب آبادی کے لحاظ سے ہی شامل ہوں گے ہندوستان میں مسلمانوں کی مردم شماری ... مشرکین کی ... اگر کونسل میں مسلمان ... تو ... مشرکین کے ... ممبر ہوں گے اور جبکہ کثرت رائے پر فیصلے کا دار و مدار ٹھہرا تو حکومت تو مشرکین ہی کی ہوگی ... قرآن نے ... مسلمان ... مشرکین و مرتدین کی حکومت قائم کرنے کے لیے مسلمان اپنی جانی و مالی قربانیاں پیش ... ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ثالثا یہ کہنا کہ جمہوری حکومت کے دستور میں مسلمانوں کے حقوق و مفاد کی مکمل حفاظت ... سادہ بھولے بھالے مسلمانوں کو بہلانے پھسلانے کے لیے ہے ... کیا ہو سکتا ہے کہ جب مسلمانوں کے مذہبی حقوق اور مشرکین کے کفری شعائر باہم متصادم ہوں گے تو اس وقت ... اکثریت ... مسلمانوں کے مذہبی حقوق کے لیے ... ظلم عظیم

(۱۰)

جنت البقیع میں مدفون علمائے دیوبند رحمہم اللہ

(مولانا محمد طیب ظفرمند)

(۱) حضرت مولانا شاہ رفیع الدین دیوبندیؒ
(۲) حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلویؒ
(۳) حضرت مولانا شاہ عبدالغنی محدث دہلویؒ
(۴) حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ
(۵) حضرت مولانا محمد صدیق مدنیؒ (برادر حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ)
(۶) حضرت مولانا سید احمد مدنیؒ (برادر حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ)
(۷) حضرت مولانا سید محمود احمد مدنیؒ (برادر حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ)
(۸) حضرت مولانا سید جمیل احمد مدنیؒ (برادر حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ)
(۹) حضرت مولانا سید انعام کریم مہاجر مدنیؒ (نواسۂ حضرت شیخ الہندؒ)
(۱۰) حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھیؒ
(۱۱) حضرت مولانا عبدالشکور دیوبندیؒ
(۱۲) حضرت مولانا ولی احمد ہزارویؒ
(۱۳) حضرت مولانا شیر محمد گھوٹویؒ (خلیفہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ)
(۱۴) حضرت مولانا محمد اعظم خیرآبادیؒ
(۱۵) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ
(۱۶) حضرت شیخ محمد مظہر دہلویؒ
(۱۷) حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی بلندشہریؒ
(۱۸) حضرت مولانا شیخ عبدالحق نقش بندیؒ
(۱۹) حضرت مولانا محمد موسیٰ مہاجر مدنیؒ

(۲۰) حضرت مولانا عبدالغفور مدنیؒ
(۲۱) حضرت مولانا قاری فتح محمد پانی پتیؒ
(۲۲) حضرت قاری سید حسن شاہ بخاریؒ
(۲۳) حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمیؒ
(۲۴) حضرت مولانا عبدالحنان کیمبل پوریؒ
(۲۵) حضرت قاری سید عبدالعزیزؒ
(۲۶) حضرت مولانا حافظ غلام محمدؒ
(۲۷) حضرت مولانا سعید احمد خانؒ
(۲۸) حضرت مولانا سید رشید الدین حمیدیؒ
(۲۹) حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ سکھرویؒ
(۳۰) حضرت صوفی محمد اقبال ہوشیار پوریؒ
(۳۱) حضرت سید حبیب محمود مدنیؒ
(۳۲) حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ
(۳۳) حضرت مولانا معین الدین ہزارویؒ
(۳۴) حضرت مولانا عبدالقدوس دیوبندیؒ
(۳۵) حضرت مولانا عبدالحق عباسیؒ
(۳۶) حضرت مولانا عبدالرحمٰن عباسیؒ
(۳۷) حضرت مولانا حکیم بنیاد علی ابن حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ
(۳۸) حضرت مولانا عبدالحق بنوریؒ
(۳۹) حضرت مولانا حامد مرزاؒ
(۴۰) حضرت مولانا عبدالکریم دہلویؒ (نبیرۂ حضرت شاہ عبدالغنیؒ)
(۴۱) حضرت مولانا ہاشم بخاریؒ

(۴۲) حضرت مولانا عبدالقدوس بنگالیؒ
(۴۳) حضرت مولانا محمد اسماعیل برماویؒ (تلمیذ حضرت سہارن پوریؒ)
(۴۴) حضرت صوفی محمد اسلمؒ
(۴۵) حضرت مولانا قاضی نور محمد ارکانیؒ
(۴۶) حضرت مولانا محمد احمدؒ
(۴۷) حضرت مولانا لعل محمدؒ
(۴۸) حضرت مولانا عبدالحمید مظاہریؒ
(۴۹) حضرت مولانا محمد قاسم برماویؒ
(۵۰) حضرت مولانا شیخ محمود احمدؒ
(۵۱) حضرت شیخ کامل سندھیؒ
(۵۲) حضرت قاری عبدالرشید لدھیانویؒ
(۵۳) حضرت قاری عبدالرؤفؒ (مدرس حرم مدنی)
(۵۴) حضرت قاری عبدالرحمٰن تونسویؒ (مدرس حرم مدنی)
(۵۵) حضرت قاری محمد رمضانؒ (مدرس حرم مدنی)
(۵۶) حضرت قاری غلام رسولؒ (مدرس حرم مدنی)
(۵۷) حضرت قاری عبدالغفورؒ (مدرس حرم مدنی)
(۵۸) حضرت مولانا عبدالمالک مرادآبادیؒ (مدرس حرم مدنی)
(۵۹) حضرت شیخ محمد خیاطؒ (واعظ حرم نبوی)
(۶۰) حضرت مولانا عبدالعزیز مشرقیؒ (تلمیذ حضرت گنگوہیؒ)
(۶۱) حضرت مولانا حاجی غلام حسینؒ
(۶۲) حضرت مولانا عبدالمغیث ہندیؒ
(۶۳) حضرت مولانا حاجی محمد انیسؒ

(۶۴) حضرت مولانا عبدالوحیدؒ

(۶۵) حضرت مولانا عبدالکریمؒ

جنت المعلیٰ میں مدفون علمائے دیوبند رحمہم اللہ

(۱) حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی مہاجر مکیؒ (نبیرہ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ)

(۲) حضرت مولانا سخاوت علی جون پوریؒ

(۳) حضرت مولانا نواب قطب الدینؒ

(۴) حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ

(۵) اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ

(۶) حضرت علامہ سید عبدالرحمٰن کاندھلویؒ

(۷) حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ

(۸) حضرت مولانا الٰہی بخش فیض آبادیؒ

(۹) حضرت مولانا اکرم الدین بنگالیؒ (فاضل دیوبند، معلم مکہ مکرمہ)

(۱۰) حضرت مولانا قاری احمد مکیؒ

(۱۱) حضرت قاضی مرتضیٰ حسین حیدرآبادیؒ

(۱۲) حضرت مولانا صادق الیقین کرسویؒ

(۱۳) حضرت مولانا عبدالحق الٰہ آبادیؒ

(۱۴) شیخ القراء حضرت قاری عبداللہ مکیؒ

(۱۵) حضرت مولانا حاجی عبداللہ ملیح آبادیؒ

(۱۶) حضرت مولانا شفیع الدین نگینویؒ

(۱۷) حضرت مولانا کوثر علی نگینویؒ

(۱۸) حضرت مولانا محمد حسن سواتیؒ (تلمیذ حضرت گنگوہیؒ)

(۱۹) حضرت مولانا منصور علی مرادآبادیؒ
(۲۰) حضرت ملا نواب خاں پشاوریؒ
(۲۱) حضرت مولانا خلیل الرحمٰن مکیؒ (نومسلم)
(۲۲) حضرت مولانا محمد سعیدؒ (مہتمم ثانی مدرسہ صولتیہ۔مکہ مکرمہ)
(۲۳) حضرت مولانا ریاض الحسن باغ پتیؒ (مجاز حضرت تھانویؒ)
(۲۴) حضرت مولانا محمد شفیع جون پوریؒ (تلمیذ حضرت تھانویؒ)
(۲۵) حضرت مولانا محمد سلیم کیرانویؒ (مدرسہ صولتیہ)
(۲۶) حضرت مولانا محمد یامین کاندھلویؒ (تلمیذ حضرت شیخ الحدیثؒ)
(۲۷) حضرت مولانا حبیب اللہؒ (ابن حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ)
(۲۸) حضرت مولانا خیر محمد مظفر گڑھیؒ (تلمیذ حضرت سہارن پوریؒ)
(۲۹) حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ (ابن حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ)
(۳۰) حضرت مولانا مفتی محمد خلیلؒ (تلمیذ حضرت مدنیؒ)
(۳۱) حضرت مولانا محمد فاضل عثمانیؒ
(۳۲) حضرت مولانا مسعود شمیم کیرانویؒ
(۳۳) حضرت مولانا محمد سعید عباسیؒ (ابن حضرت مولانا عبدالغفور مدنیؒ)
(۳۴) حضرت مولانا مظفر احمد برمیؒ (خلیفہ حضرت مدنیؒ)
(۳۵) حضرت مولانا عبدالرحمٰن رحمانیؒ

(۱۱)

دیوبندی عورتوں سے نکاح حرام اور زنا جائز
(نعوذ باللہ) بریلویوں کی ہرزہ سرائی اور اس پر سزا

بھارت میں جہاں آئے دن ہندو مسلم فسادات ہوتے رہتے ہیں، حالات کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان آپس میں مل کر قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق ''بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ'' (سورۂ صف:۴)

''جس میں سیسہ پلایا گیا ہے''

بن جائیں۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (سورۂ نساء:۱۰۳)

''اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلے کو اس طور پر کہ باہم سب متفق بھی رہو اور باہم نااتفاقی مت کرو۔''

کے حکم پر عمل پیرا ہوں۔

لیکن بریلوی واعظ اپنے امام کی پیروی میں وہاں بھی تفرقہ بازی کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں۔ مثلاً ایک صاحب منصور علی خاں جو بمبئی میں مسجد مدن پورہ کے امام ہیں، کرناٹک (میسور) کے شہر شیموگہ گئے، وہاں پُر زور تقاریر سے مسلمانوں میں فرقہ واریت کی آگ بھڑکا دی، شیموگہ کے مسلمانوں نے ان پر دعویٰ دایر کر دیا اور ان کی ٹیپ کردہ تقاریر سنائیں، جن میں یہ مواد تھا۔ ہم ''ندائے عرفات'' مطبوعہ شہر شموگہ کی زبان میں نقل کر رہے ہیں۔

''تبلیغی حضرات کی عورتوں کے ساتھ زنا بالجبر کرنے کی تلقین کی۔ ان کے پینے کے پانی میں کتے مار کر ڈال دینے کی تلقین کی۔ تبلیغی عورتوں یا مردوں کی جماعت آپ کے پاس آئے تو چپل اور جھاڑو سے تڑا تڑ مارنے کا مشورہ دیا اور کہا تم اپنی جھاڑو سے انہیں مارو وہ اپنی چپل چھوڑ کر بھاگیں گے وہ چپل آپ کے حق میں مال غنیمت ہوگی،

آپ فایدے میں رہیں گے۔ ان ڈبل بارہ کو جہاں دیکھو وہاں مارو، جیسے روئی دھنکنے والا رینڈٹ کی آواز سے روئی صاف کرتا ہے، ایسے ہی آواز ان کے مارے جانے پر ہونی چاہیے۔''

سوشل بائیکاٹ:

''وہابیوں کو نکاح کے لیے دختر مت دو۔ ان کے مردہ تمہارے قبرستانوں میں مت دفن کرو۔ تمہاری مسجدوں میں انہیں داخل ہونے نہ دو۔ سلام نہ کرو۔ جو انہیں سلام کرے گا وہ کافر ہے۔ انہیں کافر نہیں جاننے والا بھی کافر ہے۔ سرورق ہفت روزہ ندائے عرفات: جلد نمبر۲، شمارہ نمبر۲، مورخہ ۲۰ر ستمبر ۱۹۷۹ء بروز پنج شنبہ، طابع و ناشر و مدیر عتیق احمد، پیرسن پرنٹرز یم کے کے روڈ، شموگہ، کرناٹک یعنی میسور)

منصور علی خاں وغیرہ پر یہ مقدمہ ۷ر اگست ۱۹۷۵ء کو دایر کیا گیا۔ (ندائے عرفات: ص۲، کالم۴) اور ۲۱ر اگست ۱۹۷۹ء کو جمعہ کے دن اس کا فیصلہ سنایا گیا۔ منصور علی خاں کو ایک سال قید بامشقت کی سزا، ایک ہزار روپے جرمانہ اور ان کے دو ساتھیوں کو تین ماہ قید اور پانچ سو روپے فی کس جرمانے کی سزا دی گئی۔ مقدمہ کا فیصلہ نمبر (سیکشن IPC۲۹۸ اور IPC۴۴۷) تحریر ہے۔

منصور علی خاں کی یہ تقریریں شموگہ اور بھدراوتی میں مئی جون ۱۹۷۵ء میں ہوئی تھیں۔ ''ندائے عرفات'' کے چار صفحات میں اسی مقدمہ کی کاروائی جابجا دی گئی ہے۔ ہم نے یہ کم حصہ نقل کیا ہے۔ اس جلیل القدر بریلوی عالم نے انور کالونی بھدراوتی میں خطاب کرتے ہوئے کہا:

''نوجوانو! وہابیوں، تبلیغیوں کی عورتوں سے زنا بالجبر کرو، اس سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ خود بہ خود سنی کہلائے گی''۔ (ندائے عرفات: ص۴، کالم۳)

(ماخوذ، فاضل بریلوی کے فقہی مقام کی حقیقت: ص۸۱-۸۰)

(۱۲)

عرضِ حال

بہ جناب سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات

جناب الطاف حسین حالی نے حضور علیہ السلام کے حضور امت کے احوال پیش کرنے کے لیے یہ نظم پیش کی، جس میں نہایت دردمندی سے احوال ذکر کیے گئے ہیں۔ احمد رضا خان نے انہیں کافر کہا ہے۔ آپ اسے پڑھیے اور خود فیصلہ کیجیے کہ یہ کافر ہیں؟

اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے
جس دین کے مدعو تھے کبھی سیزر وکسریٰ
خود آج وہ مہمان سرائے فقرا ہے
وہ دین، ہوئی بزمِ جہاں جس سے چراغاں
اب اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے
جو دین کہ تھا شرک سے عالم کا نگہباں
اب اس کا نگہباں اگر ہے تو خدا ہے
جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے
اس دین میں خود تفرقہ اب آکے پڑا ہے
جس دین نے غیروں کے تھے دل آکے ملائے
اس دین میں خود بھائی سے بھائی جدا ہے
جو دین کہ ہم دردِ بنی نوعِ بشر تھا

اب جنگ وجدل چار طرف اس میں بپا ہے
جس دین کا تھا فقر بھی اکسیر غنا بھی
اس دین میں اب فقر ہے باقی نہ غنا ہے
جو دین کہ گودوں میں پلا تھا حکما کی
وہ عرضہ تیغ جہلا وسفہا ہے
جس دین کی حجت سے سب ادیاں تھے مغلوب
اب معترض اس دین پہ ہر ہرزہ درا ہے
ہے دین ترا اب بھی وہی چشمہ صافی
دین داروں میں پر آب ہے باقی نہ صفا ہے
عالم ہے سو بے عقل ہے، جاہل سو وحشی
منعم ہے سو مغرور ہے، مفلس سو گدا ہے
یاں راگ ہے دن رات تو واں رنگ شب وروز
یہ مجلسِ اعیاں ہے وہ بزمِ شرفا ہے
چھوٹوں میں اطاعت ہے نہ یاروں میں وفا ہے
دولت ہے نہ عزت نہ فضیلت نہ ہنر ہے
اک دین ہے باقی سو وہ بے برگ ونوا ہے
ہے دین کی دولت سے بہا، علم سے رونق
بے دولت وعلم اس میں نہ رونق نہ بہا ہے
شاہد ہے اگر دین تو علم اس کا ہے زیور
زیور ہے اگر علم تو مال اس کی جلا ہے
جس قوم میں اور دین میں ہو علم نہ دولت
اس قوم کی اور دین کی پانی پہ بنا ہے

گو قوم میں تیری نہیں اب کوئی بڑائی
پر نام تری قوم کا یاں اب بھی بڑا ہے
ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدت سے اسے دورِ زماں میٹ رہا ہے
جس قصر کا تھا سر بہ فلک گنبدِ اقبال
ادبار کی اب گونج رہی اس میں صدا ہے
بیڑا تھا نہ جو بادِ مخالف سے خبردار
جو چلتی ہے اب چلتی خلاف اس کے ہوا ہے
وہ روشنی بام و درِ کشور اسلام
یاد آج تلک جس کے زمانے کو ضیا ہے
روشن نظر آتا نہیں واں کوئی چراغ آج
بجھنے کو ہے اب گر کوئی بجھنے سے بچا ہے
عشرت کدے آباد ہے جس قوم کے ہر سو
اس قوم کا ایک گھر اب بزمِ عزا ہے
چاؤش تھے للکارتے جن رہ گزروں میں
دن رات بلند ان میں فقیروں کی صدا ہے
وہ قوم کہ آفاق میں جو سر بہ فلک تھی
وہ یاد میں اسلاف کی اب رو بہ قضا ہے
جو قوم کہ مالک تھی علوم اور حکم کی
اب علم کا واں نام نہ حکمت کا پتا ہے
کھوج ان کے کمالات کا لگتا ہے اب اتنا
گم دشت میں اک قافلہ بے طبل و درا ہے

بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکم قضا ہے
تھی آس تو تھا خوف بھی ہم راہ رجا کے
اب خوف ہے مدت سے دلوں میں نہ رجا ہے
جو کچھ ہیں وہ سب اپنی ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت
شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلا ہے
دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بہ دولت
سچ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے
کی زیب بدن سب نے ہی پوشاک کتاں کی
اور برف میں ڈوبی ہوئی کشور کی ہوا ہے
درکار ہیں یاں معرکے میں جوشن وخفتاں
اور دوش پہ یاروں کے وہی کہنہ ردا ہے
دریائے پُر آشوب ہے اک راہ میں حائل
اور بیٹھ کے گھڑ ناؤ پہ یاں قصدِ شنا ہے
ملتی نہیں اک بوند بھی پانی کی جہاں مفت
واں قافلہ سب گھر سے تہی دست چلا ہے
یاں نکلے ہیں سودے کو درم لے کے پرانے
اور سکہ رواں شہر میں مدت سے نیا ہے
فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
اے چشمۂ رحمت بابی انت و امّی
دنیا پہ ترا لطف سدا عام رہا ہے

جس قوم نے گھر اور وطن تجھ سے چھڑایا
جب تو نے کیا، نیک سلوک ان سے کیا ہے
صدمہ دربِ دنداں کو ترے جن سے کہ پہنچا
کی ان کے لیے تو نے بھلائی کی دعا ہے
کی تو نے خطا عفو ہے ان کینہ کشوں کی
کھانے میں جنہوں نے کہ تجھے زہر دیا ہے
سو بار ترا دیکھ کے عفو اور ترحم
ہر باغی وسرکش کا سر آخر جھکا ہے
جو بے ادبی کرتے تھے اشعار میں تیری
منقول انہیں سے تری پھر مدح وثنا ہے
برتاؤ ترے جب کہ یہ اعدا سے ہیں اپنے
اعدا سے غلاموں کو کچھ امید سوا ہے
کر حق سے دعا امتِ مرحوم کے حق میں
خطروں میں بہت جس کا جہاز آکے گھرا ہے
امت میں تری نیک بھی ہیں بد بھی ہیں لیکن
دل دادہ ترا ایک سے ایک ان میں سوا ہے
ایماں جسے کہتے ہیں عقیدے میں ہمارے
وہ تیری محبت، تری عترت کی ولا ہے
ہر چپقلش دہرِ مخالف میں ترا نام
ہتھیار جوانوں کا ہے پیروں کا عصا ہے
جو خاک ترے در پہ ہے جاروب سے اڑتی
وہ خاک ہمارے لیے داروئے شفا ہے

جو شہر ہوا تیرے ولادت سے مشرف
اب تک وہی قبلہ تری امت کا رہا ہے
جس ملک نے پائی تری ہجرت سے سعادت
کعبے سے کشش اس کی ہر اک دل میں سوا ہے
کل دیکھیے پیش آئے غلاموں کو ترے کیا
اب تک تو ترے نام پہ ایک ایک فدا ہے
ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے
گر بد ہیں تو حد اپنا ہے کچھ اور زیادہ
اخبار میں الطالح لی ہم نے سنا ہے
تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی
ہاں ایک دعا تیری کہ مقبولِ خدا ہے
خود جاہ کے طالب ہیں نہ عزت کے ہیں خواہاں
پر فکر ترے دین کی عزت کی سدا ہے
گر دین کو جوکھوں نہیں ذلت سے ہماری
امت تری ہر حال میں راضی بہ رضا ہے
عزت کی بہت دیکھ لیں دنیا میں بہاریں
اب دیکھ لیں یہ بھی کہ جو ذلت میں مزا ہے
ہاں حالی گستاخ نہ بڑھ حد ادب سے
باتوں سے ٹپکتا تری اب صاف گلہ ہے
ہے یہ بھی خبر تجھ کو کہ ہے کون مخاطب
ہاں جنبشِ لب خارج از آہنگِ خطا ہے

(۱۴)

وصایا شریف

اسلام کے خلاف، خدا کے حریف ہیں
یہ لوگ یادگار، وصایا شریف (۱) ہیں
اسلام ان کے دشنۂ الحاد کا شکار
مذہب کے اعتبار سے عضوِ ضعیف ہیں
فطرت کے اعتبار سے دُشنام واشگاف
پیشے کی رُو سے تاجرِ دینِ حنیف ہیں
اقصائے چیں سے تا بہ سوادِ طرابلس
برطانیہ کی فصلِ ربیع وخریف ہیں
اربابِ دُوں نہاد کی تصویرِ خانہ ساز
یارانِ بد زباں کے سیاسی حلیف ہیں
دو سو برس سے شرک نوازی میں بے مثال
طرّوں کے پیچ وخم کی بنا پر شریف ہیں
مفتی نہیں، فقیہ نہیں، پیش وا نہیں
یہ خان زادگانِ بریلی شریف ہیں

شورش کاشمیریؒ

(۱) مولوی احمد رضا کی آخری وصیتیں۔

(۱۴)

دیوبند

از مولانا ظفر علی خاں مرحوم

شاد باش وشاد زی اے سرزمین دیوبند
ہند میں تو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند

ملتِ بیضا کی عزت کو لگائے چار چاند
حکمت بطحا کی قیمت کو کیا تو نے دو چند

اسم تیرا ہاشمی ضرب تیری بے پناہ
دیو استبداد کی گردن ہے اور تیری کمند

تیری رجعت پر ہزار اقدام سو جان سے نثار
قرنِ اول کی خبر لائی تیری الٹی زقند

تو علم بردار حق ہے حق نگہباں ہے تیرا
خیل باطل سے پہنچ سکتا نہیں تجھ کو گزند

ناز کر اپنے مقدر پر کہ تیری خاک کو
کرلیا ان عالمانِ دین قیم نے پسند

جان کر دیں گے جو ناموسِ پیمبر پر فدا
حق کے رستے پر کٹادیں گے جو اپنا بند بند

کفر ناچا جن کے آگے بارہا ننگی کا ناچ
جس طرح جلتے توے پر رقص کرتا ہے سپند

اس میں قاسمؒ (۱) ہوں کہ انور شہؒ (۲) کہ محمود حسنؒ (۳)
سب کے دل تھے درد مند اور سب کی فطرت ارجمند

گرمی ہنگامہ تیری ہے حسین احمدؒ (۴) سے آج
جن سے پرچم ہے روایاتِ سلف کا سربلند

(۱) حجۃ الاسلام سیدنا الامام الکبیر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
(۲) محدث زمانہ حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ
(۳) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندیؒ
(۴) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

(۱۵)

دارالتکفیر بریلی

مولانا ظفر علی خاں مرحوم

اوڑھ کر حامد رضا خان آئے بدعت کا لحاف
ذات ان کی ہے مجدد بات ان کی لام کاف

مانچسٹر کے کفن سازوں سے لایا ہے ادھار
شرک کی انٹی بریلی کا یہ بڈھا نور باف

بیچ میں کھٹل بھرا گودڑ ہے پھیلا ہوا
گرچہ آتا ہے نظر اجلا رضائی کا غلاف

پیکرِ طاغوت ہے، یا ہے رضائے مصطفیٰ
باپ تھا اس لاش کا سر اور بیٹا اس کی ناف

مشغلہ ان کا ہے تکفیر مسلمانانِ ہند
ہے وہ کافر جس کو ہو ان سے ذرا بھی اختلاف

جب سے پھوٹی ہے بریلی سے کرن تکفیر کی
دید کے قابل ہے اس کا انعکاس وانعطاف

جو حریف اسلام کا ہو آپ ہیں اس کے حلیف
اس کے دشمن آپ ہیں جو ہو نصاریٰ کے خلاف

ہم مٹادیں گے زمانے میں نشان اسلام کا
بندہ پرور کہہ نہیں دیتے یہی کیوں صاف صاف

زندگی ہے اس کی ملت کے لیے پیغام موت
کررہا ہو جو بجائے کعبہ قبروں کا طواف

(بہارستان: ص: ۲۱۰)

شورش کاشمیریؒ

(۱۶)

فی سبیل اللہ فساد

بریلی کے علمائے تکفیر پنجاب مرحوم کے بعض شہروں میں زبان درازی کی اس حد پر آ گئے تھے کہ ان کے نزدیک حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، شیخ الحدیث علامہ انور شاہؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، شیخ التفسیر مولانا احمد علیؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور انتہا یہ ہے کہ رئیس المجاہدین شاہ اسمٰعیل شہیدؒ بھی کافر و ملحد تھے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن ۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

ان خود فروش واعظوں کا یہ سلسلہ سب وشتم تحریری و تقریری میرے سامنے آیا تو انتہائی صدمہ اور اس کے ساتھ تعجب ہوا کہ اس قسم کی خود کاشتہ فصل بھی یہاں موجود ہے۔ چناں چہ مندرجۂ ذیل ۲۹ راشعار اس محاسبے کا حرف آغاز تھے، جو اس خانوادۂ تکفیر کی مدارات کے لیے اس آرزو کے ساتھ بے اختیار زبان پر آ گئے تھے۔ ؎

شاید کہ اتر جائے کسی دل میں بری بات

☆

دل میں اگر ملال نہ لائیں بریلوی — باتیں کروں گا اُن سے یقیناً کھری کھری
کافرگری کی رسم پہ نازاں ہے کون شخص — کس خان دان علم کا شیوہ ہے بت گری

تکفیر کس کے منبر ومحراب کی دلیل / کس کی زباں ہے دعوت وارشاد سے تہی
کھولے ہیں کس نے اپنی قباؤں کے پیچ وخم / روندی گئی ہے کس کے عماموں کی برتری
کھاتا ہے کون دین فروشی کی روٹیاں / بکتی ہے کس دکان پہ شرعِ پیمبری
بغداد کس کی "تیغ جہان دار" کا ہدف / بیتا ہے کس پہ حادثۂ چرخِ چنبری
کچھ یاد بھی ہے دین فروشانِ عصرِ نو! / کیوں کر دلوں سے شرمِ رسولِ خدا گئی
نانوتویؒ پہ کفر کا فتویٰ؟ حیا کرو! / توہین کررہا ہے رسالت کی تھانویؒ؟
دشنام ہوگئے ہیں کمالاتِ دیوبند / تضحیک کا شکار ہیں ایمان وآگہی
سرخیل ملحداں ہیں شہیدانِ بالاکوٹ؟ / یارانِ خود فروش! یہ اندازِ خود سری؟
احمد علیؒ کی ذات پہ کیچڑ اُچھال کر / کرتے ہو ایک عاشقِ صادق کی ہم سری
لاؤ کہاں سے انورؒ ومحمودؒ کا جواب / کس پر غرور؟ کس پہ جتاتے ہو برتری؟
کل تک تھے آپ کارڈ کلایو کے خانہ زاد / پاتے تھے خان دان حکومت سے رہبری
کشکول لے کے شرع فروشی کا ہاتھ میں / یہ ذکر وعظ ہے کہ نوائے گداگری
سی آئی ڈی سے کہنہ روابط کی آڑ میں / لوگوں کے دل میں اپنی بٹھاتے ہو برتری
تم وارثِ سموم وخزاں ہو خدا گواہ / تم سے بنے ہیں گوہرِ شب تاب کنکری
کہتا ہوں صاف صاف خدایانِ ذکر وعظ! / میری طرف سے دل پہ لکھو حرفِ آخری
چھوڑا نہ تم نے شیوۂ کافر گری اگر / رولوں گا خاکِ پا میں تمہاری سکندری
ننگا کروں گا تم کو شرافت کے نام پر / حکما اُتار دوں گا نقابِ فسوں گری
نکلوں گا لے کے پرچمِ فاروقؓ ذی وقار / دنیا پہ آشکارا ہے میری شناوری
وقت آگیا کہ تیغِ علیؓ بے نیام ہو / خیبر سے بڑھ کے آپ کا فتنہ ہے کشتنی
آتا نہیں قلم پہ کوئی ناروا خیال / رُکتا نہیں زباں پہ کوئی حرفِ گفتنی
اس کاروبارِ کفر پہ شیخ الحدیث ہو؟ / یوں کررہے ہو دینِ پیمبر کی چاکری؟

یہ بات اور صاف کرو بزولانِ شہر — کے سال کی ہے ڈپٹی کمشنر کی نوکری؟

کب تک رہے جو خفیہ وظیفہ سے فیض یاب — جس نے سکھادیے، تمھیں آداب کافری

سوچا بھی ہے کہ آپ کے فتووں کی آب وتاب — رکھتی ہے اپنے دامن صد چاک میں نمی

کہتا ہے تم سے گنبد خضریٰ کا تاج دار(۱) — زیبا ہے جس کو دونوں جہانوں کی سروری

نانوتویؒ کی معنوی اولاد کے خلاف — طوفان سب وشتم ہے ایماں کی جاں کنی

کچھ لکھا ہے، دل سے لکھا ہے خدا گواہ
شورش نہیں یہ محض نواہائے شاعری

۱۷ر ستمبر ۱۹۶۲ء

(۱) صلی اللہ علیہ وسلم۔

ماخذ

اس کتاب کی تالیف، اضافات، ضمایم اور حواشی میں جن کتب سے استفادہ کیا گیا۔

نمبر	کتاب	مصنف/مرتب	ناشر
۱	القرآن الکریم		
۲	اجوبۂ اربعین	مولانا محمد قاسم نانوتویؒ/ صوفی عبدالحمید سواتیؒ	مدرسۂ نصرۃ العلوم گوجراں والہ
۳	ارواحِ ثلاثہ	مولانا اشرف علی تھانویؒ	کتب خانہ امدادیہ سہارن پور
۴	ازالۃ العار (مشمولہ فتاویٰ رضویہ)	احمد رضا خان بریلوی	
۵	الکوکبۃ الشہابیہ	احمد رضا خان بریلوی	
۶	النہی الاکید	احمد رضا خان بریلوی	
۷	الطاریٰ الداری بہفوات عبدالباری	احمد رضا خان بریلوی	حسنی پریس بریلی
۸	الاستمداد علی اجیال الارتداد	احمد رضا خان بریلوی	
۹	ارادۃ الادب لفاضل النسب	احمد رضا خان بریلوی	
۱۰	الامارۃ والجہاد	احمد رضا خان بریلوی	
۱۱	الدلائل القاہرۃ علی الکفرۃ النیاشرۃ	احمد رضا خان بریلوی	
۱۲	اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام	احمد رضا خان بریلوی	

۱۳	اصلاح بہشتی زیور	حشمت علی خان پیلی بھیتی	مسلم پریس بریلی
۱۴	احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ	حشمت علی خان پیلی بھیتی	
۱۵	اجمل انوار الرضا		
۱۶	الجوابات السنیہ علی زہاء السوالات الملیکیۃ		
۱۷	انوار ساطعہ	مولوی عبد السمیع	نعیم پریس دہلی
۱۸	باغی ہندوستان	محمد عبد الشاہد خاں شروانی	
۱۹	برق خداوندی	محبوب علی خان	
۲۰	بہار شریعت	امجد علی خان	
۲۱	تحفۃ المقلدین	نقی علی خان	
۲۲	تجانب اہل سنت	محمد طیب داناپوری/حشمت علی خان	
۲۳	تاریخ اعیان وہابیہ		
۲۴	تنویر الحجہ لمن یجوز التواء الحجہ	مصطفیٰ رضا خان بریلوی	مطبع اہل سنت والجماعت بریلی
۲۵	تاریخ قرآن	مولانا قاری شریف احمد / حافظ تنویر احمد شریفی	مکتبہ شریفیہ کراچی
۲۶	تاریخ دار العلوم دیوبند	مولانا محبوب رضویؒ	دار العلوم دیوبند
۲۷	تحقیقات قادریہ		جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی
۲۸	تذکرۃ الرشید	مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ	
۲۹	جزاء اللہ عدوہ	احمد رضا خان بریلوی	

۳۰	حدائق بخشش	احمد رضا خان بریلوی	
۳۱	حسام الحرمین	احمد رضا خان بریلوی	
۳۲	خواجہ حسن نظامی خاکے اور خاکہ نگاری	ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری	پورب اسلام آباد
۳۳	دوامغ الحمیر		
۳۴	دوام العیش	احمد رضا خان بریلوی	
۳۵	ذکر اقبال	عبدالمجید سالکؒ	
۳۶	راز سیرت کمیٹی	حشمت علی خان	سلطانی پریس بمبئی
۳۷	روزگار فقیر		
۳۸	سوالات علما جوابات ندوۃ العلماء		بریلی پریس
۳۹	سرگذشت اقبال		
۴۰	ضیاء القلوب	مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ	
۴۱	عرفان شریعت		
۴۲	فیصلہ کن مناظرہ	مولانا محمد منظور نعمانیؒ	الفرقان بک ڈپو لکھنو
۴۳	فاضل بریلوی کے فقہی مقام کی حقیقت	مولانا سید حامد میاںؒ	مدرسۂ تجوید القرآن خانوخیل
۴۴	فتاویٰ رضویہ	احمد رضا خان بریلوی	
۴۵	فتاویٰ مظہری	مفتی مظہر اللہ دہلوی	
۴۶	کشف ضلال دیوبند	حشمت علی خان	
۴۷	کمالات رحمانی	مولانا شاہ تجمل حسین بہاریؒ	

۴۸	موضح الفرقان (ترجمہ قرآن)	مولانا محمود حسن دیوبندیؒ	مدینہ پریس بجنور
۴۹	مقامع المبتدعین	مولانا شاہ کرامت علی جون پوریؒ	
۵۰	ملفوظات	احمد رضا خان بریلوی	
۵۱	مظاہر الحق الاجلی	حشمت علی خان	
۵۲	وصایا شریف	احمد رضا خان بریلوی	الیکٹرک ابوالعلائی پریس آگرہ
۵۳	وسل السیف الہندیہ	احمد رضا خان بریلوی	
۵۴	ہفت مسئلہ	مولانا حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ	
	اخبارات ورسائل		
۵۵	روزنامہ امروز لاہور		
۵۶	روزنامہ جنگ کراچی		
۵۷	ہفت روزہ چٹان لاہور		
۵۸	روزنامہ سیاست لاہور		
۵۹	ماہنامہ سنی لکھنو		
۶۰	اخبار عصر جدید کلکتہ		
۶۱	اخبار قومی آواز لکھنؤ		
۶۲	ماہنامہ معارف اعظم گڑھ		

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ۝

کیا صلوٰۃ وسلام اور محفل میلاد بدعت ہے؟

"جس میں درود شریف جیسی اہم عبادت کے ساتھ بدعات کا معاملہ، میلاد کی تاریخ، اس کے موجد، مروج کے عقاید ونظریات اور اس کے بارے میں علمائے احناف کے فتاوے، بدعات کے معانی ومفاسد کا بیان مدلل انداز میں کیا گیا ہے۔"

تالیف

نعمان محمد امین

انگوٹھے چومنے کا مسئلہ

دیوبند کی عدالت میں

اذان میں انگوٹھے چومنے کی من گھڑت روایات پر
شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ
شیخ المفسرین حضرت مولانا عبدالحمید خان سواتی
فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
کی تحقیقات کا مفید اور معلوماتی مجموعہ

نعمان محمد امین

علمی تحریرات کا نادر مجموعہ

فاضل بریلوی کا ترجمۂ قرآن
اور
فقہی مقام کی حقیقت

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ
بانی جامعہ مدنیہ - لاہور